بریلوی علمائے کرام

کی رواداریاں

تالیف

شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ

پی ایچ ڈی (امریکہ)

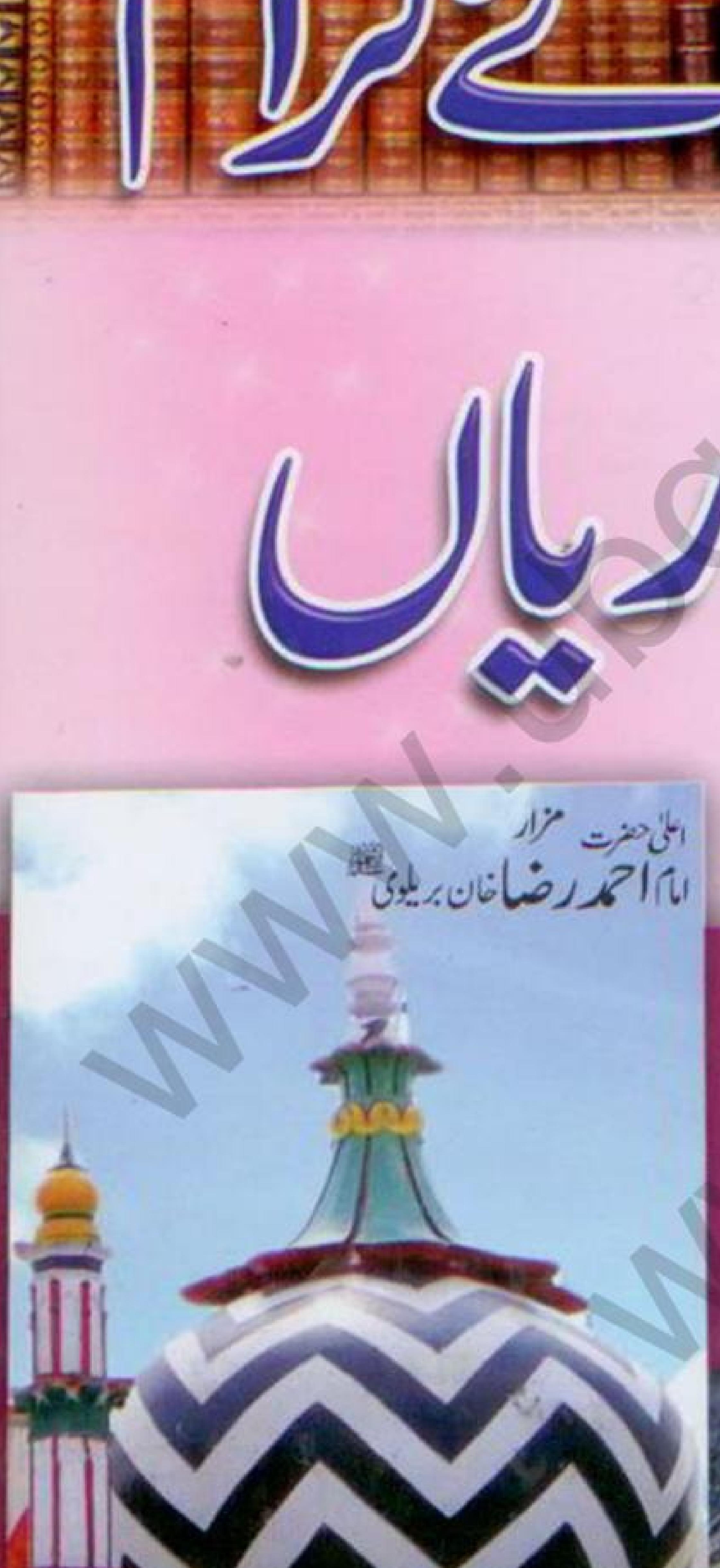
اعلیٰ حضرت مزار
امام احمد رضا خان بریلوی

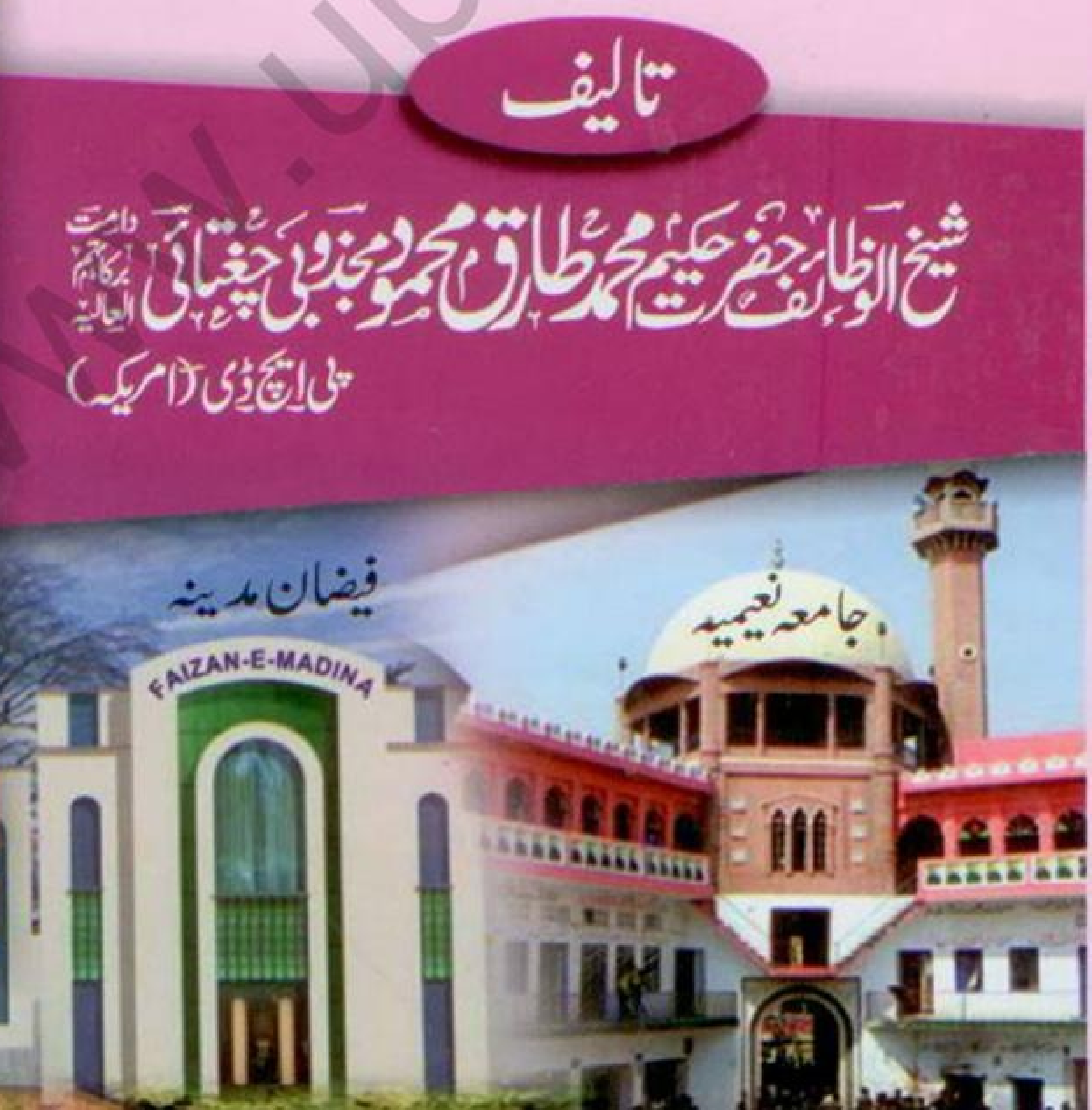
فیضان مدینہ
FAIZAN-E-MADINA
جامعہ نعیمیہ

بریلوی علمائے کرام
کی
رواداریاں

جمع وترتیب

شیخ الوظائف حکیم محمد طارق محمود چغتائی مجذوبی دامت برکاتہم العالیہ
(پی۔ ایچ۔ ڈی: امریکہ)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: بریلوی علمائے کرام کی رواداریاں
زیرنگرانی: شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم
(پی۔ ایچ۔ ڈی: امریکہ)
تعاون اور مسلسل محنت: مولانا سید محمد عادل شیراز، کراچی (حال مقیم تسبیح خانہ)
ناشر: دفتر ماہنامہ عبقری عالمی مرکز روحانیت وامن قرطبہ چوک لاہور
سن اشاعت: 2016ء
قیمت:

خط وکتابت کا پتہ: عالمی مرکز روحانیت وامن 78/3 قرطبہ چوک
نزد گوگا نیلام گھر عبقری اسٹریٹ مزنگ چونگی لاہور
فون/فیکس:042-37552384,37597605,37586453
Email:contact@ubqari.org
website:www.ubqari.org

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے الفاظ، آیات، احادیث اور نقل حوالہ جات میں کوئی غلطی نہ ہو لیکن پھر بھی ہر پل اپنے آپ کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں آپ کی تحقیقی نظر کہیں کسی غلطی یا قابل اصلاح پہلو کی طرف جائے تو اطلاع کیجئے، مشکور رہیں گے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
	کتاب ”مہر منیر“ میں باہمی محبت کی مہکتی کلیاں	18
	مولانا احمد حسن محدث کانپوری سے ملاقات	18
	دیوبندی، اہل حدیث اور بریلوی اکابر کی ہر دلعزیز شخصیت	21
	مولانا عبدالجبار غزنوی اور پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہا اللہ	26
	پیر مہر علی شاہ صاحب اور مولانا احمد علی رحمہا اللہ کا تعلق	26
	مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے عطیہ سندات	26
	اجازت نامہ کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ	28
	مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ کا ہر طبقہ میں استقبال	32
	حضرت سہارنپوری سے تحصیل علوم کے بعد مراجعت وطن	34
	سید الطائفہ حاجی صاحب رحمہ اللہ کی خلافت	35
	مولانا رحمت اللہ کے حضرت رحمہا اللہ کے متعلق تاثرات	36
	مدرسہ صولتیہ اور پیر صاحب کا تعلق	38
	قاری احمد کے حق میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سند عام	44
	عطائے سلسلہ صابریہ	49
	حاجی صاحب کی محفل اک باخدا انسان کی مجلس	51
	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا مسلک	52
	بریلوی اور دیوبندی	53
	مسائل میں راہ اعتدال	53

	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی پیشن گوئی پوری ہوجانا	53
	مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا خط	54
	نقل اشتہار جواب دعوت	56
	حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کا جواب دعوت	56
	حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ کے دو مایہ ناز شاگرد	57
	شیخ الہند اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہما اللہ دونوں استاد بھائی	57
	حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ کی اپنے اساتذہ کے حق میں دعا	58
	حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا علمی مقام	58
	بریلوی و دیوبندی مکاتب فکر کا تعلق	59
	حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ ہر دلعزیز شخصیت	60
	کتاب ’’ضرب شمشیر‘‘ اور باہمی اُلفت کی چاشنی	60
	پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کی محبت	60
	سوانح خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمہ اللہ اور محبت کی کلیاں	61
	سوانح خواجہ محمد سلمان میں رواداری کا پیغام	61
	مولانا کوثر نیازی بریلوی رحمہ اللہ اور باہم محبت کی یادیں	62
	مولانا کوثر نیازی کی امیر شریعت سے عقیدت	63
	شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سے عقیدت	65
	مولانا نیازی کی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے عقیدت	66
	مولانا نیازی کی مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ سے عقیدت	66
	مولانا نیازی رحمہ اللہ کی شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے عقیدت	67
	مولانا نیازی رحمہ اللہ کی شیخ القرآن رحمہ اللہ سے عقیدت	68

	حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ کی تعظیم	68
	امیر شریعت رحمہ اللہ دیگر مشائخ بریلویہ کی نظر میں	69
	12 مشائخ کے واقعات	69
	مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ اور باہمی ہم آہنگی	73
	مولانا معین الدین اجمیری کی علمائے دیوبند سے عقیدت	73
	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اور رواداری کا پیغام	74
	سید الطائفہ رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند	74
	حاجی صاحب رحمہ اللہ اور مؤلف انوار ساطعہ کا تعلق	75
	علمائے دیوبند کی پاک باز ہستیاں	76
	حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کے مرشد کا وصیت نامہ	76
	مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا مقام	78
	حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کے مرشد اور علمائے دیوبند کا مقام	78
	حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا ہدایت نامہ	78
	حضرت پیر گولڑوی رحمہ اللہ کے مرشد کی دار العلوم دیوبند کیلئے دعائیں	79
	حضرت حکیم سید برکات احمد رحمہ اللہ کے مرشد کی کرامت	80
	کتاب ’’مقابیس المجالس‘‘ میں احترام کی مٹھاس	81
	خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ چاچڑاں شریف اور رواداری کا پیغام	81
	دیوبندی و بریلوی دونوں سنی و حنفی ہیں	85
	کتاب ’’سیرت امیر الملت‘‘ میں باہم محبت کی خوشبو	85
	حضرت شیخ الہند رحمہ سے سجادہ نشین کی عقیدت	85
	حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا تبرک اب تک محفوظ	86

	دیوبندی خدارسیدہ عالم دین	87
	علماءدیوبند عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں	87
	کتاب ''تذکرہ مسعود'' اور بھائی چارگی کا سبق	88
	اعلیٰ حضرت شاہ محمد مسعود بریلوی رحمہ اللہ اور اُلفت و محبت کا سبق	88
	دیوبندیت اور بریلویت میں ایک دوسرے کا پورا پورا احترام	89
	مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ خوبیوں کا پیکر	90
	مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ سلف صالحین کی یادگار	91
	مفتی مظہر اللہ رحمہ اللہ اور بانی تبلیغی جماعت کے تعلقات	91
	مفتی اعظم مولوی مظہر اللہ بریلوی مفتی کفایت اللہؒ کے گھر جاکر چارپائی بن آئے	93
	کتاب ''جمال کرم'' میں باہم نفرتوں سے دوریاں	93
	مولانا محمد قاسم بالاکوٹی رحمہ اللہ کا مدرسہ امینیہ سے تعلق	93
	پیر مہر علی شاہ صاحب اور باہمی رواداری	94
	''ترجمان السنۃ'' اہم کتاب	95
	کتاب ''حیات مولانا حکیم سید برکات احمد'' اور رواداری کا درس	95
	پیر کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ کا مشورہ تعلیم دیوبند میں حاصل کریں	95
	مولانا اسماعیل شہید رحمہ باتقویٰ بزرگ	95
	علماءدیوبند فروعاً و اصولاً احناف ہیں	96
	حضرت گنگوہی اور سہارنپوری رحمہما اللہ کا مقام	96
	النبی الخاتم اور مولانا سید برکات احمد رحمہ اللہ کا تبصرہ	98
	مولانا حکیم سید برکات احمد، حضرت گنگوہی رحمہما اللہ کے پیر بھائی	99
	ہمارے اخبارات اور رواداری کا پیغام	100

	پیر جماعت علی شاہ رحمہ اللہ اور فرقہ بندی سے نفرت	100
	دیوبندی و بریلوی علماء کا آپس میں اتحاد	101
	دارالعلوم دیوبند کی عظمت کا اقرار	101
	خطیب صاحب جامع مسجد بمبئی اور باہمی رواداری کا اعلان	101
	خطیب صاحب جامع مسجد بمبئی کا دوسرا اعلان	106
	ایڈیٹر روزنامہ سیاست اور باہم رواداری	107
	اعلیحضرت کا حکیم الامت رحمہ اللہ کی اقتداء میں نماز پڑھنا	107
	حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ اور اتفاق واتحاد کی ضرورت	108
	متفرق اکابرین کے رواداری پر (77) اہم واقعات	109
	مولانا توکلی رحمۃ اللہ علیہ کی رواداری	109
	حضرت انبالوی رحمہ اللہ کی علمائے دیوبند کے بارے میں بشارت	109
	خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کا احترام	111
	خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کا علمائے دیوبند سے تعلق	112
	مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور باہمی محبت	112
	حضرت مولانا گنج مرادآبادی اور علمائے دیوبند کی محبت	115
	مولانا برکات احمد صاحب اور علمائے دیوبند کا احترام	115
	مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کا مقام	116
	مولانا غلام محی الدین رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کے حق میں رحمت کی دعا	116
	ذاکر حسن بریلوی صاحب اور مسلک مخالف کا احترام	116
	مولانا نذیر احمد رامپوری رحمہ اللہ اور آپس کا پیار	117
	مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبند اکابر کا احترام	117

عالی جناب مرزا آفتاب بیگ چشتی نظامی اور آپس کی بھائی چارگی 117
پیر کرم شاہ ازہری رحمہ اللہ اور اخلاص کی مٹھاس 118
علمائے فرنگی محل کی باہمی رواداریاں 119
مولانا خلیل خان برکاتی رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کا احترام 119
حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحبؒ اور تعظیم کا گلدستہ 120
حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ اور دیوبندیوں کا احترام 121
صاحبزادہ پیر جماعت علی شاہ علی پوریؒ کا علمائے دیوبند کو کلمات خیر سے یاد کرنا 121
پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کا علمائے دیوبند سے تعلق 122
مولانا پیر محمد چشتی چترالوی رحمہ اللہ اور احترام علمائے دیوبند 122
حضرت شرقپوری رحمہ اللہ کی حضرت کشمیری رحمہ اللہ سے عقیدت 123
دیوبند میں چار نوری وجود کا اعتراف 123
مولانا آل مصطفیٰ مصباحی اور علمائے دیوبند کا مقام 124
سجادہ نشین سیال شریف کا دار العلوم دیوبند میں استقبال 125
دار العلوم دیوبند کی علمی خدمات کو خراج عقیدت 126
الحب للہ کی پانچ نشانیاں...... ہمارے لیے سبق 126
دیگر محبت بھری اداؤں کے انداز 127
علمائے دیوبند کے خلاف کام کرنا......! 128
کتاب فضائل حج سے تعلق 128
کتاب ’’ڈھول کی آواز‘‘ میں فرقہ واریت کا خاتمہ 128
کتاب ’’فتاویٰ مظہریہ‘‘ اور احترام کی مٹھاس 129

www.ubdari.org

	شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے نیاز مند کا بہشتی زیور سے استفادہ	129
	کتاب ”فتاویٰ مہریہ“ اور فرقہ واریت کا خاتمہ	130
	شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ مجدد وقت	130
	کتاب ”خطبات یوم رضا“ اور باہم احترام کے پھول	130
	پیر سید جماعت علی شاہ رحمہ اللہ اور دیوبند جانے کا مشورہ	131
	حضرت پیر احمد شاہ رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری	132
	کتاب ”سندھ کے صوفیائے نقشبند“ اور باہم اُلفت کا درس	132
	حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبند	134
	بے احتیاطی اور بے اعتدالی کے باعث غلط فہمی	134
	مفسر قرآن و شارح مسلم اور باہم محبت کا درس	135
	مولانا ظفر الدین صاحب رحمہ اللہ اور تکفیر سے اجتناب	136
	کتاب ”تحذیر الناس میری نظر میں“ محبت کے پھول کا گلدستہ	138
	حضرت درخواستی دیوبندی رحمہ اللہ مسلکی انتشار کو کم کرنے والے بزرگ	139
	مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم عرش کے پرے چلتا ہے	140
	تحریک ختم نبوت میں علمائے دیوبند کا کردار	141
	مختلف مسالک کا مل کر تحریک پاکستان میں حصہ لنا	141
	مسلم لیگ اور علمائے دیوبند	142
	سیفی علمائے کرام اور علمائے دیوبند کا مقام	142
	تحریک ناموس رسالت ﷺ کیلئے تمام مسالک کا اجتماع	143
	صدر الافاضل رحمہ اللہ کے والد ماجد کی بیعت	143

	حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر خدا کی رحمت	144
	مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کامل ولی اللہ	144
	بانی دارالعلوم دیوبند کا پاکان امت میں شمار	144
	دیوبندی و بریلوی مشائخ ...... اپنے زمانے کے آفتاب	144
	مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کی بالغ النظری	145
	ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرنا	145
	مولانا اجمیری رحمہ اللہ کا تعلق	146
	دیوبندیوں اور اہل حدیث حضرات کا احترام	147
	خانقاہ سراجیہ اور علمائے دیوبند	147
	حضرت مولانا خلیل خان برکاتی رحمہ اللہ اور رواداری کے پیغامات	147
	مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمہ اللہ اور حفظ الایمان	148
	شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق رسول ﷺ	149
	حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور دیوبند سے مہکتی خوشبو	149
	پیر گولڑہ شریف کی علمائے دیوبند سے محبت	150
	خواجہ فیض محمد شاہ جمالی رحمہ اللہ اور باہمی محبت کا پیغام	154
	آستانہ عالیہ للہ شریف اور باہمی محبت کا پیغام	154
	حضرت پیر گنج مرادآبادی رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند	156
	مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی رحمہ اللہ کی علمائے دیوبند سے عقیدت	156
	آستانہ عالیہ تونسہ شریف میں علمائے دیوبند کا احترام	159
	آستانہ چشتیہ نظامیہ اور باہم محبت کا پیغام	160

	کرمانوالے کے سابق سجادہ نشین کی علمائے دیو بند سے عقیدت	165
	مولانا فتح محمد آف بہاولنگر حصول علم میں رواداری کا پیغام	166
	علمائے دیو بند سے خانقاہ مرولہ شریف کے سجادہ نشین کی عقیدت	167
	آستانہ عالیہ سیال شریف اور مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا مقام	167
	کسب علم میں باہم رواداری اور اسلاف کی وسعت ظرفی	169
	آستانہ عالیہ نوریہ کے سجادہ نشین کی رواداری	170
	آستانہ عالیہ نقشبندیہ بیربل کے سجادہ نشین کی رواداری	171
	اعلیحضرت بریلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ کی رواداری	172
	آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کے سجادہ نشین کی روادرای	173
	قلم کو آلودہ نہیں کیا......تکفیر سے احتراز	176
	مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کی حصول تعلیم میں رواداری	178
	مولانا محمد عمر اچھروی......اور اہل حدیث علماء سے کسب علم	182
	مولانا ابو محمد رحمہ اللہ چکوالی اور حصول تعلیم میں رواداری کا پیغام	182
	اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ابتدائی تعلیم میں رواداری کا پیغام	184
	مولانا محمد اکبر علی میانوالی اور حصول تعلیم میں رواداری کا پیغام	185
	مولانا مفتی محمد امید علی خاں رحمہ اللہ اور علمائے دیو بند سے کسب علم	185
	صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن اور علم دین میں رواداری کا پیغام	186
	مولانا مفتی محمد عبدالعزیز الگوں اور باہمی محبت کا پیغام	186
	مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور پیغام رواداری	187
	مولانا مفتی عطامحمد رتوی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور پیغام رواداری	188

	مولانا غلام احمد رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	189
	مولانا غلام الدین رحمہ اللہ کے اساتذہ میں رواداری کی بہترین مثال	190
	مولانا غلام حیدر رحمہ اللہ مشائخ اور رواداری کا پیغام	190
	مولانا بھیروی رحمہ اللہ کے پیشواؤں میں باہمی محبت اور رواداری	191
	مولانا فیض احمد اویسی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری	192
	مولانا محمد صاحب رحمہ اللہ اور کسب علم میں روداری	192
	آستانہ عالیہ جامعہ محمدی کا دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنا	193
	مولانا محمد غازی نزڑہ کیمبل پور اور کسب علم میں رواداری کا پیغام	193
	مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں رواداری کا پیغام	194
	مفتی سید مسعود علی قادری رحمہ اللہ کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام	195
	مولانا سید پیر مغفور القادری اور حصول علم میں رواداری کا پیغام	196
	مولانا سید ولایت شاہ رحمہ اللہ اور رواداری کا پیغام	197
	حضرت مولانا یار محمد بندیالوی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور باہمی محبت کا پیغام	197
	حضرت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی کے اساتذہ اور باہمی محبت کا پیغام	199
	مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری کا پیغام	200
	مولانا مہر محمد اچھروی لاہوری کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام	200
	مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری کا پیغام	201
	مولانا قاری غلام رسول لاہوری رحمہ کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام	202
	مولانا سید محمد کچھوچھوی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں علمائے دیوبند کا احترام	204
	مدرسہ رضویہ کے شیخ الحدیث اور حصول علم میں رواداری کا پیغام	205

	مولانا عارف اللہ شاہ قادری رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری	205
	مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ اور ان کے اساتذہ میں رواداری کا پیغام	206
	مولانا نور اللہ نعیمی بصیرپوری اور حصول علم میں پیغام رواداری	207
	مولانا جان محمد اور حصول علم میں رواداری کا پیغام	209
	مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ اور تکفیر سے احتراز	209
	مولانا خلیل الدین آزاد صمدانیؒ کے اساتذہ اور باہمی محبت کا پیغام	211
	مولانا عبد الحامد بدایونی......کسب علم میں رواداری کی اعلیٰ مثال	211
	حافظ کرم علی ملیح آبادی رحمہ اللہ اور کسب علم پیغام رواداری	212
	مولانا سید کیف بادشاہ رحمہ اللہ اور حصول علم میں پیغام رواداری	213
	حضرت پیر سید محمود شاہ گجراتی رحمہ اللہ اور حصول علم میں پیغام رواداری	214
	مولانا مفتی اعجاز ولی خان رضوی رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری کا اعلان	214
	مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمہ اللہ اور اساتذہ میں رواداری کا پیغام	214
	مولانا سید امیر علوی اجمیری رحمہ اللہ کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام	215
	مولانا پیر محمد ابراہیم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر	215
	مولانا شائستہ گل رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری کا پیغام	216
	مولانا صابر حسین رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام	216
	مولانا عبد الشکور شیوہ رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	216
	مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رحمہ اللہ کسب علم میں رواداری کی اعلیٰ مثال	217
	مولانا صوفی غلام حسین گوجروی رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	218
	حافظ مولانا محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر	219

	مولانا غلام علی اشرفی اکاڑوی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور پیغام رواداری	219
	مولانا محمد سعید رواتی خلیفہ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کا ذکر	221
	مولانا محب النبی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور پیغام رواداری	222
	مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	223
	مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	224
	مولانا غلام دین رحمہ اللہ اور کسبِ علم میں پیغام رواداری	225
	مولانا محمد افضل کوٹلوی رحمہ اللہ کا ذکر	225
	مولانا انوار الاسلام رحمہ اللہ کا ذکر	226
	مولانا عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری	227
	مولانا محمد منشاء تابش قصوری اور کسب علم میں پیغام رواداری	227
	مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	228
	مولانا حاجی محمد صادق گوجرانوالہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	229
	مولانا سید حسن الدین ہاشمی اور کسب علم میں پیغام رواداری	230
	مولانا محمد عبداللہ قصوری رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری	231
	شیخ الحدیث زکریا رحمہ اللہ کا علمی احترام	232
	مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام	233
	مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام	233
	حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمہ اللہ کا کسبِ علم میں پیغام رواداری	234
	حضرت مفتی مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام	236
	سجادہ نشین مرولہ شریف اور کسب علم میں رواداری	236

	مفتی احمد یار خان گجراتی رحمہ اللہ اور اکابر دیوبند کا علمی مقام	237
	ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور اور باہمی رواداری کا پیغام	238
	مولانا سلطان اعظم قادری اور علم دین میں رواداری کا پیغام	238
	مولانا صوفی حاجی سید احمد سری کوٹی اور باہمی رواداری	238
	آستانہ عالیہ نقشبندیہ بیربل میں رواداری کا تذکرہ	239
	پیر کرمانوالے رحمہ اللہ اور پیغام رواداری	239
	آستانہ عالیہ چورہ شریف کے سجادہ نشین کی علمائے دیوبند سے عقیدت	240
	آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے خلیفہ اور باہمی رواداری کا پیغام	241
	مولانا مفتی بشیر حسین اور حصول تعلیم میں رواداری کا پیغام	242
	مولانا محمد کرم الدین اور حصول علم میں رواداری کا پیغام	242
	حضرت مولانا پیر غلام رسول جان مجددی رحمہ اللہ اور پیغام رواداری	243
	آستانہ پپلاں شریف کی علمائے دیوبند سے عقیدت	245
	خلاصہ کلام	246

ختم شد

حال دل

ہر مسلک اور جماعت میں ایسے خدا ترس اور آخرت کی فکر رکھنے والے لوگ موجود ہوتے ہیں جو جانب مخالف سے لاکھ اختلاف کے باوجود ان صفات اور بے مثال کمالات کا اعتراف کرتے ہیں اور سیرت کے سانچے میں ڈھل کر دنیا میں باہم محبت، بھائی چارگی اور پیغام، امن کو عام کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اگرچہ ان کے سامنے عبداللہ بن ابی جیسا منافقین کا سردار ہی کیوں نا موجود ہو۔

برصغیر پاک و ہند میں عام طور پر تین بڑے اہل سنت والجماعت کہلانے والے مسالک موجود ہیں۔ ان تمام مسالک کے بڑوں میں آپس میں کیسی بھائی چارگی تھی اور اختلاف ہونے کے باوجود عناد نہیں تھا۔ اس کی ایک مثال آپ نے ’’اسلاف اہل حدیث کی رواداری‘‘ کے نام سے ملاحظہ فرمائی۔ اس کتاب کو غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس سلسلے کی دوسری کڑی ’’بریلوی علماء کرام کی رواداریاں‘‘ کے نام سے پیش کی جارہی ہے۔ امید ہے اختلافات کے اس سلگتے دور میں ابابیل کی چونچ میں آنے والے ایک قطرے کا بھی کام کرگئی تو محنت وصول ہوجائے گی دعا ہے کہ اللہ کریم اس کو اخلاص کا ذریعہ بنائے اور آپس میں محبت اور بھائی چارگی کی فضاء قائم فرمائے۔ آمین!

خواستگار اخلاص وعمل
حکیم محمد طارق محمود چغتائی مجذوبی عفی اللہ عنہٗ

انتساب

(1):۔ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم ہستی کے نام جو دیوبند کی ریڑھ کی ہڈی حضرت مولانا مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔

(2):۔ آستانہ عالیہ چورہ شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا پیر غلام رسول صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے نام جو امرتسر کے اندر بھرے مجمع میں اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر فرقہ واریت کی آگ بجھانے کیلئے کھڑے ہو گئے۔

(3):۔ حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی پاکباز ہستی کے نام جنہوں نے دیوبندی اور بریلوی علمائے کرام کو ایک لڑی میں پروئے رکھا۔

(4):۔ حضرت مولانا لطف اللہ علیگڑھی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام جو اپنی ساری زندگی بکھری امت مسلمہ کو ایک کرنے میں گزار گئے۔ اور اکثر دیوبندی و بریلوی اکابرین کی سند آپ پر پہنچ کر دنیا میں ایک رواداری کا پیغام پہنچا رہی ہے۔

کتاب ”مہر منیر“ میں باہمی محبت کی مہکتی کلیاں

نام کتاب: مہر منیر
سوانح حیات:۔ حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف
تالیف:۔ مولانا فیض احمد صاحب فیض جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف
با اجازت:۔ جناب سید غلام محی الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی
مسند آرائے آستانہ عالیہ غوثیہ، گولڑہ شریف
مطبوعہ، ۔ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز جی ٹی روڈ، مغلپورہ لاہور

مولانا احمد حسن محدث کانپوری سے ملاقات

سب سے پہلے پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کانپور میں مولانا احمد حسن محدث رحمہ اللہ کے پاس پہنچے وہ سفر حج کیلئے تیار بیٹھے تھے فرمایا میاں صاحبزادے میں آج سے آٹھویں روز حج پر روانہ ہو رہا ہوں، اس عرصہ میں دو چار سبق اگرچہ پڑھ بھی لو گے تو اس سے کیا ہوگا۔ چنانچہ آپ وہاں سے لوٹ کر علی گڑھ مولانا موصوف کے استاد حضرت مولانا لطف اللہ رحمہ اللہ کے درس میں داخل ہو گئے۔

کافی عرصہ بعد جب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی کمالات کی شہرت ہوئی تو مولانا احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ بہت متاسف ہوئے کہ کاش آپ کو ایک آدھ سبق ہی پڑھا دیا ہوتا، آپ کی تصانیف ملاحظہ کر کے بالخصوص قادیانی معرکہ کے بعد جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علم و کمال کا چار دانگ شہرہ ہوا تو مولانا نے اس حسرت کی تلافی اس طرح کی کہ پیرانہ سالی میں محض آپ کی زیارت کیلئے پاک پتن شریف کا سفر اختیار کیا۔ حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں رہنے والے دو علمائے کرام جناب مولانا محمد غازی رحمہ اللہ و جناب قاری عبدالرحمٰن جونپوری رحمہ اللہ جو حضرت مولانا احمد حسن رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ چنانچہ ان حضرات کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعہ مولانا

نے حضرت رحمہ اللہ سے ملاقات کی ترتیب پیدا کی اور ایک سال جب آپ عرس حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز پر پاک پتن شریف میں تھے مولانا احمد حسن رحمہ اللہ بھی وہاں پہنچ گئے اور جس وقت حضرت قبلہ عالم رحمہ اللہ مزار شریف کی زیارت کے بعد خانقاہ معلیٰ کے شمالی دروازہ کی سیڑھیاں چڑھ کر کھلی جگہ پہنچے تو مولانا حضرت رحمہ اللہ کے سامنے آ کر اچانک ان کے قدموں کی طرف جھک پڑے۔ حضرت دیوان سید محمد صاحب سجادہ نشین پاک پتن شریف اور علماء وفقراء کا ایک جم غفیر حضرت رحمہ اللہ کی معیت میں تھا۔ علاوہ ازیں عوام کا اژدھام حضرت رحمہ اللہ کے پیچھے پیچھے تھا۔ کسی نے حضرت رحمہ اللہ کے کان میں کہہ دیا کہ یہ مولانا احمد حسن رحمہ اللہ کانپوری ہیں۔ آپ نے فوراً مولانا کو اٹھایا اور بغل گیر ہوئے پھر ساتھ لے جا کر اپنی جائے قیام موتی محل کے نزدیک انکی رہائش کا انتظام فرمایا۔ مولانا ہر روز صبح آپ کے پاس آتے اور مؤدبانہ دروازہ کے باہر ہی بیٹھ جاتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فوراً اٹھ کر انہیں اندر لے آتے اور اپنے برابر مصلیٰ پر بٹھلانا چاہتے مگر مولانا بہ پاس ادب معذرت کرتے تو آپ خود بھی مصلیٰ ہٹا کر انکے برابر بیٹھ جاتے، دیر تک علمی اور روحانی گفتگو کا سلسلہ رہتا۔ ایک روز مولانا نے کہا قبلہ میری تصنع کی عادت نہیں جہاں دل مانتا ہے وہیں سر جھکاتا ہوں میں تو آپ کی دید کو عبادت سمجھ کر حاضر ہوا ہوں۔ مجھے حسرت ہے کہ کاش میں آپ کو ایک سبق پڑھا دیتا۔ اس لئے نہیں کہ آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتا بلکہ اس لئے کہ آپ کی دعاؤں میں شمولیت سے مشرف ہو جاتا لیکن افسوس مجھے کیا خبر تھی کہ آپ ایک روز کیا ہونے والے ہیں۔

حضرت بابو جی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میں نے کسی معمر بزرگ کو ایسی نورانی اور جاذب نظر شکل وشباہت کا نہیں دیکھا جیسے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ تھے۔ شفاف گندمی رنگ، کشیدہ قامت، سفید ریش اور اعلیٰ درجہ کی نظافت پسندی گفتگو کے وقت گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اس شالم علم پر اخلاص وانکسار بے

حد۔ آپ کے نیاز کا ذکر فرماتے ہوئے جناب بابو جی کی طبیعت پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ مولانا نے مکہ معظّمہ میں اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مزار پر چھ ماہ قیام کیا اور ہر روز اپنی ریش مبارک سے مزار کو صاف کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ! اپنے وقت کے استاد الکل کی اپنے شیخ کے ساتھ یہ نسبت نیاز اور عقیدت آج کل کے علماء وزعماء کیلئے مقام عبرت ونصیحت ہے ؎

کیمیا پیدا کن از مشت گلے
بوسہ زن برآستان کاملے
(اقبالؒ)

ہندوستان کے دینی علوم کے مراکز

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حضرت قبلہ عالم رحمہ اللہ ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے تھے ان دنوں وہاں لکھنؤ دیو بند، رام پور، کانپور، علی گڑھ، دہلی اور سہارن پور میں بڑے بڑے علمی مراکز قائم تھے۔

لکھنؤ میں مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۰۴ھ مرجع خلائق تھے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ دیو بند میں مدرسہ کا افتتاح ۱۲۸۳ھ میں ہو چکا تھا اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ اللہ کی زیر سرپرستی یہ مدرسہ کافی ترقی کر رہا تھا۔ ان ایام میں وہاں مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ خلف مولوی مملوک علی صاحب رحمہ اللہ مدرس اعلیٰ تھے جو اجمیر شریف میں بھی مدرس رہ چکے تھے۔ مولوی مملوک علی رحمہ اللہ موصوف، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ، مولوی ذوالفقار علی صاحب رحمہ اللہ اور مولوی محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ وغیرہ علمائے دیو بند کے استاد تھے۔ رام پور میں مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ کے فرزند مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عالیہ نواب صاحب کے پرنسپل تھے ان کی حواشی یعنی نوٹ، کتب ہائے معقول قاضی وغیرہ قابل دید ہیں۔

کانپور میں مولانا احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ آرائے تدریس تھے جو کہ استاد الکل مولانا لطف اللہ علیگڑھی رحمہ اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ معقول کی مشہور کتاب ''حمد اللہ'' اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی سے آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے آپ حضرت حاجی امداد مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے اور اگر علمائے دیو بند کو بھی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور اس لحاظ سے مولانا احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے لیکن بعض مسائل میں مولانا کو ان سے اختلاف رہا جس پر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ شریف سے ایک رسالہ ''ہفت مسئلہ'' بطور محاکمہ تحریر فرما کر بھیجا جو مسائل اختلافیہ میں قول فیصل کے محکم کا حکم رکھتا ہے۔ (بحوالہ:۔ مہر منیر۔ ص: ۷۲۔ ۷۳)

دیو بندی، اہل حدیث اور بریلوی اکابر کی ہر دلعزیز شخصیت

استاد الکل مولانا لطف اللہ علیگڑھی رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۳۴ھ

علی گڈھ میں مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی شہرہ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے، جو مولانا بزرگ علی علیگڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ کے مشہور شاگرد تھے۔ مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے۔ مفتی صاحب کافی عرصہ علی گڈھ میں اپنے استاد مولانا بزرگ علی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تعلیم دیتے رہے اور اسی زمانہ میں مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد میں حکومت کی طرف سے بعہدہ منصب مقرر ہو گئے تھے اور آپ نے مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا سر رشتہ دار مقرر فرمایا۔ اس دوران میں تحریک آزادی ہند شروع ہوئی اور مفتی صاحب نے انگریز حکومت کے خلاف خان بہادر خان روہیل کھنڈی کا ساتھ دے کر جہاد میں حصہ لیا اور انگریزوں کے خلاف فتویٰ دیا۔ اس پر انگریزوں نے ۱۸۵۷ء

میں غدر کے دیگر مجاہدین کے ساتھ آپ کو بھی بطور سزا جزائر انڈیمان میں عمر قید کیلئے ملک بدر کر دیا۔ جہاں آپ نے بغیر مطالعہ و حوالہ جات کتب محض یادداشت سے چھ کتابیں تصنیف فرمائیں جو بہ تفصیل ذیل ہیں:

(۱) علم الصیغہ (۲) وظیفہ کریمہ (۳) تحفۂ بہار (۴) احادیث الحبیب المتبر کہ (۵) ترجمہ تقویم البلدان اور (۶) تواریخ حبیب اللہ۔ جن میں سے ''ترجمہ تقویم البلدان'' ایک انگریز افسر کو بہت پسند آیا اور یہی بات بظاہر آپ کی رہائی کا سبب ہوئی۔ آپ کی ہندوستان میں مراجعت پر آپ کے شاگرد مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تاریخی رباعی لکھ کر پیش خدمت کی ؎

چوں بفضل خالق ارض و سما　　اوستادم شدزقید غم رہا
بہر تاریخ خلاص آں جناب　　برنوشتم ان استاذی نجا

۱۲۷۷ھ

ہندوستان آ کر آپ نے کانپور میں مدرسہ ''فیض عام'' قائم کیا۔ ۱۲۷۹ھ میں بارادہ حج روانہ ہوئے۔ جدہ کے قریب جہاز ایک پہاڑی سے ٹکرا کر غرق ہو گیا جس میں یہ علم کا آفتاب بھی غروب ہو گیا۔ آپ ایک اعلیٰ پیمانہ کے مصنف و مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے مدبر اور مجاہد بھی تھے۔ حج پر روانہ ہونے کے وقت اپنے شاگرد مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین مقرر فرما گئے جنہوں نے ابتداء کانپور اور پھر علی گڈھ میں علوم دینیہ کی اشاعت کے سلسلہ میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ ہندوستان کی علمی دنیا نے ان کا استادالعلماء کے خطاب سے اعتراف کیا۔ اس دور کے نامور علمائے دین میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس نے استاذالعلماء کے گلشن علم سے فیض حاصل نہ کیا ہو۔ اس وقت مولانا کی شاگردی فضل و قال کی سب سے اعلیٰ اور بلند ترین سند شمار ہوتی تھی۔ مولوی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی مصنف تفسیر حقانی، مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کانپوری، مولانا شاہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ رحمانی مونگھیری، مولانا

احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کانپوری اور حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی جیسی برگزیدہ ہستیاں آپ کے شاگردان میں سے ہیں۔

''حیات شیخ الہند'' مصنف مولانا سید اصغر حسین شاہ دیوبندی رحمہ اللہ میں تحریر ہے کہ ایک مرتبہ جامع العلوم کانپور کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر علمائے دیوبند کے مشہور پیشوا مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ تقریر کر رہے تھے کہ مولانا لطف رحمۃ اللہ علیہ علیگڈھی جلسہ میں تشریف لائے۔ مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ نے آپ کو دیکھتے ہی بمنشاء ادب و احترام تقریر ختم کر دی۔ اسی طرح علمائے بریلوی کے مشہور پیشوا مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ صاحب بھی آپ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ مولانا سید محمود شاہ حال راولپنڈی جو مدت تک مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ علیگڈھ میں مدرس رہ چکے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی فتویٰ کے سلسلہ میں مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان قدرے شکر رنجی پیدا ہوگئی تھی مگر بعد میں صلح وصفائی ہوگئی اور دوستانہ مراسم قائم رہے۔ مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر فارغ التحصیل شاگرد مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر ان کے مدرسہ میں بطور مدرس بھی ملازم ہوتے رہے جیسا کہ حیات اعلیٰ حضرت بریلوی میں تحریر ہے۔

بہر حال ہندوستان کے مدارس علمیہ میں سے علیگڑھ کا انتخاب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اعتدال کا مظہر ہے۔ حضرت مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ علمائے ربانیین کا نمونہ اور زہد وتقویٰ اور خدا پرستی کا مجسمہ تھے۔ طبیعت بے حد مرنجاں مرنج پائی تھی۔ علمائے ہم عصر کے ساتھ بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہونے کے باوجود ان کے خلاف تعصب اور تشدد کا کبھی اظہار نہ فرمایا۔ آپ کی مقبولیت کیلئے یہی سند کافی ہے کہ بریلوی اور دیوبندی ہر طبقہ کے علماء کے دل میں آپ کا بے حد احترام تھا۔

آپ کی سادگی اور پرہیز گاری کا ایک واقعہ حضرت قبلہ بابو جی مدظلہ العالی بیان

فرمایا کرتے ہیں کہ ایک موقع پر کسی شادی کی تقریب میں آپ مستورات کے ہمراہ بگھی میں سوار ہو کر سفر فرما رہے تھے کہ راستہ میں راہزنوں نے گھیر لیا۔ آپ نے پوچھا بھئی جان چاہیے یا مال؟ انہوں نے جواب دیا مال آپ نے کہا اچھا مستورات کے پردہ کا لحاظ کرتے ہوئے الگ کھڑے رہو، میں خود ہی سب زیورات اتروا کر تمہارے حوالے کر دیتا ہوں چنانچہ جب ڈاکو سب کچھ لے کر چل دیئے تو ایک بچی نے ماں سے کہا اماں دیکھو میں نے یہ زیور بچالیا ہے جونہی مولانا کے کان میں یہ آواز پہنچی، فرمایا: افسوس تم نے مجھے اپنے وعدہ میں جھوٹا کر دیا اور اسی وقت وہ زیور لے کر ڈاکوؤں کے پیچھے دوڑے اور پکارتے جاتے تھے کہ ٹھہرو ٹھہرو وہ ڈرے کہ شاید انہیں کوئی مدد پہنچ گئی ہے اس لئے اور تیز تیز چلنے لگے لیکن مولانا کو اکیلا دیکھ کر بالآخر ٹھہر گئے۔ مولانا نے پہنچ کر ہانپتے ہوئے لڑکی کا زیور پیش کر کے معذرت کی کہ بھئی میری لاعلمی میں یہ زیور رہ گیا تھا اور اس طرح وعدہ خلافی ہوگئی ہے ڈاکوؤں پر اس سادگی اور راست بازی کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ تمام لوٹا ہوا مال ان کو واپس کر دیا۔

ان ہی پاک منش بزرگان دین کے انفاس قدسیہ کی برکت تھی کہ ایسے نازک دور میں جب کہ حکومت برطانیہ اور اس کے ہوا خواہ ہندوستان میں علوم اسلامیہ کو ختم کرنے کی ٹھان چکے تھے، مدارس اسلامیہ کا وجود باقی رہا اور علوم دین کے سرچشمے جاری رہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اساتذہ کرام کے حالات پر کتاب ”استاذ العلماء“ مؤلف نواب حبیب الرحمٰن خان شروانی اور تذکرہ مشاہیر کاکوری مؤلف مولوی محمد علی حیدر قابل دید ہیں۔

علیگڑھ کے درس میں تحصیل علم

علی گڈھ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً اڑھائی برس تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت، بلند اخلاقی اور مثالی کردار کے باعث مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اساتذہ کرام و ہم مکتبوں میں جو مقبولیت و توقیر آپ کو حاصل ہوئی اس

کے چند ایک واقعات درج ذیل ہیں۔

جناب مولانا غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور نے اپنے مسودات میں تحریر کیا ہے کہ میں نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا تھا کہ اس زمانہ میں سرسید احمد خاں نے خیال کیا کہ مدارس عربیہ کی اصلاح کی جائے اور جس مدرسہ کی تعلیم ناقص ہو اسے بند کر کے اس کا چندہ آمدنی علی گڈھ کالج کے مصرف میں لایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ اپنے مدرسہ کا سالانہ امتحان دلوایا کریں تا کہ ایک تو سال بھر کی تعلیم کا اندازہ ہو سکے دوسرا امتحان کے خیال سے طلباء کو محنت زیادہ کرنے کی رغبت ہو، چونکہ اکثر طلباء پنجابی اور پٹھان تھے جو اچھی طرح لکھائی نہ جانتے تھے۔ اس لئے مولانا اس بارے میں قدرے متامل ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آپ فکر نہ کریں، ہم تقریری یا تحریری ہر قسم کے امتحان کیلئے تیار ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خوش نویس تھے اور مشہور خوشنویس منشی غلام احمد سکنہ کھبکی سے با قاعدہ مشق کی ہوئی تھی منشی غلام محمد تمام مروجہ خطوط سے واقف تھے اور ان پر عبور رکھتے تھے۔ یہ اپنی آخر عمر میں مجذوب ہو گئے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی گزر اوقات کے لئے وظیفہ مقرر فرما رکھا تھا اور آخر وقت تک ان کی خبر گیری فرماتے رہے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمانے پر مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور طلباء کا امتحان دلوانا منظور فرما لیا۔ سرسید نے اپنے طور پر ایک یورپ کے رہنے والے عالم و فاضل کو امتحان لینے کیلئے بلوایا تھا۔ مولانا نے امتحان سے ایک روز قبل آزمائشی طور پر خود طلباء کا امتحان لیا اور حل کیلئے اقلیدس کا پرچہ دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اقلیدس کی شکل مسئولہ کا پہلے وہ جواب تحریر کیا جو اقلیدس میں دیا ہوا ہے۔ پھر اس پر اپنی طرف سے اشکالات و اعتراضات کئے اور شکل مسئولہ پر اپنا حل تحریر کیا۔ مولانا نے میرے جوابات کو بے حد پسند فرمایا اور انہیں ایک لفافہ میں بند کر کے ممتحن صاحب کے پاس بھیج دیا۔ اگلی صبح تمام طلباء اجلے

کپڑے پہنے، کاغذ قلم دوات لے صف بنا کر ممتحن صاحب کے انتظار میں بیٹھے رہے مگر وہ تشریف نہ لائے۔ جب بہت دیر ہوگئی تو سرسید کو اطلاع دی گئی۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ ممتحن صاحب رات کو بغیر بتلائے چلے گئے ہیں اور پیغام چھوڑ گئے ہیں کہ جو طلباء اقلیدس پر اعتراض کر سکتے ہیں مجھ میں ان کا امتحان لینے کی اہلیت نہیں بلکہ اپنی سبکی کا اندیشہ ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مولانا یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مجھے بہت دعائیں دیں کہ تم نے ہمارے مدرسہ کو بچالیا ورنہ سرسید اسے ختم کرادیتے۔

مولانا عبدالجبار غزنوی اور پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہا اللہ

مولانا شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ایک زمانہ آیا کہ مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ٹونکی حضرت (پیر مہر علی شاہ صاحب) رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف پڑھ کر عش عش کرتے تھے اور جب لاہور میں قادیانی معرکہ کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے اہل سنت و اہل حدیث کے سامنے قادیانی مسلک کی جانب سے ان پر امتحاناً سوالات کرکے ان کے جوابات بھی دیئے تو مولوی عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ ٹونکی رحمہ اللہ نے بیک زبان دیگر علماء کے ہمراہ اعلان کیا کہ قادیانی مذہب کا آپ کے دلائل و جوابات سے بہتر جواب ممکن ہی نہیں۔ (بحوالہ: مہر منیر۔ ص: ۷۵۔۷۷)

پیر مہر علی شاہ صاحب اور مولانا احمد علی رحمہا اللہ کا تعلق

علیگڑھ میں تعلیم سے فارغ ہوکر آپ (پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ) نے کوئی سند وغیرہ حاصل نہ کی کیونکہ مدارس اسلامیہ میں عام طور پر صرف سند حدیث کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ جس کے حصول کیلئے آپ بالآخر سہارن پور میں مولانا احمد علی محدث رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں جا کر داخل ہوگئے۔

مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے حصول سندات

مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے دوبارہ سفر ہندو حصول سندات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مسند ارشاد پر متمکن ہونے کے کافی عرصہ بعد آنجناب کے فرزند ارجمند حضرت بابو جی مدظلہ العالی ہندوستان ۱۹۱۶ء میں گئے اور اپنے والد ماجد کے استاد محترم مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے علیگڑھ بھی حاضر ہوئے۔ آپ کے ہمراہ لنگر عالیہ کے خادم میاں عبداللہ اور چاندی نامی خدمت گار بھی تھے۔ آپ نے انہیں منع فرمایا کہ گولڑہ کا ذکر نہ کرنا۔ چنانچہ مولانا کی خدمت میں حاضری ہوئی اور کچھ ہدیہ پیش کر کے دعا کیلئے استدعا کی تو آپ نے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو؟ جناب بابو جی نے عرض کی کہ راولپنڈی کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ ہے وہاں سے حاضر ہوا ہوں اس دوران میاں عبداللہ کے منہ سے غیر ارادی طور پر گولڑہ شریف کا نام نکل گیا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ باوجود ضعیف العمری کے بھانپ گئے اور فرمایا، اچھا وہاں تو ہمارے ایک عزیز رہتے ہیں تم ان کے فرزند تو نہیں ہو؟ جواب میں جی ہاں عرض کرنے پر بیحد شفقت سے پیش آئے اور فرمایا تم ہمارے عزیز کے عزیز ہو۔ اس کے بعد عجیب سے شکوہ آمیز ادا اس لہجہ میں فرمایا کہ انہوں نے تو ہمیں بھلا ہی دیا۔ جناب بابو جی فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا میری طبیعت پر بہت اثر ہوا اور واپس آتے ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کا ذکر کیا تو آپ نے بھی بہت محسوس فرمایا اور کچھ عرصہ بعد بہت سے تحائف لے کر علیگڑھ استاد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ہندوستان میں استاذ الکل تھے اور آپ کے شاگردوں کا سلسلہ ملک کے طول وعرض میں پھیلا ہوا تھا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ورود علیگڈھ کا سن کر بے شمار علمائے کرام جمع ہو گئے اور کئی روز تک علوم ومعارف کی مجالس گرم رہیں۔ افسوس ان شاندار علمی صحبتوں کی روئداد کسی نے محفوظ نہ کی اور نہ ان مجالس کے شرکاء میں سے اس وقت کوئی زندہ ہے جس کی زبانی یادداشت سے ہی کوئی بات معلوم ہوسکتی۔ جناب بابو جی مدظلہ اس سفر میں ہمراہ نہ تھے اس لئے وہ بھی اس موضوع پر کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔ بہرحال آپ کے اس قیام

علیگڑھ سے آپ کے علمی وعرفانی کمالات کا شہرہ ہندوستان کے طول وعرض میں ہوگیا۔ مولانا سید محمود شاہ رحمہ اللہ جو ان ایام میں وہاں مدرس تھے رخصتوں پر اپنے وطن پشاور آئے ہوئے تھے وہ کہتے ہیں کہ جب میں واپس ڈیوٹی پر پہنچا تو ہر جگہ صبح وشام حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہی سننے میں آیا اور مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب اور دیگر علمائے کرام آپ کی علمی وعرفانی صلاحیتوں اور معلومات کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت سے میرے دل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت پیدا ہوگئی اور اگرچہ میں ایک سخت خیال انسان تھا یہ عقیدت مجھے کشاں کشاں آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر لے آئی مگر افسوس کہ مجھے یہ حاضری اس وقت نصیب ہوئی جب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اس دار فانی سے رحلت فرما چکے تھے۔

مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے عطیہ سندات

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اس سفر کا اہم یادگار یہ ہے کہ مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید، کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ اور بعض خصوصی احادیث کی سندات عطا فرمائیں جو اس وقت تک تبرکات عالیہ محفوظ ہیں۔ یہاں تبرکاً بعض اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔

ا۔ اجازت نامہ کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ

وبعد فيقول خادم المحدثين المهديين لطف الله ابن اسدالله انی اجزت الاخ الاعز المولوی الفاضل سيد محمد مهر علی شاه سلمه الله تعالیٰ بروایة کتب الصحاح وغيرها کما اجازفی بهاعمدة المحدثين الشيخ الاجل مولانا آل احمدبن محمدامام ابن نعمة الله الفلواری البهاری'' الخ

اس اجازت نامہ میں خطبہ کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

حمد وصلوۃ کے بعد محدثین مہدیین کا خادم لطف اللہ بن اسد اللہ کہتا ہے کہ میں کتب

احادیث صحاح ستہ وغیرہ کی روایت کی اجازت برادر عزیز مولوی فاضل سید محمد مہر علی شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ کو دیتا ہوں جس طرح عمدۃ المحدثین شیخ اجل مولانا آل احمد بن محمد امام ابن نعمت اللہ پھلواروی بہاری نے مجھے کتب مذکورہ کی روایت کی اجازت فرمائی۔

اس کے بعد سند میں تمام کتب کے مصنفین تک سلسلہ اسناد کو ذکر فرمایا ہے۔

۲۔ اجازت نامہ مشکوٰۃ شریف

یہ اجازت نامہ مولانا مفتی عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کاکوروی کی سند متصل کے ساتھ مصنف کتاب علامہ خطیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’انی اجزت الاخ العزیز السعید الفاضل اللورغی سید محمد مہر علی شاہ افاض اللہ علیہ سبحال المن والاحسان للکتاب المذکور وفقہ اللہ لتدرسیہٖ والاستفادۃِ بانوارہ و اخرد عوانا ان الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہٖ سید المرسلین محمدٍ و الہ واصحابہٖ اجمعین‘‘

میں برادر سعید فاضل ذکی سید محمد مہر علی شاہ (جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی بہترین نعمات و احسان سے مستفیض فرمائے) کو اس کتاب مذکور کی اجازت دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی تدریس اور اس کے انوار سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ والحمدللہ رب العالمین اور صلوٰۃ وسلام اللہ تعالیٰ کے حبیب سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی تمام آل واصحاب پر ہوں۔

۳۔ اجازت نامہ قرآن مجید، ترجمہ وتفسیر

اما بعد می گوید محمد لطف اللہ بن محمد اسد اللہ غفر لهما که بعض سور قرآن مجید شنیدم از عزیز دل و جانم مولوی حاجی سید محمد مهر علی شاه سلمه اللہ تعالیٰ و ایشان را اجازت هست که تعلیم حضرت قرآن

مے کردہ باشند و امور موقوف علیہ قرآن راز رسائل و کتب ثقات تحقیق کردہ باشند و ایں فقیر راسند و اجازت حضرت قرآن از خدمت حضرت مولانا قاری محمد عبدالرحمن غفرلہ پانی پتی حاصل شدو اوشاں را از خدمت حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب قدس سرہ حاصل شدہ الیٰ آخر سندہٖ۔

اس کے بعد محمد لطف اللہ ابن محمد اسد اللہ غفرلہما کہتا ہے کہ میں نے قرآن مجید کی بعض سورتیں اپنے دل وجان کے عزیز مولوی حاجی سید محمد مہر علی شاہ سلمہ اللہ تعالیٰ سے سنی ہیں۔ انہیں اجازت ہے کہ حضرت قرآن کی تعلیم دیا کریں اور جن امور پر قرآن مجید موقوف ہے، ان کی تحقیق معتبر کتب ورسائل سے کرتے رہیں۔ اس فقیر کو قرآن مجید کی سند اور اجازت حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی غفرلہ سے حاصل ہوئی۔ انہیں حضرت مولانا محمد اسحاق قدس سرہ سے ملی۔

۴۔ اجازت نامہ حدیث ضیافت الاسودین

یہ اجازت نامہ بھی اسی سابقہ سند کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تک متصل ہے۔ اس حدیث کی اجازت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علمائے کرام کو بھی عطا فرمائی۔ چنانچہ ایک اجازت نامہ حضرت شیخ الجامعہ مولانا محمد غلام گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر مکتوبات مطبوعہ میں موجود ہے۔ اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے استاد نے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے پانی اور کھجور کی ضیافت سے بھی نوازا۔ پانی اور کھجور کو اہل عرب اسودین کہتے ہیں اور مسلمان کی ضیافت کرنے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایک مومن کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم علیہ السلام کی ضیافت کی جس نے دو کی ضیافت کی اس نے گویا حضرات آدم علیہ السلام وحوام علیہا السلام کی ضیافت کی۔ جس نے تین مومنوں کی ضیافت کی اس نے گویا

حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام وحضرت اسرافیل علیہ السلام کی ضیافت کی۔ چار کی صورت میں تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید پڑھنے کا ثواب حاصل کیا۔ پانچ کی صورت میں گویا پیدائش عالم سے قیامت تک پانچوں نمازیں باجماعت ادا کیں۔ چھ کی حالت میں گویا اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ساٹھ غلام آزاد کیئے۔ سات کی صورت میں اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کیئے گئے۔ آٹھ میں جنت کے آٹھوں دروازے اس پر کھولے گئے۔ نو کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے تمام گنہگاروں کے عدد کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ دس مسلمانوں کی ضیافت کی صورت میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے، حج اور عمرہ کرنے والے کے ثواب کے برابر عطا فرماتا ہے۔

حدیث متذکرہ بالا کے بعض راویوں کے متعلق امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے اعتراضات کیئے ہیں مگر سند میں خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد محترم حضرت شاہ ولی اللہ محدث جیسی شخصیتوں کا پایا جانا اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔

۵۔ حدیث شریف مسلسل بالاولیۃ

اس حدیث کی سند حضرت قاری عبدالرحمن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر راوی بیان کرتا ہے کہ یہ پہلی حدیث ہے جو اس نے اپنے استاد محترم سے سنی ہے، مضمون یہ ہے:

"الراحمون یرحمهم الله الرحمن تبارک و تعالیٰ ارحموامن فی الارض یرحمکم من فی السماء" رحم کرنے والوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ رحم فرماتے ہیں زمین والوں پر رحم کرو تا کہ آسمان والے تم پر رحم کریں۔

۶۔ سند رسالہ حدیث مولانا محمد سعید سنبل رحمہ اللہ

رسالہ مصنف مولانا محمد سعید ابن محمد سنبل رحمہ اللہ حدیث کی مشہور کتابوں کی ہر پہلی

حدیث کے متن اور ان کی اسناد پر مشتمل ہے۔ عموماً کسی محدث سے بطور تبرک سند لینے کی صورت میں یہ رسالہ متداول ہے۔

۷۔ سند حدیث مصافحہ

اس حدیث کی روایت میں راویوں کی تعداد بہت کم ہے، کیونکہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جن صحابی قاضی شمہورس رضی اللہ عنہ نامی شامل ہے اور جنات کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں، اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شمہورس صحابی رضی اللہ عنہ جو قوم جن سے تھا کو فرمایا کہ اے شمہورس میرے ساتھ مصافحہ کر کیونکہ جس نے مجھ سے مصافحہ کیا یا میرے ساتھ مصافحہ کرنے والے سے مصافحہ کیا۔ اسی طرح سات واسطوں تک وہ جنتی ہوگا حدیث ضیافت و مصافحہ کی اجازت رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے حضرات کو عطا فرمائی جن میں سے حضرت قبلہ بابو جی مدظلہ، حضرت دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف اور مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ علیہ عباسیہ بہاولپور خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

وضاحت: واضح ہو کہ مولانا لطف اللہ علیگڑھی رحمہ اللہ علمائے دیوبند کے بھی پیشوا اور سند ہیں جیسا کہ کتاب فیضان دیوبند صفحہ 505 پر لکھا ہے۔ اور بریلوی علمائے کرام کے ساتھ علمی نسبت ابھی آپ حضرات نے ملاحضہ فرمائی ہمارے اسلاف کی رواداری پر یہ بہترین مثال ہے از مرتب

مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ کا ہر طبقہ میں استقبال:۔

ہندوستان میں ہر طبقہ کے علماء میں سے اکثر کی سند حدیث آپ (مولانا احمد علی سہارن پوری رحمۃ اللہ) تک پہنچتی ہے فن حدیث میں جہاں آپ دیوبندی علماء کے پیشوا مولوی محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ کے استاد ہیں وہاں خاندان غوثیہ کے چشم و چراغ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی اور مولانا سید محمد علی شاہ مونگھیری رحمۃ اللہ

www.ubqari.org www.ubqari.org

علیہ جیسی آفتاب معرفت ہستیاں بھی آپ سے مستفیض ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ خود حنفی مسلک کے تھے مگر حلقہ درس میں وسیع ہونے کے باعث ہر مکتب فکر کے طلباء اس میں شامل ہو کر مستفیض ہوتے تھے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ جب مولانا احمد علی سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ کو اپنے درس میں داخل کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ کتب حدیث کے تمام نسخے ختم ہو چکے ہیں۔ اس لئے آپ کسی دوسری جگہ جا کر حدیث پڑھیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حیران ہوئے اور دیگر طلباء بھی متعجب ہوئے کیونکہ اس قسم کا جواب مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی عادت و معمول کے قطعاً خلاف تھا، تجسس پر معلوم ہوا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سہارنپور پہنچنے سے قبل علیگڑھ والے پٹھان طالب علم محمود نے انتقام لینے کی خاطر ایک خط مولانا کو لکھ دیا تھا کہ اس نام اور اس حلیہ کا ایک طالب علم آپ کے پاس حدیث پڑھنے آ رہا ہے اسے حصول علم کا شوق کم اور طلباء و استاد کو تنگ کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کا اشتیاق زیادہ ہے۔ لہٰذا اس کا آپ کے درس میں داخلہ شر و فساد کا باعث ہوگا، اس اطلاع سے متاثر ہو کر مولانا نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت شمولیت درس دینے سے اجتناب کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تردید کا تو کوئی اقدام نہ کیا البتہ مودبانہ اصرار سے مولانا سے سبق میں شامل ہونے کی اجازت حاصل کر لی۔ لیکن مولانا آپ کے سبق پڑھنے کی نوبت نہ آنے دیتے تھے کہ خود ہی بددل ہو کر چلا جائے گا۔ آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا اور آہستہ آہستہ سبق دوہرانے کے اوقات میں آپ کے اخلاق عالیہ اور ذہانت کا علم تمام طلباء کو ہو گیا جنہوں نے یہ کوائف حضرت مولانا کی خدمت میں عرض کر کے کہا کہ ایسے شخص کے خلاف ایسی شکایت سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ چنانچہ ایک روز آپ کے سبق پڑھنے کی نوبت بھی آ گئی تو مولانا آپ کی قابلیت دیکھ کر حیران رہ گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ شکایت واقعی بے جا تھی۔ اس کے بعد وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حال پر بے حد توجہ فرماتے رہے

اور اسباق میں آپ کے ساتھ امتیازی سلوک فرماتے تھے جونکتہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دریافت فرماتے اس کا بہت زیادہ خیال فرماتے حتیٰ کہ بتدریج مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت وشفقت پیدا ہوگئی۔

حضرت سہارنپوری سے تحصیل علوم کے بعد مراجعت وطن

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس قسم کے حالات سے آگاہ ہوکر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ یہ طالب علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشق الٰہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری و باطنی رسمیہ و وہبیہ کے ساتھ ساتھ شریعت وطریقت کی خدمت بھی لینے والے ہیں۔ اس لئے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی اور پھر سند حدیث سپرد کرکے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وطن تشریف لے جایئے اور دین کی خدمت کیجئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی، اس لئے سند بھی ان ہی مضامین کے متعلق تھی۔ اس پر سال ۱۲۹۵ھ تحریر ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علوم رسمیہ کی تکمیل کرکے وطن کی مراجعت فرمائی تھی۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ گویا حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان کے آخری دور کے شاگردوں میں سے تھے۔ اسی طرح آپ نے مولانا لطف اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ان کے آخری دور میں تکمیل علوم کی تھی اور شیخ طریقت حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت ان کے آخری دور میں ہی حاصل کی تھی۔ یہ امر مسلم ہے کہ اس عالم اسباب وتحصیل میں صاحب فن اپنے آخری دور میں ترقی وکمال کے انتہائی عروج پر ہوتا ہے اور طویل تجربہ ومشاہدہ کے باعث اپنے فن کی تعلیم وتدریس کیلئے موزوں و مناسب ترین حالت میں ہوتا ہے۔ (بحوالہ: مہر منیر، ص: ۸۷)

سیدالطائفہ حاجی صاحب رحمہ اللہ کی خلافت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے شیخ سے عقیدت

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو اپنے شیخ کریم کے ساتھ بے حد عقیدت اور کمال درجہ کی محبت تھی ’’ملفوظات طیبات‘‘ میں آپ کا ارشاد بدیں مضمون درج ہے:

’’ہمارے خواجہ شمس الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اسے اس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نوازا جس کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا اسے دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہی۔ ۱۳۰۷ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی امداد مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دینا چاہی لیکن میرے دل میں خیال گزرا کہ جو رخ انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ آخر ان کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرما رہے ہیں۔ لہٰذا آپ کا شکر گزار ہوں تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرف سے سمجھتا ہوں چنانچہ انہوں نے سلسلہ طریقت چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کی تفصیل اسی باب میں آگے درج ہے۔ (بحوالہ: مہر منیر، ص:۱۰۱)

مولانا رحمت اللہ سے ملاقات

حضرت مولانا حاجی رحمت اللہ نے ایک اور حدیث کی تاویل دریافت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کو طواف کرتے دیکھا جو دونوں دو دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر طواف کر رہے تھے لیکن ایک دوسری حدیث شریف میں ہے کہ دجال کعبہ شریف میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ علماء نے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں لیکن کسی تاویل سے تسلی نہیں ہوتی۔

آپ کے نزدیک ان دونوں احادیث میں مطابقت کی کیا صورت ہے؟ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ پہلی حدیث میں لفظ ''یطوف'' آیا ہے، کعبہ شریف کا ذکر نہیں ہے۔ ہر شخص حضرت باری تعالیٰ عز اسمہ کے کسی نہ کسی اسم صفاتی کا مظہر ہوتا ہے اور دیگر اسماء اس اسم کے معاون اور ماتحت ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسم ہادی کے مظہر ہیں اور اس اسم کے دو معاون اسماء کی معاونت سے اس اسم کا طواف کر رہے ہیں اور دجال اسم مضل کا مظہر ہے اور اس اسم کے ماتحت اسماء کی مدد سے اس اسم کا طواف کر رہا ہے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی اس تاویل کا ماخذ ''فتوحات مکیہ'' تھا اور مولانا کو یہ وضاحت بہت پسند آئی۔

مولانا رحمت اللہ کے حضرت رحمہا اللہ کے متعلق تاثرات

مولانا رحمت اللہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی استدعا بھی کی تھی۔ مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کی عمر اور علم و فضل کا لحاظ فرماتے ہوئے بیعت لینے سے تو عذر فرمایا البتہ وظائف اور اوراد تلقین فرما دیئے۔ مولانا کے شاگرد قاری عبداللہ الہٰ آبادی کے ایک خط میں تحریر ہے کہ مولانا کے وصال کے وقت میں موجود تھا وہ اپنی بیماری کے دوران فرماتے تھے کہ گولڑہ جانے کو جی چاہتا ہے اور وصال سے تھوڑی دیر قبل فرمایا کہ میری آنکھوں کے سامنے پیر صاحب کا وہ سبز رومال پھر رہا ہے۔ مستری حبیب اللہ لاہوری اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد قاضی فیض عالم بھی اس وقت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھے اور ان باتوں کی تصدیق کرتے تھے۔ مولانا کے قدرے مفصل حالات اسی کتاب کے باب ''معاصرین'' میں درج ہیں۔

قاری عبداللہ مکی کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے کئی خاندان ترک وطن کر کے ہندوستان سے چلے گئے تھے۔ جناب بابو جی مدظلہ کے پوتے حضرت شاہ غلام نصیر الدین کے استاد قاری محبوب علی لکھنوی حال خطیب جامع مسجد آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

بیان کرتے ہیں کہ ان کے استاد جناب قاری عبدالرحمٰن الٰہ آبادی اپنے خاندان کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ ان کے والد ہجرت کرکے جب ہندوستان سے مکہ شریف گئے تو ان کے چار فرزند اور کنبہ کے بہت سے دیگر افراد بھی ان کے ہمراہ تھے ترکوں کی حکومت تھی چھ ماہ تک معاشی تنگی کے باعث حکومت ترکیہ کے لنگر سے جو انہوں نے حرم شریف کے قریب قائم کر رکھا تھا، ایک وقت کا کھانا حاصل کرتے رہے، دوسرے وقت آب زم زم کے فقط ایک ایک پیالہ پر گزر کرتے تھے۔ اسی اثناء میں مولانا رحمت اللہ رحمہ اللہ نے نواب صاحب بھوپال کی بیگم صاحبہ صولت النساء کی مدد سے مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی جس کا مقصد ہندی طلباء کو تجوید اور قرأت کی تعلیم دینا تھا کیونکہ ہندوستان میں اس وقت ان فنون عالیہ کی کمی تھی۔ اس ضمن میں مصر کے قاری شیخ ابراہیم سعد بن علی کی خدمات بھی حاصل کی گئیں۔ اس مدرسہ میں سے سب سے پہلے قاری عبدالرحمن کے بڑے بھائی قاری عبداللہ قرات اور تجوید میں فارغ التحصیل ہوئے جو بعد میں ان فنون کے استاد الکل مانے گئے اور ہندوستان و دیگر ممالک کے بے شمار قراء ان سے مستفیض ہوئے۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ قرآن مجید کی سند میں ان کے متعلق استاذ الکل، اسناد الجمل کے الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔ ۱۳۰۷ھ میں جب حضرت قبلہ عالم گولڑی قدس سرہ حجاز مقدس گئے اور مولانا رحمت اللہ رحمہ اللہ سے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ گفتگو کے بعد مولانا نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی خواہش کا اظہار کیا تو اس وقت مولانا کی حیثیت مکہ شریف کے ممتاز علماء میں سے تھی۔ آپ ممالک اسلامیہ کے تمام مشہور بزرگان دین کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے تھے۔ گو ابھی تک کہیں بیعت نہ کی تھی۔ مولانا فرماتے تھے کہ بعض حضرات علم ظاہر رکھتے ہیں مگر علم باطن سے بہرہ ور نہیں ہوتے اور بعض علم باطن رکھتے ہیں اور علم ظاہر میں نامکمل ہوتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ذات میں انہوں نے دونوں کمالات مشاہدہ فرما کر اس قدر

عقیدت اور نیاز کا اظہار کیا کہ تمام علمائے حرمین شریفین پر بالعموم اور مدرسہ صولتیہ کے اساتذہ اور ارباب علوم پر بالخصوص اس کا بے حد اثر ہوا۔ ان ایام میں قاری عبداللہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شاہ ابوسعید دہلوی خلیفہ رحمہ اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نقشبندی مجددی ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں اور دوسری کرسی پر حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ جلوہ افروز ہیں۔ قاری صاحب کو حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی طرف ایک باطنی کشش محسوس ہوئی اور آپ نے قاری صاحب کو گلے سے لگالیا۔ اس خواب کے بعد قاری عبداللہ نے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سے بیعت کرلی اور اپنے فرزند قاری احمد کو بھی بیعت کرایا۔ قاری عبداللہ صاحب اور ان کے فرزند قاری احمد صاحب کی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی ذات گرامی سے عقیدت و نیاز کا اظہار و اندازہ ان دونوں حضرات کے منقولہ ذیل میں خطوط سے ہوتا ہے جو انہوں نے مکہ معظّمہ سے آپ کی خدمت میں تحریر کئے تھے۔

مدرسہ صولتیہ اور پیر صاحب کا تعلق

قاری عبداللہ کا مکتوب

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لانبی بعدہ
من مکۃ المکرمۃ من المدرسۃ الصولتیۃ

ان ابھی مایھدی من ھذہ المشاعر الحرمیۃ وازھی مایسدیٰ من ھذہ المآثر المکیۃ سلام معبق بارج نسائم البیت الحرام ومحفوف ببرکات زمزم والمقام نخص بہ طب الاقطاب وغوث الانجاب استاذ الطریقۃ الچشتۃ الجامع بین العلوم الحقیقۃ والشریعۃ مشرق شموس الارشاد مطلع بدور الامداد صفوۃ مناھل الوراد شیخ المشائخ والعباد شیخنا وقدوتنا وملاذنا و عمدتنا مرشدنا ومقتدانا واما منا ومولانا متعنا اللہ بطول حیاتہ

وافاض علینا من برکاته ونفعنا بصالح دعواته وعمنا بعظیم توجهاته آمین!

غب تقبیل الایادی الکرام واهداء عاطر التحیة والاکرام وبث الواعج اشواقی الیٰ ذالک المقام ابدی اولاً کثیر البحث والسئول، عن جنابکم الذی فی الخیره لازال، نرجو الله الکریم ذاالنوال ان تکونوا جمعیا فی نعمة الکمال وان تفضلتم عن المحب المخلص بالسوال فهو ومن من یلوذبه ببرکة دعائکم فی اطیب بال، والحمدلله علیٰ کل وثانیاً لا یخفاکم انه فی اثناء هذه السنة عقد امیر مکة مجلساً خاصا مرکبا، من المفاتی الاربعة واعیان علماء المسجد الحرام لاجل امتحان من رام ان ینتظم فی سلک المدرسین باالمسجد الحرام فیمتحن فی ستة فنون ومن ارادوظیفة محلولة من الوظائف الخمسة عشر فیمتحن فی اثنی عشرفناً فتقدم محاسیبکم انجالی الحمد وحامد فادیٰ احمد امتحان الوظیفة ففازا فے الامتحان ببرکة ادعیة المشائخ وحسن توجها تکم فحازاحمد النمرة الاولیٰ وانال الوظیفة ونال شهادة تامة ممهورة بمهرالامیرورئیس العلماء والمفاتے واعیان علماء المسجد واجازة بالوعظ والتدریس من المشیخة العالیة ممهورة بمهرالقاضی والرئیس والفنون التی ادی احمد الامتحان فیها النحووالصرف والمنطق والمعادنی والبیان والبدیع والفقه والحدیث واصولهما اوالکلام والتفسیر فے البیضادی واما حامد فادی فے النحووالصرف والمعانی والبیان والبدیع والکلام ونال ملازمیة التدریس هذا والمامول من جنابکم ان تمنوا علیٰ محسوبکم احمدبما استمنحهٔ من جنابکم الکریم من البیعته والاجازة العامة المطلقه الشاملة للاوارد و الاذکار وغیرذلک لتجتمع له نسبته المحسوبیة والمرید یة والتلمیذ یة ونرجوالدعوات الصالحات لی وانجالی والمسلمین

والمسلمات فی سائرالاوقات فے الخلوات والجلوات هذا و جزیل سلامی علی من یلوذبکم من الاخوان والمحبین"۔

داعیکم المخلص عبداللہ قاری
حرر فی ۱۱ ذالحجۃ ۱۳۳۳ھ
ترجمہ مکتوب گرامی ذیل ہے۔
۱۱۔ ذی الحج ۱۳۳۳ھ

الحمدللہ واحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

مشاعر حرم کا پر بہار ہدیہ اور مآثر مکیہ کا پر رونق تحفہ کعبۃ اللہ کی پاکیزہ خوشبو سے معطر اور زمزم و مقام ابراہیم کی برکات سے متبرک سلام مخصوص، بخدمت قطب الاقطاب و غوث الانجاب استاذ طریقہ چشتیہ اور جامع علوم حقیقیہ و شرعیہ آفتاب ارشاد کا مشرق اور ماہتاب امداد کا مطلع، واردین کے لئے چشمہ صافی شیخ المشائخ والعباد، ہمارے شیخ و پیشواء، جائے پناہ قدوہ و مرشد و امام و مولیٰ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز سے ہمیں متمتع فرمائے اور آپ کی برکات کا ہم پر فیضان فرمائے۔ آپ کی عمدہ دعاؤں سے ہمیں نفع دے اور آپ کی توجہات عالیہ ہمارے لئے عام فرمائے۔ آمین! دست بوسی اور ہدیہ سلام و احترام پیش کرتے ہوئے اور اس مقدس مقام کیلئے دلی وفور اشتیاق کے اظہار کے بعد سب سے پہلے آنجناب کی خیریت کا طالب و سائل ہوں۔ خداوند کریم سے امید ہے کہ آپ سب حضرات نعمت کمال سے سرفراز ہوں گے اور اس محب مخلص کی خیریت کے بارے میں اگر آپ سوال فرمائیں تو جواباً گزارش یہ ہے کہ یہ مخلص اور اس کے تمام متعلقین خیریت سے ہیں اور عمدہ حال میں ہیں اور ہر حال میں اللہ کیلئے حمد ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آنجناب پر مخفی نہ رہے کہ اس سال کے دوران امیر مکہ نے ایک مجلس خاص منعقد کی تھی جس میں مذاہب اربعہ کے مفتی اور مسجد حرام کے اکابر علماء شریک تھے تاکہ مسجد حرام میں مدرس بننے کے امیدوار افراد سے چھ فنون کا امتحان لیا

جائے اور مقررہ پندرہ وظائف کے امیدواروں سے بارہ فنون کا امتحان لیا جائے۔ آپ کے خادم عزیزین احمد و حامد نے اس میں حصہ لیا۔ احمد نے وظیفہ کا امتحان دیا اور مشائخ کی دعاؤں و آپ کی توجہ سے اول نمبر پر پاس کیا اور اسے سند ملی جس پر امیر مکہ، مذاہب اربعہ کے مفتی اور اکابر علماء کی مہریں لگی ہوئی ہیں۔ اسے وعظ تدریس کی اجازت بھی ملی ہے۔ جس پر امیر مکہ اور رئیس العلماء کی مہر لگی ہوئی ہے۔ احمد نے حسب ذیل فنون کا امتحان دیا۔ (۱) صرف (۲) نحو (۳) معانی (۴) بیان (۵) بدیع (۶) فقہ و اصول فقہ (۷) حدیث و اصول حدیث (۸) تفسیر (بیضاوی وغیرہ)۔ حامد نے صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع اور علم کلام کا امتحان دیا اور ملازمت تدریس حاصل کی۔ آنجناب سے دلی آرزو ہے کہ اپنے منسوب احمد پر احسان کریں اور جو کچھ اس نے طلب کیا ہے از قسم بیعت و اجازت عامہ برائے اذکار و اوراد وغیرہ اسے عطا کریں تا کہ اسے نسبت محسوبیت و مریدیت و تلمذ حاصل ہو جائے۔ میرے لئے، میری اولاد کیلئے، تمام مسلمان مردوں، عورتوں کیلئے تمام اوقات میں دعائے خیر فرمائیں۔ آپ کے متعلقین و محبین کیلئے میرے دلی سلام! آپکا مخلص دعا گو عبداللہ قاری۔

قاری احمد کا مکتوب

الحمدللہ عز شانہٗ ۷۸۶/۹۲

”علم الاسرار الربانية اشارة الدقائق الرحمانية الجامع بين علمی الباطن والظاهر وارث المجد کا براً عن اکابرٍ مرشد السالکين الی اقوم طريقٍ ومربی المريدين بدقائق اسرار التوفيق مرکز دائرة الارشاد مطلع بدور الامداد صفوة مناهل الوراد شيخ المشائخ والعباد معدن السلوک والحقيقة حضرت استاذ الطريقة عمر الله الوقت بحياتة وافاض علينا سجال هباته وعمنا ببرکاته امين“۔

غب تقبيل الايادی الکرام ولثم مواطئی الارجل والاقدام واداء واجب

التحیة والسلام مع کمال التبجیل والاحترام فان شوقی الی ذلک المقام لاتکاوتحصیه الاقلام فهو کشوق الظمان للشراب والارض الممحلته للحساب وهذا تشبیه وتمثیل وتقریب وتخییل والافشوقی الیه یفوت التوصیف ویتجاوز التعریف وهذا قول مسلم الثبوت لایحتاج الیٰ تنقیح ولاتحریر نعوت هذاوالمعروض الی حضرتکم العلیه ان تمنوا علی المحسوب البیعة والاجازة العامة فی العلوم العقلیة والنقلیة اجازة مطلقة شاملة للاذکاروالاحزاب وتحسنوا الی ببیان بعض الاوراد التی تحسنونها لتتم لی النسب الثلاث اذلیس یخفاکم انتسابی الی حضرتکم العلیة واضافتی الیکم باالمحسوبیة فان رائی المولیٰ ان تکون هذه الاضافة معنویه لیست فی تقدیرالانفصال وضم الیها نسبتی المرید یة والتملیذ یتة لتکون نسبة تامة مقررة للحال کماحققته امالناکمال التحقیق فهوبذالک اجدروحقیق وان رای المولیٰ الاعراض عن هذاالمقال وقال لکل علم رجال تادب القلم وکف لسانه وقال رحم اللہ امرئً عرف قدره و مکانه والمرجوان لاتخرجونا من خاطرکم الشریف عندالدعوات الصالحات فی الخلوات والجلوات وفی سائرالاوقات فانا فقراء الی ذلک واللہ اعلم بما هنا لک هذا وفی الختام جزیل السلام علی من هواه المقام لاسیمااسیادی انجالکم الکرام لازالواملحوظین بعین الملک العلام ودمتم فوق مارمتم آمین!

حررہ فی ۱۱ ذی الحجة المبارک ۱۳۳۳ھ

محسبوکم وادعیکم احمد بن عبداللہ القاری

ترجمہ:

الحمدللہ عز شانہ

بخدمت عالم اسرار ربانی و واقف اشارات و دقائق رحمانی، علم ظاہر و باطن کے جامع اور نسلاً بعد نسلاً شرف و بزرگی کے وارث، سالکین کو سبیل اقوم کی طرف رہنمائی کرنے والے، مریدین کی توفیق کے دقیق اسرار کے ساتھ تربیت فرمانے والے، دائرہ ارشاد کے مرکز اور بدور امداد کے مطلع منور وارد ہونے والوں کیلئے چشمہ صافی، شیخ، المشائخ، معدن سلوک و حقیقت، حضرت استاذ طریقت، اللہ تعالیٰ زمان کو آپ کی حیات طیبہ سے آباد رکھے اور آپ کے خم ہائے ش سے ہم پر افاضہ فرمائے اور آپ کی برکتیں ہمارے لئے عام فرمادے۔ دست و قدم بوسی اور انتہائی تعظیم و احترام سے ہدیہ سلام پیش کرنے کے بعد عرض خدمت یہ ہے کہ اس مقام مقدس کی طرف وفور شوق کو قلمبند نہیں کیا جا سکتا جیسے پیاسے کو پانی کا شوق اور قحط زدہ زمین کو باران کرم کا شوق ہوتا ہے ایسا ہی مجھے شوق ہے بلکہ یہ تو محض ایک تشبیہ و تمثیل اور تخیلی چیز ہے۔ میرا دلی شوق ہر توصیف سے زائد اور ہر تعریف سے متجاوز ہے۔ یہ ایک مسلم الثبوت بات ہے جس کے لئے زیادہ تنقیح کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد خدمت عالی میں گزارش ہے کہ آپ اپنے اس محسوب و منسوب پر احسان فرماتے ہوئے علوم عقلیہ و نقلیہ و دیگر اوراد و اذکار کی اجازت عامہ عطا فرمادیں اور بعض ایسے اور بھی عطا فرمائیں جو آپ کو پسند ہوں تا کہ مجھے آپ سے تینوں نسبتیں حاصل ہو جائیں۔ آنجناب پر مخفی نہیں کہ بندہ کو آپ سے شرف محسوبیت و منسوبیت حاصل ہے، پس اگر مولائے نعمت اس اضافت معنویہ کو نا قابل انقطاع بناتے ہوئے نسبت مریدی و نسبت شاگردی پر مزید اضافہ بھی فرمادیں تا کہ نسبت پختہ اور تامہ حاصل ہو جائے جیسا کہ میری آرزو ہے تو یہ بات آنجناب کے شایان شان ہے اور اگر (خدانخواستہ) آقا مولا اس گفتگو سے یہ فرماتے ہوئے اعراض کریں کہ ہر علم کیلئے مخصوص مرد ہوتے ہیں تو پھر قلم ادب اختیار کرے گا اور زبان روک لی جائے گی اور یہی سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس انسان پر رحم فرمائے جس نے اپنی قدر و منزلت کو پہچان لیا۔ پوری امید ہے کہ خلوت وجلوت

اور تمام اوقات میں دعوات صالحہ کرتے وقت ہمیں اپنے دل سے فراموش نہیں فرمائیں گے کیونکہ ہم آپ کی دعاؤں کے سخت محتاج ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ میں تمام حاضرین مقام کو سلام خصوصاً آنجناب کی کریم اولاد پر اللہ کرے ہمیشہ خداوند علام الغیوب کی نظر شفقت رہے اور امید سے زیادہ عمر دراز نصیب ہو۔ آمین!

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ
آپ کا منسوب وطالب دعا:
احمد بن عبداللہ القاری

قاری احمد کے حق میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سند عام

چنانچہ ان ہی مکتوبات کے پیش نظر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے قاری احمد کے نام مندرجہ ذیل سند ارسال فرمائی۔

الحمدللہ القدیم الذی لایزال ولم یزل العلیم الذی لایجھل الحلیم الذی لایعجل للجواد الذی لایبخل المتعزز بجلال وحدنیتہٖ المھتزر بجمال رحمانیۃ المتحوز بکمال فردانیتہ واشھدان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ المرتدی برداء فخار رکنت نبیاً و ادم بین الماء والطین(المھتدی الی فضاء اسرار رفعلمت علم الاولین والآخرین) سابح لج (فکان قاب قوسین اوادنیٰ) سائح فج (وان الی ربک الرجعی وان الی ربک المنتھی) صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ والذین اتبعوھم باحسان وسلم تسلیماً اکثیراً لاتعد ولاتحصیٰ سیما علیٰ سیدی شباب اھل الجنۃ الحسن والحسین وذریتھما خصوصاً علی سیدنا الشیخ محی الدین ابی محمد عبدالقادر الجیلانی و علی سیدنا الشیخ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری”

اما بعد فقد وصل الی بعض تحریرات مخلصی فی اللہ مولوی احمد بن

محبی لله عبدالله القاری ا لمکی الماتریدی الحنفی المقیم مدرسة الصولتیه فوجدته بفضل الله وکرمه فائقاً المنقولات بارعافی فاجزته اجازةً عامةً لتدریس العلوم کلها کما اجازنی بعض مشائخی اجازةً عامةً وایضاً اجزته واوصیه بالمواظبة علی التقوری واتباع السنة سراً وعلانیةً والمداومة علی الصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم بصیغة اللهم صلی علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد وبارک وسلم مائة مرةٍ وذکر الله تعالیٰ الله الصمد الله الصمد الله الصمد کذامائة مرة دبر کل صلوةٍ والسلام خیر ختام"۔

العبد

الملتجی والمشتکی الی الله المدعو بمهر علی علی شاه عفی عنه ربه

رابع جمادی الاولی ۱۳۳۴ھ

ترجمہ: سب تعریف خدائے قدیم کیلئے ہے جو ازل سے ابد تک لازوال ہے۔ ایسا علم والا جو کبھی بے خبر نہیں رہتا۔ ایسا حلم والا جو جلدی نہیں کرتا۔ ایسا سخاوت والا جو بخل نہیں کرتا، وہ ذات جو جلال وحدانیت کے ساتھ غالب جمال رحمانیت کے ساتھ نازاں اور کمال فردانیت کے ساتھ منفرد ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے مقرب بندے ورسول ہیں جو کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین (میں نبی تھا حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے) کے فخر کی چادر اوڑھنے والے ہیں اور فعلمت علم الاولین والآخرین (میں نے اولین وآخرین کے علوم جان لئے) کے اسرار کی فضا میں راہ پانے والے ہیں۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ (پس دو کمان کے مقدار پر ہو گئے یا اس سے بھی زیادہ قریب) کے سمندر میں غوطہ زن اور ان الی ربک الرجعیٰ وان الی ربک المنتهی (بے شک تیرے رب کی طرف ہی بازگشت ہے اور تیرے رب کی طرف ہی انجام کار ہے) کی شاہراہ کے سیر کنند

ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی، خصوصاً جنت کے نوجوانوں کے ہر دو سردار حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد امجاد علی الخصوص سیدنا شیخ ابی محمد عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ اور سیدنا شیخ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ پر۔

بعد ازیں مجھے مخلصی فی اللہ مولوی احمد بن محبی للہ قاری عبد اللہ مکی ماتریدی حنفی مقیم مدرسہ صولتیہ کی بعض تحریریں پہنچیں۔ خدا کے فضل و کرم سے میں نے اسے علوم منقولات و معقولات میں فائق اور ماہر پایا اور اسے تمام علوم کی تدریس کیلئے اجازت عامہ دیتا ہوں جیسے مجھے میرے بعض مشائخ نے اجازت عامہ عطا فرمائی اور انہیں ظاہر و باطن میں تقویٰ و اتباع سنت کے ساتھ اور درود شریف **اللھم صل علیٰ محمد و علی محمد و بارک و سلم** اور **اللہ الصمد** سو سو بار ہر نماز کے بعد علی الدوام پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ والسلام خیر ختام!

قاری عبد الرحمٰن الہٰ آبادی و قاری عبد الرحمٰن جونپوری کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت و عقیدت

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی توجہ و برکت سے قاری احمد رحمہ اللہ شریف مکہ کے زمانہ میں تمام حجاز کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے اور ان کے بھائی قاری عبد الرحمٰن رحمہ اللہ طائف میں قاضی ہوئے۔ سعودی حکومت کے دور میں جب کنبہ کے باقی افراد واپس ہندوستان آ گئے تو قاری احمد رحمہ اللہ وہیں رہے اور جدہ میں قاضی مقرر ہوئے۔ قاری عبد اللہ رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی قاری عبد الرحمٰن رحمہ اللہ نے بھی مدرسہ صولتیہ میں تعلیم پائی اور وہاں سے واپس ہندوستان آ کر کانپور میں کچھ عرصہ قیام فرمایا جہاں مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ کے فرزندان و دیگر مشہور طلباء نے آپ سے علم تجوید و قرأت حاصل کیا اور بعد میں دیوبند، سہارن پور، لکھنؤ وغیرہ کے مدارس میں تجوید کے مشہور اساتذہ ہوئے۔ گویا ہندوستان کے اکثر قراء اسی خاندان کے خوشہ

چین ہیں۔ قاری عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے علم تجوید پر ایک کتاب ”فوائد مکیہ“ تحریر فرمائی جو اس فن میں بہت ہی مشہور و مقبول ہے۔ قاری صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں ابتداء میں ایک آزاد منش انسان تھا اور اگرچہ میرے بڑے بھائی قاری عبداللہ اور مدرسہ صولتیہ کے بہت سے دیگر مدرسین وطلباء نے مکہ شریف میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی مگر میں حلقہ ارادت میں داخل نہ ہوا۔ ابتداً میں مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا جو ہندوستان کے مشاہیر علماء اور عرفا میں سے ہوئے ہیں۔ پھر کچھ عرصہ اس خیال میں بھی مبتلا رہا کہ اگر کہیں سے نسخہ کیمیا ہاتھ لگ جائے تو ایک مدرسہ اپنے ذاتی خرچ پر قائم کروں۔ اس مقصد سے ایک کیمیا گر کی کافی عرصہ تک خدمت کی اور کامیابی کے کچھ آثار بھی ہوئے مگر ایک اور خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ وآنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں اور پاس ہی سونے چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن سے کہہ دو اگر سونے چاندی کی ضرورت ہے تو یہ موجود ہے مگر میری شفاعت کی امید نہ رکھے چنانچہ اس خواب کے بعد وہ تمام شوق نفرت سے بدل گیا اور کیمیا کا خیال دل سے دور ہو گیا۔ ساتھ ہی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ سے بھی عقیدت میں اضافہ ہو گیا مگر پھر بھی وساوس اور خطرات بیعت ہونے سے مانع رہے۔ ایک روز پھر خواب میں دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان پر ٹہل رہے ہیں اور مجھے مخاطب فرما کر میرے ایک ایک شک اور اعتراض کا ازالہ فرماتے ہیں۔ بیدار ہوا تو دل تمام وساوس سے پاک تھا۔ اس کے بعد جب گولڑہ شریف حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو ایک صبح حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے طلب فرمایا۔ دیکھا تو آپ اسی طرح ٹہل رہے تھے جیسے خواب میں نظر آئے تھے۔ میرے سامنے ہوتے ہی آپ نے مجھے مخاطب فرما کر وہ

تمام شکوک وشبہات رفع فرمادیئے جس کے بعد میں بیعت سے مشرف ہوا۔

حضرت بابو جی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ قاری عبداللہ کی وفات پر جب قاری عبدالرحمٰن رحمہ اللہ مکہ شریف گئے تو اراکین مدرسہ صولتیہ نے ان کو وہاں سکونت اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ مگر خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان واپس جاؤ تمہاری وہاں ضرورت ہے۔ بابو جی فرماتے ہیں کہ قاری عبدالرحمٰن رحمہ اللہ پہلے حضرات مشائخ کرام سے اس قدر عقیدت نہ رکھتے تھے مگر بعد میں تو یہ حالت ہوگئی تھی کہ میں نے بارہا اصرار کیا کہ یہاں گولڑہ شریف میں رہ کر لوگوں کو مستفید فرمائیں لیکن ہر بار یہی جواب دیتے تھے کہ شیخ کے مقام پر رہنا بہت مشکل کام ہے لہٰذا مجھے معذور تصور فرمائیں۔ قاری محبوب علی فرماتے ہیں کہ ذکر یاد الٰہی کے ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ سینہ پر ایک پھوڑے کا ڈاکٹر سے آپریشن کراتے وقت بیساختہ اسم ذات ''اللہ'' منہ سے نکلا جس میں کچھ ایسی کشش تھی کہ بعد میں ڈاکٹر نے بارہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ قاری صاحب ایک مرتبہ پھر اسی طرح اللہ کا نام لے دیجئے۔ مجھے اس سے ایک خاص کیفیت حاصل ہوئی تھی۔

واضح ہو کہ یہ قاری عبدالرحمٰن الہٰ آبادی، جناب قاری عبدالرحمن جونپوری خطیب و مفتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے علاوہ ایک دوسرے صاحب ہیں۔ قاری عبدالرحمن جونپوری رحمہ اللہ بھی مدرسہ صولتیہ میں کچھ عرصہ مقیم رہے تھے اور مولانا رحمت اللہ رحمہ اللہ اور قاری عبداللہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے انہوں نے ابتداء ہندوستان میں مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ سے تعلیم حاصل کی تھی اور فرماتے تھے کہ ایک دفعہ بیعت کیلئے حضرت شاہ وارث علیرحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا جو ہندوستان کے مشہور بزرگان دین سے ہوئے ہیں۔ تو آپ نے بذریعہ کشف معلوم کرکے فرمایا کہ عبدالرحمن تمہارا حصہ ایک دوسرے صاحب کے پاس ہے اور ایک مسواک بھی تبرکاً

عطا فرمائی۔ آخر جب حضرت قبلہ عالم قدس سرہ مکہ شریف گئے تو قاری عبدالرحمٰن جونپوری رحمہ اللہ آپ کے کمالات دیکھ کر کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ مدرسہ سے استعفیٰ دے کر گولڑہ شریف میں سکونت اختیار کی اور آخر وقت تک یہیں رہے۔ حضرت بابو جی مدظلہ العالی نے آپ ہی سے فن تجوید کی مشق فرمائی۔ راقم الحروف کے استاد قاری غلام محمد پشاوری رحمہ اللہ بھی ان ہی کے شاگرد تھے۔ جو اپنے استاد کی وفات کے بعد آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر خطیب اور مفتی رہے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے مطبوعہ فتاویٰ کے آخر میں قاری عبدالرحمٰن جونپوری رحمہ اللہ موصوف کے فتاویٰ ان کی علمی شان کے بین شاہد ہیں۔ (بحوالہ: مہرِ منیر، ص: ۱۱۹)

عطائے سلسلہ صابریہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر و حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے عطائے سلسلہ صابریہ

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ ایک روز مولوی محمد غازی رحمہ اللہ کے ہمراہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں حاضر ہوئے۔ حاجی صاحب اس وقت مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا سبق دے رہے تھے۔ اثنائے سبق ایک ایسا شعر آیا جس میں آرزوئے وصل کی شدت کا اظہار تھا۔ جناب لالہ جی صاحبزادہ غلام معین الدین مدظلہ العالی اپنے سفرنامہ ممالک عربیہ و روم ۱۹۴۹ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک معمر سید بزرگ انہیں ملے تھے جو اس واقعہ کے وقت درس میں حاضر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ شعر یہ تھا ؎

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش باز جوید روزگار وصل خویش

ایک شاگرد نے سوال کیا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ تو وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ جہاں دوئی کا تصور ہی نہیں پھر یہ وصل کی تمنا چہ معنی دارد؟ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں کچھ فرمایا مگر دریافت کرنے والے کی تسلی نہ ہوئی اور اس

نے پھر سوال کو دہرایا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ طالب علم اپنے سوال کا مفہوم پوری طرح ادا نہیں کر پا رہا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اس کے سوال کی منشاء عرض کروں۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے؟ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کی وضاحت فرمائی کہ وصل ایک امر اضافی ہے جو دوئی کا متقاضی ہے حالانکہ وحدت الوجود اس کے منافی ہے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بھر آئی اور فرمایا کہ اچھا اس کا جواب بھی آپ ہی بیان فرمائیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا وصل کے معنی ہستی موہومہ کو مٹانا ہے۔ غیرت کی نفی نفس الامر میں ہے اور حقیقت میں محبوب حقیقی کے بغیر کوئی غیر موجود نہیں۔ مگر وہم کے غلبہ سے تغائر پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک فنائے کامل حاصل نہیں ہوتی۔ طلب اور عشق کے تمام منازل میں ایک وہمی غیرت باقی رہتی ہے، اس لئے فرق بھی ہوتا ہے اور وصال کی طلب بھی ہوتی ہے ؎

میں جبھی تک تھا کہ تیری جلوہ پیرائی نہ تھی
جو نمود حق سے مٹ جاتا ہے وہ باطل ہوں میں

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوابی تقریر کو خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ، مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عرفاء کے کلام از قسم

تو مباش اصلا کمال این است و بس
رو در و گم شو وصال این است و بس

اور حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے برجستہ ارشادات سے مزین و مرصع کر کے کچھ ایسے پر کیف انداز میں ادا فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ وجد میں آ گئے اور آپ کو بے حد رقت ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد جب طبیعت سنبھلی تو کمرہ کے اندر تشریف لے گئے اور اپنا سلسلہ چشتیہ صابریہ لا کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عنایت فرمایا

اور کہا کہ اگرچہ آپ کو اس کی حاجت نہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وجہ سے شمالی ہند میں میرے سلسلہ کی بھی ترویج ہو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے عرض کیا آپ کی عنایت کا شکریہ مجھے طواف کعبہ کی طرف قلبی توجہ نہیں ہوتی۔ اگر ہو سکے تو اس قدر مہربانی فرمائیں کہ خدا کرے یہ ہو جائے۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں بھی تقریباً تیس سال سے ایسی ہی کیفیت میں مبتلا ہوں۔ جناب بابوجی مدظلہ فرماتے ہیں کہ درس ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیفیت کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ جس شخص کا مطمح نظر ذات ہو وہ آثار و افعال اور صفات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے ۔

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت
ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں عرب شریف سے واپس آیا تو ایک مدت کے بعد دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف کے تقاضا پر سلسلہ چشتیہ صابریہ کے وظائف انہیں تلقین کئے۔ اس وقت حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عطیہ کی حکمت معلوم ہوئی۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہو گا جس کا سدباب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسا کہ آپ کی تصانیف وملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

حاجی صاحب کی محفل اک باخدا انسان کی مجلس

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ان عنایات پر ان کے بعض متوسلین کا ردعمل

جناب بابو جی کا ارشاد ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جب میں حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت ہندوستان کے چار مشہور علماء بھی حاضر درس تھے۔ میری تقریر اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوابی مہربانی کو انہوں نے کچھ محسوس کیا اور مجھ سے ایک منطقی سوال پوچھا۔ میں نے کہا میاں یہاں تو ایک باخدا انسان کی مجلس ہے۔ یہاں سے کچھ حاصل کرنا چاہیے۔ یہ مناظرہ کا مقام نہیں، اگر آپ حضرات کو مناظرہ کا ہی اتنا شوق ہے تو فلاں مقام پر آکر مجھ سے گفتگو کیجئے گا اور اگر میرے پاس آنا مناسب نہ سمجھیں تو میں خود آپ کے مقام پر حاضر ہو جاؤں گا۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کا مسلک

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۳ھ یعنی ۶۔۱۸۰۵ء میں بمقام قصبہ نانوتہ ضلع سہارن پور پیدا ہوئے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز حکومت کے خلاف ہندوستان میں جہاد میں حصہ لیا۔ ۱۲۷۶ھ یعنی ۱۸۵۹ء میں ہندوستان سے ہجرت فرما کر مکہ معظّمہ میں رہائش اختیار کی اور وہیں ۱۳۱۷ھ میں رحلت فرما کر اپنے دیرینہ رفیق اور دینی و سیاسی معاون حاجی رحمت اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ بلاد عرب میں شیخ العرب والعجم کے لقب سے موسوم تھے۔ دیوبندی مکتب فکر کے اکثر و بیشتر علماء کو آپ سے ارادت ہے۔ گو بعض مسائل میں انہیں حاجی صاحب رحمہ اللہ سے اختلاف بھی رہا مگر مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا لطف اللہ علیگڑھی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ الہٰ آبادی اور بہت سے دیگر آپ کے متوسلین علمائے کرام آپ کے مسلک کے پوری طرح پابند رہے۔ مسئلہ وحدت الوجود میں حاجی صاحب کا مسلک ''امداد المشتاق'' کے مندرجہ ذیل الفاظ سے واضح ہوتا ہے۔

''یہ مسئلہ (وحدت الوجود) حق و صحیح مطابق للواقع ہے، اس مسئلہ میں کچھ شک

نہیں، معتقد علیہ تمامی مشائخ کا ہے مگر قال واقرار نہیں البتہ حال وتصدیق ہے یعنی اس مسئلہ میں تیقن اور تصدیق قلبی کافی ہے اور استتار اس کا لازم اور افشانا جائز ہے کیونکہ اسباب ثبوت اس مسئلہ کے کچھ نازک ہیں بلکہ لحد دقیق کہ فہم عوام بلکہ فہم علمائے ظاہرین کہ اصطلاح عرفا سے عاری نہیں آتے تو الفاظ میں کہنا اور دوسرے کو سمجھانا کب ممکن ہے''۔ (بحوالہ: مہرِ منیر، ص:۱۲۸)

بریلوی اور دیوبندی

مسائل میں راہ اعتدال

دیوبندی، بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتیب فکر کے اختلافی مسائل پر آپ (حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ) اپنا مسلک تحریر وتقریر اور تالیفات کے ذریعہ برابر واضح فرماتے رہے۔ اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف کی بناء پر ان کی باہمی کشمکش آپ کو ناپسند رہی۔ تاہم فریقین کی حق بات کو ہمیشہ سراہا۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے تھے کہ ان کے متبحر عالم اور خادم اسلام ہونے میں کلام نہیں مگر بعض اجماعی مسائل میں رعایت توحید کے زعم میں تشدد اختیار کر گئے ہیں۔۔۔

گویا اگر ہزار میں سے ایک پہلو بھی موافق موجود ہوتا تو مخالف کی نیت پر شبہ کرنے سے منع فرماتے۔ (بحوالہ: مہر منیر ص:۱۴۲)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی پیشن گوئی پوری ہوجانا

مسلمانوں کے اس دور ابتلا میں سرزمین ہند میں حکومت برطانیہ کے زیر اثر اس فتنہ (فتنہ قادیانیت) نے سر اٹھایا جس کے سدباب کے سلسلہ میں حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو عرب شریف کی سکونت اختیار کرنے سے منع فرمایا تھا اور کہا تھا کہ اگر آپ اپنے وطن میں خاموش بیٹھے رہے تو بھی علمائے امت

مسلمہ اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ (بحوالہ: مہر منیر ص: ۱۶۳)

شمس الہدایت کا طلوع

جب مرزا اور ان کے نئے مذہب کا زیادہ چرچا ہوا اور ظاہر بین لوگ متاثر ہونے لگے تو علماء کی درخواست پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ اس طرف متوجہ ہوئے اور باطنی ارشادات کی تعمیل میں ۱۳۰۷ھ یعنی ۱۸۹۰ء ماہ شعبان و رمضان المبارک میں اوراد و اشغال روزمرہ سے کچھ وقت بچا کر، ایک رسالہ بعنوان "شمس الہدایت فی اثبات المسیح"، منشی عبدالجبار کاتب اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی کو قلمبند کرایا جو رمضان شریف ہی میں طبع ہو کر سارے ہندوستان کے علماء و مشائخ میں تقسیم کرا دیا گیا اور ایک کاپی بذریعہ رجسٹری مرزا کو بھی قادیان میں ارسال کر دی گئی۔

اس کتاب میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بجسد عنصری زمین پر نازل ہو کر اسلام کی نصرت کا باعث ہونے کو قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ثابت فرماتے ہوئے امت اسلامیہ کے اجماعی اور متفق علیہ عقائد میں سے قرار دیا ہے۔ نیز ثابت کیا ہے کہ ان کی موت اور ان کے مثیل کے دنیا میں بطور مسیح موعود آنے کے قادیانی عقائد غلط اور باطل ہیں۔ "شمس الہدایۃ" کے آغاز میں آپ نے مرزا صاحب کی "ایام الصلح" والی تعلّی کے مقابلہ میں ان سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے معنی دریافت کیے ہیں۔ اس موضوع کی تفصیل اس کتاب کے باب تصانیف میں درج کی گئی ہے۔

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا خط

"شمس الہدایۃ" کے مندرجات، منقولات اور معقولات اور اس کے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد علمی و عارفانہ شہرت اور عوامی عقیدت ایسی چیزیں نہ تھیں جس سے قادیان میں تہلکہ نہ مچ جاتا۔ مرزا صاحب کے حواریوں نے خود لکھا ہے کہ کتاب کا شائع ہونا تھا کہ ملک کے طول و عرض میں ایک شور بپا ہو گیا۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کے معانی

کے سوال پر علمائے اسلام بھی دنگ رہ گئے۔ طبقہ علمائیں ''شمس الہدایۃ'' کی قدردانی کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ اہل حدیث کے پیشوا مولوی عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ نے اس کے مطالعہ کے بعد حضرت کو مندرجہ ذیل خط تحریر کیا۔

> بسم اللہ الرحمن الرحیمo مجمع خیرات و برکات، منبع حسنات و فیوضات، حضرت پیر مہر شاہ صاحب، لازال للدین والاسلام ناصراً وللالحادو الزند قۃ کاسراً، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام مسنون و ادعیہ اجابت مقرون، معروض خاطر انوار مظاہر آنکہ ہر چند لقائے جسمانی و ملاقات ظاہری بحکم الامور مرہونتہ باوقاتہا بالفعل درازویہ تعطیل و ناحیہ تاویل است مگر تعارف روحانی یوم میثاق بحکم الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وماتناکرمنہا اختلف موجب الفت و مورد محبت استکتاب شمس الہدایت دررد ملاحدہ دہروزنادقہ عصر خذلہم اللہ از نظر احقر گذشت، از مطالعہ اش حظو افروخیر ظاہر برداشتم۔ کثر اللہ تعالیٰ امثالکم ونور بالکم وجعل الیٰ کل خیر مالکم۔ رسالہ فارسی آں مکرم راظمآن وتشنہ لبانم (ترجمہ: ہر چند ظاہری ملاقات نہیں ہوئی مگر روز میثاق میں نے حظ وافر اور خیر ظاہر حاصل کیا ہے۔ آپ کے فارسی رسالہ کے مطالعہ کا اشتیاق ہے)

www.ubqari.org www.ubqari.org

یہاں فارسی رسالہ سے مراد حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی کتاب ''تحقیق الحق'' ہے۔ (بحوالہ: مہر منیر ص: ۲۰۶۔۲۰۷)

نقل اشتہار جواب دعوت

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کا یہ اشتہار دعوت ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے اسی روز منقولہ ذیل میں اشتہار جواب دعوت بمع ضمیمہ مطبع اخبار ''چودھویں صدی'' راولپنڈی میں بھجوا کر اگلے ہی روز ملک میں شائع کروا دیا۔ مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق پانچ ہزار کاپیاں چھپوائی گئیں ان میں سے مرزا صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ اور علمائے کرام مندرجہ اشتہار دعوت کو اور پنجاب و ہندوستان، صوبہ سرحد اور افغانستان کے بہت سے دیگر علماء و فضلا کو بھی دستی اور بذریعہ ڈاک روانہ کردی گئیں۔ تمام ملک کے میں بھی اس دعوت مناظرہ اور جواب دعوت کی اطلاعات نشر کردی گئیں۔ جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہوگئی۔

حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کا جواب دعوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وآلہ وعترتہ!

امابعد، مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء آج اس نیاز مند علمائے کرام و مشائخ عظام کی نظر سے گزرا مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گزارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرما دیں گے۔ دوم یہ ہے کہ مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشاذ حضار جلسہ اپنے دعویٰ کو بپایہ ثبوت پہنچا دیں۔ بجواب اس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرمائیں گے مجھ کو شہادت ورائے تینوں علمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولوی عبدالجبار

صاحب غزنوی ومولوی عبداللہ صاحب ٹونکی رحمہم اللہ پروفیسر لاہوری) کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ بعد ظہور اس کے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کو بہ پایہ ثبوت نہیں پہنچا سکے۔ مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی۔ (بحوالہ: مہرِ منیر ص: ۲۱۹)

حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ کے دو مایہ ناز شاگرد

حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی پیلی بھیتی رحمہ اللہ ہمارے حضرت (پیر مہر علی شاہ) کے ہم سبق اور ہم مشرب بزرگ تھے۔ سہارن پور میں حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث رحمہ اللہ کے درس میں حضرت کیساتھ انکے ہم درس ہونے کا ذکر۔

(مہر منیر۔ص: ۴۱۴)

شیخ الہند اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہا اللہ دونوں استاد بھائی

سہارنپور میں شیخ الحدیث مولانا احمد علی رحمہ اللہ فن حدیث کے امام تصور کئے جاتے تھے۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت وقابلیت کا بین ثبوت ہیں آپ مولانا عبدالحئی بحر العلوم لکھنوی اور شاہ عبدالقادرؒ دہلوی رحمہا اللہ کے شاگرد تھے۔

1261ھ میں مکہ شریف جا کر خاندان ولی کے مشہور چشم وچراغ شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ سے دوبارہ درس حدیث لے کر سند حاصل کی۔ کتاب انوار الاولیاء میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہؒ کے حالات میں تحریر کہ جب مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ مکہ شریف میں حاجی صاحب سے ملے تو انہوں نے کہا کہ مولانا چونکہ میں نے آپ سے گلستان کے اسباق پڑھے ہیں اس لئے آپ میرے استاد ہیں۔ اگر محسوس نہ فرمائیں تو مشورہ عرض کرتا ہوں کہ دوسروں کے مدارس میں ملازمت کرنے کی بجائے اپنا درس حدیث شروع کیجئے تو زیادہ مفید رہے گا۔ اس لئے واپس آ کر مولانا نے سہارنپور میں حدیث شریف کی تعلیم وتدریس کا اپنے یہاں الگ اہتمام فرمایا اور صدہا علماء کو محدث بنایا۔ ہندوستان میں ہر طبقہ کے علماء میں سے اکثر کی سند حدیث آپ تک پہنچتی ہے، فن حدیث میں جہاں آپ دیوبندی علماء کے پیشوا ہیں اور مولوی محمود الحسن صاحب کے استاد

بھی ہیں۔ وہاں خاندان غوثیہ کے چشم و چراغ حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمہ اللہ اور مولانا سید محمد علی شاہ مونگیری رحمہ اللہ آفتاب معرفت ہستیاں بھی آپ سے مستفیض ہیں حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ خود حنفی مسلک کے تھے مگر حلقہ درس وسیع ہونے کے باعث ہر مکتب فکر کے طلباء اس میں شامل ہو کر مستفیض ہوتے تھے۔ (بحوالہ: مہر منیر۔ ص:82-81)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ کی اپنے اساتذہ کے حق میں دعا

حضرت خواجہ تونسوی کا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے سوال اور پیر صاحب کا جواب ملاحظہ ہوں:

”خواجہ صاحب نے تعلیم کے متعلق سوال کیا کہ کیا کچھ پڑھا ہے اور کہاں سے پڑھا ہے۔ جب جواب دیتے ہوئے دورہ حدیث کے ضمن میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تو خواجہ صاحب بولے وہ تو بڑے وہابی ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے وہ بہت بڑے حنفی تھے، البتہ صوفیائے کرام کی رسوم کے پابند تھے“۔

(بحوالہ: مہر منیر۔ ص:305)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا علمی مقام

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطہ نظر سے دیکھنے کی عادی تھے۔ (حوالہ: مہر منیر۔ ص:268)

تحریک خلافت اور علماء دیوبند کا کردار

اسلامی دنیا میں سلطان ترکی کی مقامات مقدسہ کے خادم اور ایک بڑی اسلامی مرکزی سلطنت کے سربراہ کی حیثیت سے خلیفۃ المسلمین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب یورپ اور امریکہ کا بزعم خود اس مرد بیمار کو جو اپنی حکومت کھو چکے تھے مگر سلطنت عثمانیہ کو اسلامی شوکت کی آخری یادگار سمجھتے تھے انتہائی صدمہ ہوا۔ چنانچہ عوام

اور سیاسی لیڈروں کے علاوہ فرنگی محل ندوہ، دیوبند، تونسہ شریف اور سیال شریف وغیرہ کے دینی اور روحانی مراکز کے علماء اور مشائخ بھی خلافت اسلامیہ کے تحفظ پر کمر بستہ ہو گئے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے بعض اصحاب مثلاً حضرت مولانا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاولپور مولانا برکت علی، پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور حکیم شمس الدین وزیر آبادی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری امرتسری وغیرہ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (بحوالہ: مہر منیر۔ ص:268)

ooo

بریلوی و دیوبندی مکاتب فکر کا تعلق

حضرت پیر نصیر الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ سجادہ نشین دربار گولڑہ شریف فرماتے ہیں ’’جہاں تک بریلوی دیوبندی اختلاف کا تعلق ہے تو یہ دونوں حنفی ہیں۔‘‘
(بحوالہ بلطمۃ الغیب 288)

حضرت پیر نصیر الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ سجادہ نشین دربار گولڑہ شریف ایک جگہ لکھتے ہیں:

’’عالم باعمل ہونے کے سبب سیدان کفو تھے گویا ان کے نسب کی کمی کو ان کے وصف علم نے پورا کر کے انہیں سادات وسیات کا کفو بنا دیا تھا۔ جیسا کہ مذہب احناف کا مختار فتویٰ ہے جس پر پاک و ہند کے بریلوی و دیوبندی (حنفی) دونوں مکاتب فکر متفق ہیں۔ (تریاق الفلاح فی مسئلۃ الکفو للنکاح۔ ص:381)

اس کی کتاب کی تصدیق ان اکابر نے کی ہے: مفتی منیب الرحمان صاحب دامت برکاتہم، مولانا عرفان شاہ مشہدی صاحب دامت برکاتہم، مفتی غلام مصطفیٰ رضوی صاحب دامت برکاتہم

ooo

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ ہر دلعزیز شخصیت

مولانا فیض احمد گولڑوی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

جہاں آپ بریلوی مکتب فکر کے علماء کرام میں ایک عارف محقق اور عالم مدقق تسلیم کئے گئے ہیں وہاں دیوبندی طبقہ کے اکابر علماء بھی آنجناب کے علم وعرفان کے ثناءخوان نظر آتے ہیں اور ان دو بڑے اسلامی فرقوں کے علاوہ دیگر اسلامی اور غیر اسلامی فرقوں میں بھی آپ ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ (بحوالہ: اعلاء کلمۃ اللہ۔ الف پیش لفظ)

کتاب ’’ضرب شمشیر‘‘ اور باہمی اُلفت کی چاشنی

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کی محبت

> علمائے دیوبند کی ریڑھ کی ہڈی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانا توی رحمہ اللہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کے مرشد نے سلسلہ صابریہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کو خلافت واجازت سے نوازا آپ کے نزدیک علمائے دیوبند کا کیا مقام تھا کتاب ضرب شمشیر کی اس عبارت سے واضح ہوجائے گا۔ از مرتب!

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا کہ اشرف خاں کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات:

۱۔ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴۔ حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (مدفون جنت البقیع)

۵۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں؟

حضرت پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ گولڑہ) کو یہ بات ناگوار گزاری اور فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔

(ضرب شمشیر۔ ص: 51-50، منقول علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب۔ ص: 36)

ooo

سوانح خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمہ اللہ اور محبت کی کلیاں

خواجہ نظام الدین تونسوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں میری نجات کا ذریعہ سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس آرہے تھے ٹرین میں ایک نوجوان جو کہ ہندو تھا وہ بھی سفر کر رہا تھا اسے حاجت کیلئے جانا پڑا لیکن فوراً ہی برا منہ بناتا ہوا باہر نکل آیا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ بیت الخلاء گندی ہے حضرت نے لوٹا اور سگریٹ کی چند خالی ڈبیاں اکٹھی کر کے بیت الخلاء کو صاف کر دیا پھر ہندو سے فرمایا جایئے اب بالکل صاف ستھرا ہے۔ نہیں مولانا اندر بہت گندگی پھیلی ہوئی ہے وہ بولا۔ اب جا کر تو دیکھیں حضرت نے فرمایا۔ آخر وہ اندر چلا گیا یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ بیت الخلاء بالکل صاف ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا باہر نکل کر بولا مجھے حیرت ہے آپ نے مسلمان ہوتے ہوئے ایک ہندو کیلئے بیت الخلاء صاف کیا۔ حضرت مسکرانے لگے۔ اسی ڈبے میں خواجہ نظام الدین تونسوی صاحب رحمہ اللہ بھی بیٹھے ہوئے یہ سارا ماجرا انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ایک صاحب سے پوچھا یہ کون ہیں اس نے بتایا حضرت یہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ

سنتے ہی خواجہ صاحب نے اپنی جگہ سے فوراً اٹھے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں لپٹ کر رونے لگے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے گھبرا کر فرمایا یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ جواب میں خواجہ تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مولانا سیاسی اختلاف کی وجہ سے میں نے آپ کے خلاف بہت بیانات دیئے ہیں آپ کو خوب برا بھلا کہتا رہا ہوں لیکن آج اپنی آنکھوں سے آپ کا اعلیٰ کردار دیکھ کر توبہ نہ کرتا تو سیدھا جہنم میں جاتا۔ یہ سن کر مولانا نے فرمایا میرے بھائی میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک یہودی مہمان بن کر آیا تھا آپ صلی الہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کے دودھ کے ساتھ میزبانی فرمائی تھی۔ اس نے ضرورت سے زیادہ پی لیا رات کو پاخانہ کر دیا شرم کے مارے جلدی اٹھ کر چلا گیا لیکن اپنی تلوار بھول گیا۔ جب واپس لینے کے لئے آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پاخانہ دھو رہے تھے (سبحان اللہ) وہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہوگیا۔ میں نے اسی سنت پر عمل کیا۔

انہی کا یہ واقعہ بھی مشہور و معروف ہے کہ جب کبھی ملتان جاتے تو حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے ضرور ملتے اور ان کی مالی خدمت کرتے۔

(خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلفاء ص 181 اور ان کے مدرسہ کے صدر مدرس مدرسہ محمودیہ مفتی اعظم مولوی خان محمد بزدار)

(تذکرہ شاہ نظام الدین، سلیمانی محمودی ص 158)

ooo

مولانا کوثر نیازی بریلوی رحمہ اللہ اور باہم محبت کی یادیں

مولانا کوثر نیازی بریلوی رحمہ اللہ ایک علمی اور سیاسی شخصیت
گزرے ہیں احترام کی مٹھاس اور تحمل کی حلاوت سے مالامال

تھے۔ آپ اپنی کتاب ’’جنہیں میں نے دیکھا‘‘: میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر دیوبند کو حسن تعلق کی بنا پر کس نظر سے دیکھتے تھے اس کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں از مرتب

مولانا کوثر نیازی کی امیر شریعت سے عقیدت

مولانا کوثر نیازی بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(1)......(شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ) حجازی لے میں قرآن حکیم پڑھنا شروع کیا تو یوں لگا جیسے شجر و حجر جھوم اٹھے ہوں۔ بولے تو موتی رولے، بے اختیار مولانا ظفر علی خاں کا شعر زبان پر آگیا ؎

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول ﷺ میں

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا: ص37)

(2)......انگریز دشمنی اور تحریک آزادی کے لئے جو قربانیاں انہوں (حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے پیش کیں کوئی دیانتدار مورخ ان سے صرف نظر نہیں کرسکتا‘‘۔ (بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا: ص38)

(3)...... ہمارے ہاں کون ایسا ہوگا جس نے قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ الخ، یہ سب اسی آسمان خطابت کے چاند اور ستارے تھے جس جماعت کے پاس اتنے بڑے بڑے عوامی خطیب ہوں اس کے اجتماعات کی کامیابی میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے؟ مگر ان چاند تاروں نے کسب نور جس آفتاب سے کیا وہ شاہ جی رحمہ اللہ ہی کی ذات تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ بڑے بڑے جلسوں کو اپنی تقریر

کے جادو سے مسحور کر دینے کے فن میں کوئی شخص شاہ جی رحمہ اللہ کا ہم پلہ نہ تھا‘‘۔

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا: ص38)

(4)......ایک انگریز فلم ساز نے انہیں تقریر کرتے دیکھ کر کہا تھا کہ اگر مجھے اپنی فلم میں حضرت مسیح علیہ السلام کا کردار ادا کرنے کیلئے کسی شخص کو لینا ہوتو اس مقصد کیلئے اس شخص سے زیادہ موزوں کوئی نہ ہوگا‘‘۔ (بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا: ص39)

(5)......(شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی) کی جیل سے رہائی ہوئی تو ایک عرصے تک شاہ جی رحمہ اللہ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ ایک مرتبہ لاہور تشریف لائے تو ایک دوست کی معرفت یاد فرمایا ان دنوں وہ مشہور شیخ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ایمپریس روڈ لاہور کی ایک کوٹھی میں مقیم تھے۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں طلب فرمایا۔ میں پہنچا تو حضرت رائے پوری رحمہ اللہ مجلس آرا تھے اور بہت سے لوگ باادب ہوکر ان کے ملفوظات سے مستفید ہو رہے تھے۔ انہی میں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا میں نے دیکھا جتنی دیر حضرت رائے پوری کی مجلس ارشاد قائم رہی شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ اس ادب وتواضع سے بیٹھے رہے جیسے ان کے سر پر کبوتر بیٹھے ہوں کہ یہ ہٹے تو اڑ جائیں گے۔ (بحوالہ جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:41)

(6)......دوسری مرتبہ ملنا ملتان میں ہوا، میں یہاں ایک اجتماع سے خطاب کرنے گیا تھا پہنچا تو معلوم ہوا شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہیں دوستوں کے ساتھ ان کی عیادت کی غرض سے ان کے آستانے پر حاضری دی مگر یاللعجب! یہ کیا ایک کچی بستی میں کچا مکان نہ کوئی نوکر نہ چاکر پردوں کی جگہ دیواروں پر بوریاں لٹکی ہوئیں۔ مجھ سے رہا نہ گیا میں نے کہا شاہ جی رحمہ اللہ آپ یہاں رہتے ہیں؟ فرمانے لگے ہاں۔۔

جو (الزام) بعض سنگدل لوگ انہیں کانگریس کا تنخواہ دار کہہ کر لگایا کرتے تھے۔ طبیعت تڑپ اٹھی میری آنکھوں میں آنسو آگئے مگر میں نے دیکھا اس بے سروسامانی کے عالم میں بھی شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر صبر وشکر کا نور تھا۔

بقول حضرت انجم فوقی بدیوانی:

اہل دل شدت غم سے کیسے گھبراتے ہیں
اوس پڑتی ہے تو پھول اور نکھر جاتے ہیں

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:41)

شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سے عقیدت

مولانا کوثر نیازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

میں کبھی کبھی حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان سے مجوزہ اخباری بیان کی اہمیت عرض کر کے ان کے دستخط حاصل کرتا۔ اب ان حضرات کا نام آیا ہے تو دل آنسوؤں سے وضو کر رہا ہے، گزرے ہوئے لمحوں میں سے ان نورانی شخصیتوں کی شفقتیں قلب و دماغ پر جھلمل جھلمل کر رہی ہیں۔ ان میں سے بعض کے ساتھ کچھ وقت جیل میں بھی گزارا۔ اس کا ایک ایک نقش بھی پھر سے تازہ ہو گیا۔ اللہ اکبر کیا لوگ تھے کیا علم وعمل تھا اور اس پر کیا عاجزی اور فروتنی تھی۔

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:43)

(2)...... درویشی اور سادگی اور سلف صالحین کے طریقے پر چلنے کا جو رنگ حضرت کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ میں نظر آیا معلوم نہیں کیوں دل اختلاف ذوق کے باوجود ان کی طرف کھنچتا ہی چلا گیا۔ سالہا سال میں فارغ لمحات میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیض کرتا رہا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشکل مقامات بھی انہی کی مجلس میں حل ہوئے، پرانی کتابوں کے حوالوں کا جو استحضار یہاں دیکھنے میں آیا وہ پھر کہیں نظر نہیں آیا۔ اپنی طرف سے تو کبھی مولانا نے کچھ فرمایا ہی نہیں جب کبھی کچھ کہا سند کے ساتھ کہا۔ (بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:44)

(3)...... حضرت کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھا کندھا دینے کی سعادت مجھے بھی نصیب ہوئی۔ دنیا دار الفنا ہے بقا صرف خدا کی ذات کو ہے جو آیا ہے چلا جائے گا مگر کچھ جانے والے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے جانے پر زمین و آسمان روتے ہیں مولانا کا وجود انہیں نفوس قدسیہ میں سے ایک تھا''۔

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ص:47)

مولانا نیازی کی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے عقیدت

حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ بلکہ عمر کے آخری حصے میں تو مجذوبیت تک پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ سیاست اور ملکی امور میں واشگاف کلمہ حق کہنا ان پر ختم تھا۔ (بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ص:44)

مولانا نیازی کی مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہ اللہ سے عقیدت

(1)......(حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) رات دن ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وعظ کئے اپنی آخری تقریروں میں کہا بھی کہ ایسا لگتا ہے کہ اہل مدارس میرے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ کر دم لیں گے مگر نہ لوگ تھکنے میں آئے اور نہ مولانا ہی باز آئے یہاں تک کہ ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے کرتے ہی جان جانِ آفریں کو سونپ دی۔

ہے رشک اک جہاں کو جوہر کی موت پر
یہ اس کی دین ہے جسے پرورگار دے

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ص:50)

(2)......مولانا (تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) دین کے سلسلے میں جملہ ہی معاملات میں شمشیر برہنہ تھے ارباب حکومت سے تعلقات بھی ہوتے تو ان کی کسی مخالف اسلام حرکت پر خاموش نہ رہتے کھل کر کلمہ حق کہتے۔

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ص:50)

(3)......حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جب قرآن پڑھتے پتھر دل بھی پانی پانی ہوجاتے، قرآن حکیم پڑھنا شروع کرتے تو جی چاہتا کہ بس پڑھتے ہی چلے جائیں۔ جانوں میں رس گھلنے لگتا اور پتھر دل بھی پانی پانی ہوجاتے۔

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:59)

مولانا نیازی رحمہ اللہ کی شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے عقیدت

(1)......آپ ٹانگوں سے معذور تھے خاصے معمر اور ضعیف مگر چہرے پر نور اور جلال و جمال کی وہ کیفیت کہ مجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ ارشاد یاد آ گیا۔ جس میں آپ نے نیک آدمی کی ایک پہچان یہ بھی بتائی ہے کہ اسے دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔ (بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:117)

(2)......غالباً 75ء یا 76 کی بات ہے میں دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا۔ مدینہ منورہ کا پاکستان ہاؤس مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالکل متصل ہے۔ پاکستان سے جو سرکاری وفود سعودی عرب جاتے ہیں انہیں یہیں ٹھہرایا جاتا ہے میں بھی یہیں مقیم تھا۔ ایک رات سحری کے وقت میں نے ایک عجیب خواب دیکھا کچھ نورانی شکل کے لوگ پالکی اٹھائے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جا رہے ہیں، ان کے آگے آگے ایک سیاہ ریش نوجوان سفید کپڑوں میں ملبوس سر پر ململ کی دوپلی ٹوپی پہنے جارہا ہے۔ اردگرد جو لوگ ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں یہ کس کی سواری جارہی ہے۔ بتایا جاتا ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا ذکریا رحمہ اللہ کی سواری ہے۔ میں پھر سوال کرتا ہوں وہ ٹھہرے کہاں ہیں۔ جواب ملتا ہے پاکستان ہاؤس کے بالکل قریب اور میں اپنے اندر نور و سرور کی ایک عجیب کیفیت پاتا ہوں۔

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:117)

مولانا نیازی رحمہ اللہ کی مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے عقیدت

مولانا کوثر نیازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں

لکھتے ہیں: ''ادب شناس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے کہ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام نامی لیتے ہر بار درود شریف ضرور پڑھتے''۔

(بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:159)

مولانا نیازی رحمہ اللہ کی شیخ القرآن رحمہ اللہ سے عقیدت

مولانا (شیخ القرآن حضرت غلام اللہ خان رحمہ اللہ) کی طبیعت پر توحید کا غلبہ تھا وہ اس معاملے میں ننگی تلوار تھے، بڑے بڑے مناظرے اور مجادلے کئے، قاتلانہ حملے برداشت کئے۔ (بحوالہ: جنہیں میں نے دیکھا۔ ص:171)

حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ کی تعظیم

فیصل آباد کے مشہور خطیب اور مجاہد عالم دین حضرت مولانا ضیاء القاسمی، مولانا (شیخ القرآن) کے حلقہ خاص کے اہم رکن تھے۔ (حوالہ مذکور۔ ص:172)

مولانا نیازی رحمہ اللہ کا مقام:۔ مولانا کوثر نیازی رحمہ اللہ کو بطور مہمان خصوصی مجالس میں بلایا جاتا تھا ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اجلاس میں:

> ''مولانا کوثر نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے اپنی تقریر کا آغاز اس جملے سے کیا کہ عاشق رسول وہی شخص ہوسکتا ہے جو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مر مٹنا جانتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ان کا سرمایہ حیات عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا اور وہ زندگی بھر لوگوں کو حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبق دیتے رہے، مولانا کوثر نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام خمینی کا فتویٰ شاتم رسول رشدی پر کل کی بات ہے لیکن امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اب سے ۸۰، ۷۰ سال قبل گستاخان رسول پر جو فتویٰ دیا تھا وہ، ہم سب کیلئے قابل مطالعہ ہے''۔

مولانا کوثر نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف جوں جوں میرے مطالعہ میں آرہی ہیں توں توں ان کی عظمت و بزرگی، جلالت علمی، بحر ذکاوت، دانائی تقویٰ کا احساس بڑھتا جارہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ دو قومی نظریہ کے سلسلہ میں امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ مقتداء ہیں اور علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ مقتدی ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ سلام مصطفی جان رحمت پر لاکھوں سلام کو اردو زبان کا قصیدہ بردہ شریف قرار دیا ہے اور کہا کہ یہ سلام آفاقی ہے، جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مولانا نے مزید کہا کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ پر جو شدت کا الزام لگایا جاتا ہے اور جس کی دہائی دی جاتی ہے وہ ان کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔“

(تاریخ و کارکردگی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا۔ ص: ۷۰، ۷۱۔ از ڈاکٹر مجید اللہ قادری بریلوی، مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کراچی ۲۰۰۵ء)

ooo

امیر شریعت رحمہ اللہ دیگر مشائخ بریلویہ کی نظر میں

(1)......مرکزی مجلس رضا کے نگران اعلیٰ، مدیر رسالہ ”جہاں رضا“ حضرت پیر زادہ اقبال فاروقی صاحب حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو۔ ”سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ“

لکھ کر: ”رحمھم اللہ علیھم اجمعین“

کی دعا کرتے ہیں۔ (مجالس علماء۔ مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج روڈ لاہور)

(2)......استاذ العلماء مفتی فیض احمد صاحب رحمہ اللہ ملتان نے حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کو پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین اور بعض اصحاب میں شامل کیا ہے۔ (مہر منیر۔ ص: 288)

(3)......حضرت مولانا سید اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ المعروف حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں لکھا ہے کہ:

حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ٹوپی دی اور ان کو خوشخبری دی کہ آپ کو جیل جانے سے باعزت طور پر بری کر دیا جائے گا۔ (معدن کرم۔ ص:17-216)

(4)......امیر ملت پیر اختر حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ جماعتی اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں کہ:

”مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک شروع کی تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن میں تشریف فرما تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً 500 روپیہ مجلس احرار اسلام کیلئے ارسال کئے اور یاران طریقت کو اس تحریک اسلام میں حصہ لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یاران طریقت نے ہر جگہ پوری تندہی سے کام شروع کیا۔ اپنی خدمات بھی پیش کیں اور جلسے کے چندے کئے اور وہ رقمیں مجلس احرار کو ارسال کیں“۔

یاروں میں بہت لوگ جیل میں گئے، خلفاء میں سے مولانا امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر ولایت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مفتی احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کنجاہی بذات خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل میں گئے۔

ان حضرات نے ہزار ہا روپیہ نقد اور ہزاروں روپے مالیت کے زیورات مجلس کے فنڈ میں ارسال کئے تھے۔ قید ہوئے تو دوسروں کی طرح ان میں سے کسی نے بھی معافی نہ مانگی (جیسا کہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کو ایک پرچہ دیا گیا کہ آپ معافی مانگ لیں مگر آپ نے وہ کاغذ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا) (حیات امیر شریعت) یاران طریقت اور خلفاء میں سے سب قید و بند کی پوری مدت گزار کے رہا ہوئے۔ جب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن سے واپس آئے تو مجلس احرار کے زعماء

www.ubqari.org www.ubqari.org

اظہار تشکر کیلئے حاضر ہوئے آپ نے پھر اس وقت 500 روپیہ عطیہ مرحمت کیا۔

(سیرت امیر ملت ۔ ص:403-402)

یاد رہے کہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ ہی مجلس احرار کے امیر تھے۔

(5)......ماہنامہ ضیائے حرم کے شمس العارفین نمبر میں مولانا حکیم عطاء محمد صاحب لکھتے ہیں کہ پنجاب میں حضرت ڈاکٹر سیف الدین کچلو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر گرانقدر اور عظیم ہستیاں بھی میدان میں آگئیں۔ (بحوالہ: ضیاء حرم شمس العارفین نمبر جنوری 1980 ص:229)

(6)......حضرت مولانا ملک محبوب الرسول قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ''چنانچہ 1934ء میں برصغیر میں پہلی بار مجلس احرار اسلام نے مرزائی فتنہ کے خلاف آواز اٹھائی جس کی پاداش میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مرزائی رہنما مرزا بشیر الدین محمود اور سر ظفر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایما پر حکومت برطانیہ نے گرفتار کر لیا اور ان پر مقدمہ بھی چلتا رہا۔

(انوار رضا رحمہ اللہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ نمبر ص:50)

(7)......حضرت پیرزادہ اقبال فاروقی صاحب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہوتے ہیں کہ:

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ساری رات تقریر کرتے تو مجمع پر چھائے رہتے وہ اس قدر قادر الکلام تھے کسی کو اکتانے نہ دیتے، ہلنے نہ دیتے، ہنساتے رلاتے اور تڑپاتے، خوش آواز تھے، خوش بیان تھے۔

ان کے تربیت یافتہ مقررین اور ان کے حاشیہ نشین خطیبوں میں صاحبزادہ سید فیض الحسن آلومہاروی رحمۃ اللہ علیہ، چودھری افضل حق، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، شیخ حسام الدین امرتسری، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولوی محمد علی جالندھری، مولوی مظہر

علی اظہر اور آغا شورش کاشمیری جیسے شعلہ بیان مقرر وقت کے بہترین مقرر مانے جاتے تھے۔ (مجالس علماء۔ ص:172)

ایک جگہ یوں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (امیر شریعت) کی قوت بیانیہ کا یہ کمال تھا کہ وہ ساری رات تقریر کرتے مگر کسی کو نہ تھکنے دیتے، نہ جانے دیتے، میں اس تقریر سے بڑا متاثر ہوا۔ (اقبال فاروقی)۔ ایضاً ص:129)

(8)......مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب رحمہ اللہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کو چند شخصیات میں شامل کر کے کہتے ہیں مائیں ایسے سپوت جننے سے بانجھ ہو چکی ہیں، ان کا بدل نہیں مل سکتا۔

(ماہنامہ جہان رضا، ص:44-43 اکتوبر، نومبر 2010)

(9)......مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب لکھتے ہیں کہ:

آپ کے درس حدیث میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی آکر بیٹھے، بعض اوقات درس جاری ہوتا تو وہ آکر پیچھے بیٹھ جاتے۔ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے خود بتایا کہ چونکہ پیچھے طلباء کی جوتیاں ہوتی تھیں اس لئے مجھے ندامت ہوتی اور میں نے کہا کہ آپ سید بھی اور عالم بھی اس لئے آپ زیادتی نہ کریں اور آگے تشریف لائیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ الگ لیکن اس کے باوجود وسعت ظرفی اور ایک دوسرے کی صلاحیت کا اعتراف اور باہمی احترام ہمارے آج کے سیاسی رہنماؤں اور علمائے کرام کیلئے مشعل راہ ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت جون 2002، مجلہ نوید سحر دسمبر 2003 بحوالہ پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں ص:55-54 نیا ایڈیشن)

(10)......حضرت مولانا الحاج ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی اسیری کا سن کر ارشاد فرمایا کہ: ''اگر علالت طبعی حائل نہ ہوتی تو میں شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دن بھی جیل میں نہ رہنے دیتا''۔ (تذکار بگویہ، ص:436)

یادرہے کہ بگوی شریف کے بزرگ سیال شریف کے مرید اور خلیفہ بھی رہے ہیں۔
(تذکار بگویہ، ص 441)

(11)......حضرت سید محمد فاروق القادری رحمہ اللہ سجادہ نشین شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان لکھتے ہیں کہ:

''ماضی قریب میں برصغیر میں بڑے بڑے نامور اور جادو بیاں خطیب ہوگزرے ہیں، مثلاً سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ اردو زبان کے بہت بڑے خطیب تھے عرصہ دراز تک منصۂ ہندوستان کا کونہ کونہ ان کے سحر انگیز خطبات سے گونجتا رہا۔ (مقدمہ دیوان محمدی، ص:۱۹ نوری کتب خانہ لاہور)

(12)......حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ چاچڑاں شریف والوں کے سوانح نگاروں میں ایک نام مولانا نور احمد فریدی صاحب بھی ہے وہ حسن اتفاق اور تعظیم کی مثال قائم رکھتے ہوئے دیوبندی عالم دین حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو ''امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ''۔ لکھتے ہیں۔
(خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ حالات زندگی مع کرامات ص 128)

ooo

مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ اور باہمی ہم آہنگی

مولانا معین الدین اجمیری کی علمائے دیوبند سے عقیدت

(1)......حضرت مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ، حاجی صاحب ترنگ زئی اور خان عبدالغفار خان شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت جہاد کرنے والوں میں شامل تھے جبکہ سید طفیل احمد منگوری رحمۃ اللہ علیہ اور معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت کے ارادت مندوں میں نمایاں تھے۔

(بحوالہ: بسط خیال مضمون بنام علمائے وقت وزعمائے سیاست میں شیخ الہند رحمۃ

اللہ علیہ کا مقام، منقول روزنامہ اسلام ملتان، مورخہ 21 صفر 1433ھ مطابق 16 جنوری 2012ء بروز سوموار)

(2)......مولانا حامد رضا خان رحمہ اللہ ابن مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو مسلمان سمجھتے تھے۔

(اجلی انوار رضا۔ ص:۷، مطبع اہلسنت و جماعت بریلی۔ ص: ۱۳ مطبوعہ نوری کتب خانہ داتا دربار لاہور)

(3)......حضرت مولانا حکیم محمود احمد برکاتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جمعیت علمائے ہند کے نائب صدر اور تحریک خلافت کے سرگرم رکن رہے ہیں۔

(مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ تلامذہ کا خراج عقیدت، ص6۔ برکات اکیڈمی کراچی، مولانا معین الدین اجمیر کردار افکار ص 12۔

ooo

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اور رواداری کا پیغام

سید الطائفہ رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند

قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''جو شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم سلمہ (جو کمالات ظاہری و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں اور

ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے ان شاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا خدا ان کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے شرف فرمائے اور بلند مرتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے"۔ (ضیاء القلوب: ص ۷۲۔ ۷۳)

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ بریلوی علمائے کرام رحمہم اللہ کے یہاں کیا ہے صرف ایک حوالہ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے مولانا عبدالسمیع رامپوری صاحب رحمہ اللہ حاجی صاحب رحمہ اللہ کو ان القابات سے نوازتے ہیں:

" اختتام کلمات بکلمات طیبات مرشد زماں ھادی دوراں حضور مرشدی مولائی ثقعی و رجائی المشتھر بالالنسة والافواہ الحافظ الحاج المھاجر مولانا شاہ امداد اللہ المسلمین بامدادہ وارشادہ وتقواہ"۔

واضح رہے کہ "ضیاء القلوب" کو مولانا حنیف قریشی صاحب دامت برکاتہم نے اپنی کتاب "نداء الاخیار" میں حاجی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب تسلیم کیا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ سمیت جید اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

حاجی صاحب رحمہ اللہ اور مؤلف انوار ساطعہ کا تعلق

"حضرت حاجی صاحب مغفور یوپی تھانہ بھون کے رہنے والے، تعلیم وتربیت دہلی میں پائی۔ ۱۸۵۷ کے ہنگامہ کے بعد مکہ معظّمہ ہجرت کر گئے تھے اور وہاں مثنوی مولانا روم اور امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کا درس دیتے اور یہیں آپ نے ارشاد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا تھا۔ خود حضرت حاجی صاحب قبلہ شاہ محمد اسحاق نواسہ شاگرد

www.ubqari.org www.ubqari.org

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد شاگرد مولانا نصیر الدین دہلوی رحمہ اللہ کے ساتھ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے اور شاہ صاحب ہی کے ایک اور خلیفہ نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ سے چاروں سلسلوں میں بالعموم اور طریقہ چشتیہ میں بالخصوص تکمیل سلوک کی تھی۔ ہندوستان کی دیگر اکابر ہستیاں بھی مثلاً مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، مولانا فیض الحسن سہارنپوری، مولانا عبدالسمیع رامپوری (مؤلف انوار ساطعہ) مولوی اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے“۔

(تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور: ص ۱۹۸ مکتبہ نبویہ)

علمائے دیوبند کی پاک باز ہستیاں

محترم یٰسین اختر مصباحی صاحب لکھتے ہیں: ”مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۷؁، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۳؁، شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۹؁، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶۲؁، مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ...... مگر یہ پاک باز ہستیاں فرماتی ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کیا، ہم نے کچھ نہیں لکھا، ہم پر بے جا الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ ہم ان سے بالکل بری ہیں“۔ (امام احمد رضاؒ اور رد بدعات ومنکرات۔ ص: ۸۲۔ رضوی کتاب گھر دہلی)

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کے مرشد کا وصیت نامہ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”نیز جو شخص مجھ سے محبت وعقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب کو جو کمالات ظاہر و باطن کے جامع ہیں میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں اور ان کی محبت کو غنیمت سمجھے کیونکہ ایسے لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان

www.ubqari.org www.ubqari.org

کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے سیکھے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے ان شاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے۔

(بحوالہ: ضیاء القلوب۔ ص: 97، تصنیف شیخ المشائخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، ناشر کتب خانہ مجید بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

علماء دیوبند کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''فرمایا کہ عربستان میں سلسلہ چشتیہ زیادہ تر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت پھیلا ہے جو چشتی صابری ہیں۔ آپ کا اصل وطن ہندوستان میں مقام پانی پت ہے لیکن انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے آپ ہجرت کر کے مکہ معظّمہ میں کہ جائے امن وحصن حصین ہے قیام پذیر ہوگئے۔ انکے ساتھ مولوی رحمت اللہ رحمہ اللہ بھی تھے جو بہت بڑے عالم تھے اور اب فوت ہوگئے ہیں لیکن حاجی امداد اللہ صاحب جو بہت کامل بزرگ ہیں، زندہ ہیں اس کے بعد فرمایا دیوبند، دہلی، سہارنپور گنگوہ کے اکثر جید علماء حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید ہیں''۔

(بحوالہ: اشارات فریدی مقابلیس المجالس۔ ص: 352 تا 351۔ ناشران و تاجران کتب الفیصل غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

نوٹ: حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ مرشد ہیں مولوی عبدالسمیع رام پوری مصنف انوار ساطعہ مصدقہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ اور مرشد ہیں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے گویا حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مرشد بھائی پیر بھائی ہوئے۔

دوسری بات یہ مشترکہ پیر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر دار العلوم دیوبند جاری ہوا۔

تیسری بات یہ ہے کہ مقابیس المجالس جو کہ ملفوظات ہیں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر علمائے دیوبند سے محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔

☆ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے مقابیس المجالس ص 173 میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا۔

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا مقام

”تمام اکابر دیوبند میں سے مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ سخت متبع تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کے بعد ان کے تمام مریدین اور خلفاء کے ہندوستان میں سرپرست اور سربراہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مانے جاتے ہیں۔ آپ پر اگرچہ شریعت کے معاملہ میں سخت احتیاط کا پہلو غالب تھا۔ الخ۔ (بحوالہ: مقابیس المجالس۔ ص:173)

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کے مرشد اور علمائے دیوبند کا مقام

سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا تھا:

”اگر حق تعالیٰ مجھ سے دریافت کرے گا کہ امداد اللہ کیا لے کر آیا ہے تو میں ”مولوی رشید احمد“ اور ”مولوی محمد قاسم نانوتوی“ کو پیش کر دوں گا کہ یہ لے کر حاضر ہوا ہوں“۔

(تذکرۃ الرشید۔ منقول عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علماء دیوبند۔ ص:109 مولف: ابوطلحہ محمد اظہار الحسن محمود، ناشر: مکتبہ الحسن 33 حق سٹریٹ اردو بازار لاہور)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا ہدایت نامہ

1297ھ میں قاسم العلوم حضرت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مسترشدین کے نام ایک ہدایت نامہ جاری فرمایا۔ حضرت حاجی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر گرامی دارالاہتمام دارالعلوم دیوبند میں محفوظ ہے۔

ہدایت نامے کا متن

’’بعد حمد وصلوۃ کے فقیر اللہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ ان کی خدمت میں جو صاحب اس فقیر سے علاقہ محبت اور ارادت اور قربت رکھتے ہیں خواہ قربت حسی ہو یا نسبی عرض ہے کہ مدرسہ عربیہ دیوبند جو اس وقت میں اپنی خوبی سے نہایت رونق اور شہرت پر ہے فقیر کو اس سے ایک علاقہ خاص بلکہ یہ مدرسہ اپنا ہی مدرسہ سمجھتا ہے اس جہت سے سب صاحب اس مدرسہ کو اپنا ہی مدرسہ سمجھیں اور جو کچھ اعانت اس مدرسہ کی اپنی ذات سے ہو سکے یا سعی اور سفارش سے ممکن ہو اس میں ہمیشہ ساعی رہیں اور نگرانی اس مدرسہ کی اپنے ذمہ ضروری سمجھیں۔ کیونکہ اس آخری زمانے میں جو مقبولیت بارگاہ الٰہی میں کارخانہ علم کو ہے اور امر کو نہیں اور سب صاحب اس مدرسہ کے باب میں بلکہ ہر امر میں متفق و یکدل و یکجہت ہو کر ہمت فرمائیں کیونکہ اتفاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مقبول اور ہر کام میں موجب انجام نیک ہے‘‘۔

(بحوالہ: تاریخ دارالعلوم دیوبند از سید محبوب رضوی جلد اول ص:192)

حضرت پیر گولڑوی رحمہ اللہ کے مرشد کی دارالعلوم دیوبند کیلئے دعائیں

حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد عبدالسمیع رامپوری رحمہ اللہ مصنف انوار ساطعہ، حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے مرشد کی دارالعلوم دیوبند کے حق میں دعائیں۔ از مرتب!

’’1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اکابر علماء دیوبند نے اچھی طرح محسوس کرلیا کہ اب فرنگی قوت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کھلی جنگ میں اس کا مقابلہ مشکل ہے تو انہوں نے زیر زمین کام کا فیصلہ کرلیا۔ دارالعلوم دیوبند کا قیام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ قیام دارالعلوم دیوبند 1280ھ کے بعد حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ جب حج

بیت اللہ کے لئے مکہ معظّمہ حاضر ہوئے تو وہاں سیدنا حاجی امداداللہ رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ ہم نے دیو بند میں ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس کیلئے دعا فرمایئے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلچسپ انداز میں فرمایا: سبحان اللہ! آپ فرماتے ہیں ہم نے مدرسہ قائم کیا ہے یہ خبر نہیں کہ کتنی پیشانیاں اوقات سحر میں سر بسجود ہوکر گڑ گڑاتی رہیں کہ خداوند ہندوستان میں بقائے اسلام اور تحفظ اسلام کا کوئی ذریعہ پیدا کر۔

یہ مدرسہ انہی سحر گاہی دعاؤں کا ثمر ہے۔ دیو بند کی قسمت ہے کہ اس دولت گرانقدر کو یہ سرزمین لے اڑی۔'' (بحوالہ: علمائے حق جلد اول ص:71)

حضرت حکیم سید برکات احمد رحمہ اللہ کے مرشد کی کرامت

''حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد رحمہ اللہ اور مولانا یار محمد بندیالوی رحمہ اللہ کے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی عظیم کرامت''۔

''مولانا ولایت حسین جو فرزند ہیں مولانا محمد حسین صاحب الہٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کرتے ہیں کہ ایک حکیم صاحب جو اعلیٰحضرت حاجی امداداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید انبالہ کے رہنے والے بندہ کے ساتھ سفر حج میں شریک تھے۔ فرمایا جس زمانے میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیل خانہ میں تھے اعلیٰحضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن فرمانے لگے کہ میاں کچھ سنا کیا مولوی رشید احمد کو پھانسی کا حکم ہوگیا؟ خدام نے عرض کیا کہ حضرت کچھ پتہ نہیں ابھی تو کوئی خبر نہیں آئی۔ فرمایا ہاں حکم ہوگیا۔ چلو یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ برسات کا زمانہ تھا مغرب کے بعد اعلیٰحضرت (حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ) اور میں غالباً مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ غرض تین آدمی چلے شہر سے باہر نکل کر تھوڑی دور جا کر اعلیٰحضرت گھاس کے قدرتی سبز مخملی فرش پر بیٹھ گئے اور کچھ دیر سکوت فرما کر

گردن اوپر اٹھائی اور فرمایا چلو مولوی رشید احمد رحمہ اللہ کو کوئی پھانسی نہیں دے سکتا خدا تعالیٰ کو ابھی ان سے بہت کام لینا ہے چند روز بعد اس کا ظہور ہوگیا‘‘۔ **والحمدللہ علی ذالک**۔ (بحوالہ: امدادالمشتاق ص 172 تذکرۃ الرشید، ص: 85)

ooo

کتاب ’’مقابیس المجالس‘‘ میں احترام کی مٹھاس

حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف رحمہ اللہ اور مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ رسالت میں بلند درجہ پر فائز۔

ایک اور رویاء صادقہ میں میر عبدالجمیل صاحب نے جج محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دو اور بزرگ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو نہایت بلند درجہ پر فائز دیکھ کر جج صاحب سے جب یہ پوچھا کہ یہ دونوں حضرات کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ فیصلہ مقدمہ بہاولپور میں میرے معاون ہیں۔

میر صاحب کا خیال ہے کہ وہ حضرات مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفیق کار ہیں۔ وہ مولانا انور شاہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ایک دن جوش میں آ کر کمرہ عدالت میں قادیانیوں سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میں اللہ کے فضل سے ابھی تم کو مرزا قادیانی دوزخ میں جلتا ہوا دکھا سکتا ہوں یہ للکار سن کر حاضرین کانپ رہے تھے اور کسی قادیانی کو مزید کلام کی جرأت نہ ہوئی۔

(بحوالہ: اشارات فریدی مقابیس المجالس: ص 54 ملفوظات حضرت خواجہ غلام فریدؒ)

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات کتاب مقابیس المجالس سے نقل کیے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں ان کے اور بھی خلفاء بہت ہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی محمد

قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولوی محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم حضرت حاجی امداد صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کا مقام پیدائش ممکن ہے بقول حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ پانی پت ہو لیکن بعد میں آپ تھانہ بھون میں رہتے تھے جو سہارنپور کے قریب ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔

وصال شیخ کے بعد آپ حضرت شیخ میاں جی نور محمد جھنجھانوی قدس سرہ کے ہاتھ پر مرید ہونے سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہو گئے۔ اگرچہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہیں لیکن دراصل یہ دارالعلوم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ کے حکم پر جاری ہوا۔

ہندوستان سے ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ 1857ء کی جنگ آزادی میں آپ نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند فرمایا اور فوج تیار کر کے ان کے خلاف لڑتے رہے اور کئی مقامات پر فتح بھی حاصل کی۔ ان تمام معرکوں میں سے شاملی کی جنگ زیادہ مشہور ہے جہاں آپ کی فوج نے انگریزی فوج پر فتح حاصل کی تھی لیکن بالآخر انگریز غالب آ گئے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے لیکن مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ گرفتار ہو گئے تھے اور کافی عرصہ جیل خانے میں رہنے کے بعد رہا ہوئے۔ جس جہاز میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سفر کر رہے تھے اس کا افسر ایک جرمن افسر تھا جس کا نام مولٹکے تھا۔ جب اس نے ٹکٹ طلب کئے تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مٹی کے ڈھیلے جو استنجاء کی خاطر رکھتے تھے نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیئے اس کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ڈھیلے سونا بن گئے۔

یہ کرامت دیکھ کر وہ افسر مسلمان ہو گیا اور جدہ پہنچ کر استعفیٰ دے دیا اور حضرت

شیخ کے مریدین میں شامل ہوگیا اور بڑے مراتب کو پہنچا۔ انہوں نے مکہ معظّمہ میں ایک مشک خرید لی تھی جب دو آنے رقم جمع ہوجاتی تھی تو مشک رکھ کر یاد خدا میں مشغول ہوجاتے تھے۔

حاجی صاحب قدس سرہ کی کرامات دیکھ کر شریف حسین والی حجاز آپ کا بڑا معتقد ہوگیا تھا اسی طرح خدیو مصر کا پیر جب مکہ معظّمہ آیا تو حاجی صاحب کی عظمت ولایت دیکھ کر نہ صرف خود مرید ہوا بلکہ اپنے تمام مریدین کو بھی حکم دیا کہ آج سے تم سب حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے حتیٰ کہ مصر جا کر اس نے خدیو مصر کو حکم دیا کہ تم بھی غیبی طور پر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرلو۔ خدیو مصر کے پیر کی بدولت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ امدادیہ بلاد عرب میں بہت پھیلا۔

ان کے علاوہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت بھی سلسلہ چشتیہ عربستان میں پھیلا۔ یہی وجہ ہے کہ عرب شریف میں فرید اور صابر نام کثرت سے رکھے جاتے ہیں۔ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کو بھی سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بمقام مکہ معظّمہ ملی۔

(بحوالہ: مقابیس المجالس۔ ص:352 تا 353 ملفوظات حضرت خواجہ غلام فریدؒ)

اسی صفحہ کے حاشیہ پر محشی نے لکھا ہے

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم علماء دیوبند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی حضرات ان کو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں۔

ooo

کتاب ''ھوالمعظم'' میں وسیع النظری کی بہترین مثال

حضرت ثالث خواجہ غلام سدید الدین مرولوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھا ہے کہ دورہ حدیث شریف ایک سال کی مدت میں حضرت مولانا سلطان محمود صاحب پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ حضرت مولانا صاحب پیر انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس تھے اور دارالعلوم دیوبند میں ذہین ترین طالب علم شاہ صاحب اور دوسرے نمبر پر مولانا پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ شمار ہوتے تھے۔ حضرت مولانا صاحب نے شاہ صاحب کی ذہانت کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔

کہ دوران درس ایک مرتبہ ہمارے استاد تقریر کررہے تھے اور اس موضوع پر بطور خاص میری معلومات کا پورے دیوبند میں چرچا تھا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس موضوع پر چنداں شہرت نہ تھی۔ چنانچہ استاد صاحب نے اپنی تقریر درمیان میں روک کر شاگردوں سے رائے طلب کی۔

مولانا پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں جی میں خوش بہت ہوا کہ آج پیر انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں بہت بہتر تقریر کروں گا۔ چنانچہ میں نے عرض کیا کہ پہلے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دلائل بیان کرلیں تو بعد میں عرض کروں گا استاد صاحب کے حکم سے شاہ صاحب نے تقریر شروع کی۔ مولانا پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے ذخیرہ علمی میں جو سب سے قوی اور قیمتی دلیل تھی جس کے بارے میں مجھے ناز تھا کہ میری ہی ذہنی فتوحات کی وہاں تک رسائی ہے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریر کا آغاز اسی خاص دلیل سے کیا اور پھر آئندہ ہر دلیل اس سے بڑھ چڑھ کر پیش کی۔

مولانا پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا اور میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تبحر سے مبہوت ہوکر رہ گیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ خزانہ قدوس کے لدنی سرچشمہ تک شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذہنی رابطہ ہے ورنہ کسب و

کوشش سے اس مقام ارفع تک رسائی ممکن نہیں۔

خواجہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ نے کسی بادشاہ کے بارے میں لکھا تھا اور وہ مصرعہ حضرت کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اس طرح چسپاں ہوتا ہے جیسے درحقیقت انہی کیلئے سات صدی قبل لکھا گیا ہو۔ (ھوالمعظم، ص:261 تا262)

دیوبندی وبریلوی دونوں سنی وحنفی ہیں

خانقاہ مرولہ شریف کے صاحبزادہ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ دیوبندی، بریلوی دونوں سنی اور حنفی ہیں۔ (بحوالہ: ھوالمعظم ص:43)

ooo

کتاب ''سیرت امیر الملت'' میں باہم محبت کی خوشبو

حضرت شیخ الہند رحمہ سے سجادہ نشین کی عقیدت

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ کے خلف اکبر درگاہ کے سجادہ نشین اور پیر حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ نے دورہ حدیث مدرسہ امینیہ اور دستار بندی شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے کرائی۔

سجادہ نشین اول حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت پیر سید محمد حسین صاحب رحمہ اللہ کے سفر دہلی کے عنوان سے صاحب کتاب لکھتے ہیں:

''امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درس نظامی کی تمام اعلیٰ کتابیں۔

(۱)۔ تفسیر (۲)۔ حدیث (۳)۔ فقہ (۴)۔ ادب (۵)۔ فلسفہ وغیرہ

کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھیں۔ حضرت سراج الملت رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ سے پڑھی

ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ سے پڑھا ہیں۔

(سیرت امیر الملت۔ص:673)

اس کتاب کے مصنف جناب الحاج حافظ صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ نبیرہ رحمہ اللہ حضرت امیر الملت (سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ) قبلہ عالم، سن اشاعت بار پنجم ذیقعدہ 1424ھ ہیں ملنے کا پتہ دربار شریف علی پور سیداں ضلع نارووال۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا تبرک اب تک محفوظ

''مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورحدیث ختم کیا، تو دستار بندی کیلئے حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تعریف فرمائی آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے اور آپ کیلئے دعا کی۔ یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے''۔(بحوالہ: سیرت امیر الملت۔ص:673)

علماء دیوبند کی درس گاہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرتے رہے

''آپ سہارنپور گئے اور حضرت مولانا مولوی مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی خدمت میں علوم دین کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی مولانا موصوف اپنے وقت کے فاضل ترین استاد اور عالم شمار کئے جاتے تھے۔

(سیرت امیر الملت پیر جماعت علی شاہ۔ص:59)

دیوبندی خدارسیدہ عالم دین

’’حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے شوق و ذوق کا یہ عالم تھا کہ آپ تحصیل علم میں بدستور سابق سرگرم تھے۔ چنانچہ سہارنپور سے آپ نے لکھنؤ کا سفر کیا اور حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسلک دیوبند ناظم ندوۃ العلماء کا تلمذ اختیار کیا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب خدارسیدہ عالم تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم کے محرم اور شب زندہ بزرگ تھے آپ نے بیک وقت لائق و فائق شاگرد کے مراتب کو پہچانا بفخر و مسرت حلقہ شاگردان میں شامل کیا اور بہت کم مدت میں علوم ظاہر و باطن کی تکمیل فرمائی۔

(بحوالہ: تذکرہ مظہر مسعود۔ ص:60)

حاصل کلام: حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمہ اللہ دیوبندی
ظاہری و باطنی علوم کے ماہر تھے اور شب زندہ بزرگ یعنی ولی
کامل اور نور فراست کے حامل تھے۔ ازمرتب!

علماء دیوبند عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑے ہو کر گلے لگایا۔

’’ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا علامہ مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی جلسہ میں شرکت کیلئے آئے تھے۔ انہوں نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اہل لاہور میرے درپے آزار ہیں ایسا کیوں ہے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا مولوی صاحب!

لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں یہی میرا عقیدہ ہے، کیا میں گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں؟

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ (پیر جماعت علی شاہ) کھڑے ہوگئے اور آپ نے علامہ صاحب یعنی حضرت عثمانی رحمہ اللہ کو گلے لگایا اور فرمایا آپ میرے بھائی ہیں۔ جلسے میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ:

علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ میرے بھائی ہیں خبردار ان سے کوئی گستاخی نہیں ہوئی میرے سامنے انہوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کردی ہے مولوی صاحب حضرت کے اخلاق کریمانہ سے بہت خوش ہوئے۔

(بحوالہ: سیرت امیر الملت۔ص:145)

ooo

کتاب ''تذکرہ مسعود'' اور بھائی چارگی کا سبق

تقسیم ہند کے بعد بھی فقاہت وخطابت وسیاست وغیرہ سب ہی میں کوئی نہ کوئی ممتاز شخصیت دہلی میں موجود تھی مگر رفتہ رفتہ صرف انیس سال کے مختصر عرصہ میں مجلس سونی ہوگئی کس کس کا نام لیا جائے۔

مولوی سید احمد، خواجہ حسن نظامی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا مفتی کفایت اللہ، مولوی حفظ الرحمان، مولوی احمد سعید، مولوی حبیب الرحمان مولانا عبدالغفار، مولانا عبدالسلام نیازی رحمہم اللہ تعالیٰ الخ

؎

یاران رفتہ ہم سے منہ اپنا چھپا گئے　　　معلوم بھی ہوا نہ کدھر کارواں گیا

(تذکرہ مسعود۔ص:19 مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی اشاعت اول 1969ء)

اعلیٰ حضرت شاہ محمد مسعود بریلوی رحمہ اللہ اور اُلفت ومحبت کا سبق

اعلیٰ حضرت کا سلسلہ حدیث دو واسطوں سے شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ 1176ھ تک پہنچتا ہے۔(از تذکرہ مظہر مسعود۔ص:17)

تعارف: آپ کے اساتذہ گرامی میں مولانا قطب الدین خاں رحمہ اللہ 1872ء

اور مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (1320ھ 1902/ء) قابل ذکر ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے اساتذہ گرامی نواب قطب الدین خان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولوی نذیر حسین رحمہ اللہ (اہل حدیث) اپنے عہد کے جید علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ ان دونوں حضرات کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۳۲۹ھ کے نامور نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۲ء سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ (ازتذکرہ مظہر مسعود۔ص:17)

حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور و معروف شیخ طریقت اور صاحب کشف بزرگ تھے ترکھان (دہلی) کے قریب خانقاہ مظہریہ سعیدیہ میں مستقلا اقامت گزیں تھے یہ وہی خانقاہ ہے۔ جہاں شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث دیا کرتے تھے اور بانی مدرسہ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب کا شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ یہ دونوں حضرات اس خانقاہ کا اس قدر احترام کرتے کہ جب کبھی تشریف لاتے تو جوتیاں گلی میں اتار کر خانقاہ میں داخل ہوتے حالانکہ خانقاہ کے اندر عام طور سے لوگ جوتیاں لے جاتے ہیں اور مسجد و درگاہ کے قریب اتارتے ہیں مگر یہ حضرات (نانا توی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) احترام و تکریم میں سب سے پر سبقت لے گئے۔ (بحوالہ: تذکرہ مسعود۔ص:449)

نوٹ: ۔ حضرت شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ کا پورا نام حضرت شاہ محی الدین عبداللہ ابوالخیر تھا۔

مولانا عبدالسلام نیازی رحمہ اللہ

حضرت مولانا عبدالسلام نیازی رحمہ اللہ دیوبند کے فارغ التحصیل اور بریلی کے نیازیہ سلسلہ میں بیعت تھے، بریلویت دیوبندیت پر غالب تھی۔ (ازتذکرہ مسعود ص:453)

دیوبندیت اور بریلویت میں ایک دوسرے کا پورا پورا احترام

پروفیسر محمد مسعود احمد بریلوی جو کہ مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہؒ کے بیٹے ہیں لکھتے ہیں:

مفتی محمد کفایت اللہ مرحوم کا شمار ہندوستان کے مشہور علماء وفقہاء میں ہوتا تھا۔ موصوف دیوبندی مسلک فکر سے تعلق رکھتے تھے مگر تشدد وتعصب سے کوسوں دور ایک عرصہ سیاست میں بھی شریک رہے مگر بعد میں اپنا دامن الگ کرلیا۔ فتویٰ نویسی میں حضرت قبلہ قدس سرہ اور حضرت مفتی صاحب اپنے اپنے حلقہ اثر میں اپنی نظیر آپ تھے۔ دونوں حضرات میں بڑی مماثلات تھیں۔ اسماء گرامی کی مماثلت علمیت وتفقہہ کی مماثلت تحریر کی پاکیزگی اور رعنائی میں مماثلت قناعت پسندی اور توکل میں مماثلت اسی لئے دونوں ایک دوسرے کا پورا پورا احترام کرتے تھے۔

(بحوالہ: تذکرہ مظہر مسعود۔ ص: 461 از پروفیسر مسعود احمد بریلوی)

مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ خوبیوں کا پیکر

جناب ارتضیٰ حسین المعروف ملا واحدی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مفتی (کفایت اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قریب سے دیکھا ہے انہوں نے اپنے تاثرات اس طرح قلمبند کئے ہیں:

مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ میرے پڑوسی رہے اور ان کے دہلی تشریف لانے کے بعد سے 1947ء تک میں نے انہیں مسلسل دیکھا اور قریب سے دیکھا علم کی جگہ علم، فراست کی جگہ فراست اور توکل، قناعت، سادگی وضعداری، پابندی سنت کونسی خوبی ہے جو مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ میں نہ تھی۔

(از تذکرہ مظہر مسعود۔ ص: 461 از پروفیسر مسعود احمد)

مدرسہ امینیہ اور علمی ودینی خدمات

مدرسہ امینیہ نے علم دین کی بڑی خدمت کی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ پاک وہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ فارغ التحصیل طلبہ بھی آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ اس سے مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبحر علمی اور تدریسی صلاحیت کا علم ہوتا ہے۔ (بحوالہ: تذکرہ مظہر مسعود۔ ص: 462)

مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ سلف صالحین کی یادگار

اس میں شک نہیں کہ مفتی (کفایت اللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین کی یادگار تھے چند سال ہوئے کہ دہلی میں مفتی صاحب کا وصال ہو گیا مزار مبارک درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ مہرولی میں مغربی دروازے کے باہر واقع ہے۔ (تذکرہ مظہر مسعود۔ ص:463)

مفتی مظہر اللہ رحمہ اللہ اور بانی تبلیغی جماعت کے تعلقات

مولانا (الیاس رحمہ اللہ) کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ ہندوستان کی مشہور تبلیغی جماعت کے بانی مبانی ہیں اس جماعت کا مرکز بستی نظام الدین (نئی دہلی) میں تھا اور اب بھی وہی ہیں۔ مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ وہیں اقامت گزیں تھے۔ مولانا مسجد فتح پوری میں گاہے گاہے تشریف لاتے تھے اور حضرت (مفتی مظہر اللہ رحمہ اللہ) سے بھی ملاقات فرماتے، مولانا حضرت قبلہ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔

(تذکرہ مظہر مسعود۔ ص:463)

حضرت قبلہ بھی جب کبھی بستی نظام الدین تشریف لے جاتے تو گاہے گاہے مولانا کے ہاں بھی تشریف لے جاتے خصوصاً علالت کے زمانہ میں عیادت کیلئے ضرور تشریف لے جاتے۔ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا محمد یوسف مرحوم ان کے جانشین ہوئے وہ بھی حضرت کا پورا پورا احترام کرتے تھے چند سال ہوئے وہ بھی انتقال فرما چکے۔ (تذکرہ مظہر مسعود۔ ص:463)

۱۔ مفتی مظہر اللہ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جایا کرتے تھے۔

۲۔ اور حضرت مولانا الیاس صاحب کو ’’رحمۃ اللہ علیہ‘‘ بھی لکھا مذکورہ بالاعبارت میں بریلوی مسلک کے مفتی اعظم جناب مظہر اللہ رحمہ اللہ جو کہ والد ہیں پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمہ اللہ اور وہ سوانح نگار ہیں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ کہ یہ

فرمارہے ہیں کہ مفتی مظہر اللہ دہلوی رحمہ اللہ حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کیلئے ضرور تشریف لے جایا کرتے تھے ان سے تعلقات اسلامی پیار و محبت کا ثبوت ملتا ہے۔ (اکابر دیوبند کیا تھے ص ۷۵)

جنگ آزادی میں علماء دیوبندی کی قربانیاں

☆ مولانا حفظ الرحمٰن رحمہ اللہ جامع صفات متبحر عالم بے باک خطیب و مقرر اور سیاست کے مرد میدان تھے ان کی علمیت کا اندازہ ان کی تصانیف سے لگایا جاسکتا ہے جو مختلف موضوعات مثلاً قرآنیات، اخلاقیات معاشیات وغیرہ پر شائع ہوچکی ہیں۔ وہ ایک عرصہ جمعیت العلماء ہند سے متعلق رہے۔ کانگریس کے ہمنوا تھے مگر جب وقت آتا تو حق بات کہنے سے نہیں چوکتے تھے۔ 1947ء کے فسادات کے دوران انہوں نے مسلمانان دہلی کی جو خدمت کی وہ نا قابل فراموش ہے۔ فسادات نے مسلمانوں کیلئے دہلی کو تنگ تاریک کر کے رکھ دیا تھا، ہر شخص موت کا منتظر معلوم ہوتا تھا، انہی ایام میں مولانا کے بعض ہندو دوستوں نے مشورہ دیا کہ وہ دہلی سے 9 میل دور اوکھلہ مسلمانوں کو لے کر چل نکلیں۔ وہاں کیمپ لگادیئے جائیں گے اور تمام آسائش فراہم کردی جائیں گی۔ مولانا یہ سن کر جلال میں آگئے اور فرمایا وطن عزیز کی آزادی کی کوشش اس لئے نہیں کی تھی کہ ہم کسی کیمپ میں جاکر پناہ لیں۔ ہم اپنے مکانوں اور محلوں میں رہیں گے اور صبر و استقامت سے اس بغاوت کا مقابلہ کرتے ہوئے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شہید ہوجائیں گے۔

(بحوالہ: تذکرہ مظہر مسعود۔ ص:463 تا 464)

☆ مولانا حفظ الرحمٰن رحمہ اللہ جیسے ہمدرد اور دردمند انسان کی مسلمانان ہند کو سخت ضرورت تھی لیکن مشیت ایزدی یہی تھی کہ مرض سرطان میں مبتلا ہوکر ہند کو چھوڑ کر مولانا سے جاملیں۔ 1382ھ 1962ء کو مولانا کا دہلی میں وصال ہوا۔

(تذکرہ مظہر مسعود۔ ص:464)

مفتی اعظم مولوی مظہر اللہ بریلوی مفتی کفایت اللہؒ کے گھر جا کر چار پائی بن آئے

’’حضرت مفتی مظہر اللہ رحمہ اللہ (حضرت مفتی) کفایت اللہ مرحوم کے گھر تشریف لے گئے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موصوف چار پائی بن رہے تھے۔ جلدی سے چار پائی پر چادر وغیرہ ڈال دی اور حضرت کو اندر بلا لیا۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت نے اندازہ لگایا اور مفتی صاحب سے فرمایا آیئے جو کام باقی رہ گیا ہے وہ بھی پورا کر لیں اور باتیں بھی کرتے جائیں۔ مفتی صاحب مرحوم نے کچھ تکلف کیا پھر تعجب سے پوچھا کیا چار پائی بنا آپ کو بھی آتا ہے؟ پھر دونوں حضرات مل کر بننے لگے حضرت نے ایک خوبصورت ڈیزائن ڈال دیا۔ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے۔ (بحوالہ: تذکرہ مظہر مسعود۔ ص:184)

ooo

کتاب ’’جمال کرم‘‘ میں باہم نفرتوں سے دوریاں

مولانا محمد قاسم بالاکوٹی رحمہ اللہ کا مدرسہ امینیہ سے تعلق

(مولانا محمد قاسم بالاکوٹی جو کہ استاد ہیں پیر کرم شاہ بھیروی رحمہ اللہ کے ان کے متعلق لکھا ہے کہ) ’’درس نظامی کی تکمیل کے بعد دہلی میں مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہجہان پوری کے پاس دار العلوم امینیۃ میں دورہ حدیث شریف پڑھا اور ساتھ ہی تجوید و قرأت میں کمال حاصل کیا‘‘۔ (حوالہ مذکورہ بالہ۔ ص:287)

☆ (مولانا محمد قاسم بالاکوٹی جو استاد تھے پیر کرم شاہ بھیرہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان کے متعلق لکھا ہے:) ’’فراغت کے بعد دو سال تک دار العلوم امینیۃ دہلی میں معاون مفتی کے فرائض سر انجام دیئے۔ دہلی ہی سے مولانا صاحب رحمہ اللہ حضرت بھیروی رحمہ اللہ کی وساطت سے دربار عالیہ حضرت امیر السالکین رحمۃ اللہ علیہ پر بطور مدرس کام شروع کیا اور بعض دوسرے طلباء کے علاوہ حضرت ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ

(پیر کرم شاہ) کو کتابیں پڑھائیں۔ (جمال کرم۔ جلد اول۔ ص:287)

مولانا غلام محمود صاحب (پپلانوی) رحمہ اللہ اور رواداری کا سبق

مولانا غلام محمود (پپلانوی) رحمہ اللہ نے اپنے آبائی گاؤں میں ہی حافظ محمد مرزا سے قرآن حکیم حفظ کیا فارسی، صرف، نحو اور عروض وقوافی کی بعض کتب مولانا سلطان محمود صاحب بندیالوی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ نحو کی تکمیل حضرت مولانا فیض محمد شاہ جمالی رحمہ اللہ کے پاس کی بعض کتابیں جامعہ نعمانیہ لاہور میں حضرت غلام احمد صاحب حافظ آبادی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ ریاضی کا علم مولانا لطف اللہ علی گڑھ رحمہ اللہ سے حاصل کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث کر کے موضع چکی شیخ ضلع کیمبل پور، بھیرہ شریف ضلع سرگودھا کے علاوہ مختلف مقامات میں مسند تدریس پر فائز رہے اور بالآخر پپلاں ضلع میانوالی میں دارالعلوم محمودیہ کے نام سے ادارہ قائم کر کے علوم دینیۃ کی ترویج واشاعت کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ (بحوالہ: جمال کرم۔ ج:ا۔ ص:292)

☆ یہی مولانا غلام محمود صاحب رحمہ اللہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا نام یوں لیتے ہیں: حضرت استاذ مولانا محمود الحسن دیوبندی (رحمہ اللہ) (نجم الرحمان ص 102)

☆ طرفین سے افراط وتفریط کے مظاہرے شروع ہوئے۔ ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کی تکفیر پر کمر باندھ لی۔ ''انا مری ء من ھذا کلہ لانی الزمت علی عدم التکفیر احدا کمامر'' (نجم الرحمان۔ ص:47)

پیر مہر علی شاہ صاحب اور باہمی رواداری

پیر کرم شاہ بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حافظ احمد، صاحب رحمہ اللہ ''تحذیر القرآن'' کی عدم تکفیر کے متعلق اپنے مرشد رحمہ اللہ کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تحذیر الناس والی عبادت کے بارے میں ضیاء الامت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے موقف پر عمل کیا''۔ (جمال کرم ج ا۔ ص:۶۹۶۔ بار اول ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

''ترجمان السنۃ'' اہم کتاب

کتاب ''جمال کرم'' میں چند ایک علماء کی اہم کتب کی فہرست دی گئی ہے اس میں دیوبند کے مشہور عالم دین مولانا بدر عالم صاحب رحمہ اللہ کی مشہور زمانہ کتاب ''ترجمان السنۃ'' کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

''احیاء العلوم، المنقذ من الضلاۃ لترجمہ عبد الرسول ارشد، ترجمان السنۃ بدر عالم''۔

(بحوالہ جمال کرم، جلد اول۔ ص579)

ooo

کتاب ''حیات مولانا حکیم سید برکات احمد'' اور رواداری کا درس

پیر کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ کا مشورہ تعلیم دیوبند میں حاصل کریں

جو اصحاب اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانا چاہیں ان کو چاہیے کہ وہ انہیں مدرسہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں یا کسی اور دینی درسگاہ، دہلی، سہارنپور، دیوبند، لکھنؤ میں بھیج کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ (بحوالہ: جمال کرم۔ ص: 71، جلد اول، از ہر مولف: پروفیسر حافظ احمد بخش بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد۔ ص: 38,37)

مولانا اسماعیل شہید رحمہ باتقویٰ بزرگ

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ اتقیائے اسلام میں تھے۔

''خیر آبادی درس کے اہل علم کی معاصرانہ چشمک مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے جاری تھی۔ یہ دونوں حضرات اتقیائے اسلام میں سے تھے دین کے دونوں فدائی (راہ فی) سبیل اللہ کے مجاہد تھے''۔

(بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد)

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا احترام

مولانا حکیم برکات احمد (صاحب رحمہ اللہ) مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ کے بیٹے (مولانا) عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کے با عتماد شاگرد تھے۔ شہیدین (یعنی حضرت شاہ اسماعیل رحمہ اللہ شہید اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ) کے مجاہدانہ کارناموں کیلئے تحسین عقیدت کے جذبات رکھتے تھے۔ خود آپ کے نانا شیخ ولی محمد پھلتی سید شہید رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء خاص میں سے تھے اور حادثہ شہادت کے بعد وہی امیر جماعت منتخب ہوئے تھے۔ حضرت شاہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ استاذ زادہ تھے۔ خانوادہ ولی اللہی کے چشم و چراغ تھے اس لئے مولانا فضل حق رحمہ اللہ سے لے کر مولانا برکات احمد رحمہ اللہ تک سب ارباب خیر آبادان کا احترام کرتے تھے۔

(بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد۔ ص: 121)

علماء دیوبند فروعاً و اصولاً احناف ہیں

علماء دیوبند سے آپ کے مراسم تھے، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد ماجد کے خواجہ تاش تھے مگر ذاتی مراسم سے قطع نظر علماء دیوبند کے متعلق آپ کی رائے یہ تھی کہ یہ حضرات فروعاً و اصولاً احناف اور مقلد مذہب سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (بحولہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد۔ ص: 121)

حضرت گنگوہی اور سہارنپوری رحمہا اللہ کا مقام

فن حدیث کے حنفی علماء میں اس فن (حدیث) کے اس زمانہ میں مرجع الکل رحلۃ الطلبہ کل دو حضرات تھے۔ ایک مولانا محمد علی صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ ناشر و محشی بخاری اور دوسرے مولانا رشید صاحب چشتی گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

(بحوالہ: مذکورہ ص: 88)

☆ مولانا ماجد علی سابق صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ اور حضرت مولانا حکیم برکات احمد صاحب رحمہ اللہ کی علم حدیث پڑھنے کی بے چینی علماء دیوبند کے پاس تھی۔ اس

کیلئے الفاظ نہیں بلکہ معانی وآثار حدیث کے طلبہ یا یوں کہیے کہ حلقہ بگوشان امام الائمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زیادہ تر ان ہی دو محدثوں میں سے کسی ایک کے پاس اس فن کی تکمیل و تحصیل کیلئے حاضر ہوئے تھے لیکن ان دونوں حضرات کا تعلق بھی جماعت علمائے دیوبند سے تھا۔ (بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد ص:38)

☆ (اہل علم) جانتے تھے کہ علم حدیث ان ہی لوگوں کی (یعنی علماء دیوبند) کی ملکیت ہے۔ (بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد ص:40)

☆ آخر میں ایک غیر معروف لیکن معتبر و مستند محدث مولانا قاضی ایوب صاحب پھلتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مولانا خیر آبادی رحمہ اللہ سے اجازت لے کر حاضر ہو گئے۔ قاضی صاحب کا بھی نسبی اور علمی تعلق دہلوی خاندان سے تھا۔ (بحوالہ: مذکورہ ص:40)

☆ مولانا حکیم سید برکات احمد رحمہ اللہ کے رفیق درس مولانا ماجد علی صاحب رحمہ اللہ اپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

”آپ کے رفیق درس (مولانا حکیم برکات احمد و مولانا ماجد علی رحمہما اللہ) نے تو ننگ و ناموس کو خیر آباد کہہ کر مآثر نبوت کے عشق گنگوہ کی راہ لی“۔

(بحوالہ: حیات مولانا حکیم برکات احمد۔ ص:40)

☆ مدرسہ خلیلیہ کے ایک فاضل کی ایک کتاب کے متعلق دو بڑے مدرسوں دیوبند اور ندوہ کے اکابر کی رائے آپ نے سن لی۔

(بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد۔ ص:110)

نوٹ:۔ ذہن میں رہے یہ مدرسہ خلیلیہ مولانا حکیم سید برکات احمد بریلوی رحمہ اللہ کا تھا۔

☆ مولوی عبدالحمید سعیدی رضوی رحیم یار خاں والے لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے مشہور فاضل ترین شاگرد (سوانح نگار) مولانا ظفر الدین

صاحب بہاری رحمہ اللہ بھی زمانہ طالب علمی میں کچھ عرصہ ان کے (مولوی محمد یاسین صاحب دیوبندی رحمہ اللہ) کے پاس پڑھتے رہے۔

(بحوالہ: کونڈوں کی شرع حیثیت ص28 جامع غوث اعظم وجامع سعیدیہ رحیم یار خاں، باردوم جون 2011ء ناظر کاظمی کتب خانہ سٹی پل رحیم یار خاں)

النبی الخاتم اور مولانا سید برکات احمد رحمہ اللہ کا تبصرہ

مولانا گیلانی رحمہ اللہ کی ایک خاص کتاب ''النبی الخاتم'' ہے جو سیرۃ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مختصر لیکن وزنی کتاب ہے اس کتاب کی زبان بھی بڑی نرالی اہل علم کا تاثر یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انجیل پڑھ رہا ہوں زبان کے علاوہ عام اور سادہ واقعات سے جس قسم کے اہم اور منطقی نتائج پیدا کئے گئے ہیں کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے کتاب مولانا کے حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی آئینہ دار ہے اور اس کو غیر معمولی قبول عام حاص ہوا ہے۔ ایک خاص واقعہ ضرور قابل ذکر ہے اس کتاب کی تالیف کے دوران ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار آراستہ ہے اور مولانا گیلانی رحمہ اللہ آپ کے قدموں میں لوٹ رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ان کو دیدار کی اجازت کیوں نہیں دی جھاتی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر دیدار کی اجازت دی گئی تو یہ تڑپ کر مر جائیں گے۔ (بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد۔ ص:110,111)

مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ مصنف النبی الخاتم نے ''سوانح قاسمی'' مولانا محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کی فرمائش پر مرتب کی تھی یہ تین ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ (حوالہ: مذکورہ۔ ص:102)

بعض اہل قلم نے مولانا مرحوم کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے تحصیل علم دار العلوم دیوبند میں کی تھی اور یہ کہ فضل وکمال انہیں دیوبند ہی میں حاصل ہوا تھا۔

(بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد ص:105,106)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی

مولانا فیض احمد اویسی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اہل سنت کے مشائخ علماء کے اسماء گرامی جنہیں حاجی صاحب (امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مرشد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی رحمہا اللہ) سے بیعت یا خلافت حاصل ہے۔

1۔ حضرت علامہ سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
2۔ حضرت علامہ محمد انوار اللہ حیدر آبادی اتالیق نواب دکن
3۔ حضرت مولانا حسین الہٰ آبادی رحمہ اللہ
4۔ حضرت مولانا عبد السمیع رحمہ اللہ مصنف انوار ساطعہ
5۔ حضرت مولانا سراج الدین گورداسپوری رحمہ اللہ
6۔ حضرت مولانا یار محمد بندیالوی رحمہ اللہ

اور مولانا حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد رحمہ اللہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ سے شرف بیعت خلافت حاصل کیا ان کے علاوہ اور بھی بکثرت علمائے اہل سنت آپ کے خلفائے مریدین میں سے ہیں۔

(بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد ص:116)

مولانا حکیم سید برکات احمد، حضرت گنگوہی رحمہا اللہ کے پیر بھائیؒ

حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد رحمہ اللہ نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت وخلافت حاصل کیا۔ 1325ھ 8 اگست 1928ء میں وفات پائی۔ (بحوالہ: حیات مولانا حکیم سید برکات احمد۔ ص:116)

حکیم دائم علی صاحب رحمہ اللہ حضرت سیدنا الامام مرشد العلماء حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہوئے اور عمر کا پچھلا حصہ انہوں نے صرف صوفیانہ مجاہدات باطنی ریاضات میں بسر کردیا۔ (حوالہ مذکورہ ص:25)

ooo

ہمارے اخبارات اور رواداری کا پیغام

(1) دیوبندی مکتبہ فکر کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے بہت دوستانہ مراسم تھے۔

(بحوالہ: نوائے وقت 5 جولائی 2000ء تحریر خواجہ طاہر محمود کوریجہ)

(2) یاد رفتگاں: ۔ سید محمد شاہ جہاں رحمہ اللہ کوٹ ادو والوں نے سند حدیث مشہور زمانہ دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ آپ نے سات سال سے کم عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔ دارالعلوم فیضیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں درس نظامی کی تکمیل کی اور سند حدیث مشہور زمانہ دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی۔ (امروز اخبار 10 اگست 1982ء)

(3) روزنامہ جنگ لاہور 1983ء میں ایک اشتہار ضرورت ہے کہ عنوان سے لگا دارالعلوم جامعہ محمدی شریف کیلئے چند قابل اور محنتی مدرسین فاضل دیوبند فاضل درس نظامی کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں مع تعلیمی کوائف و تجربہ 5 شوال 1403ھ تک جامع محمدی پہنچا دیں۔

پیر جماعت علی شاہ رحمہ اللہ اور فرقہ بندی سے نفرت

(4) پیر طریقت پیر جماعت علی شاہ اور خانقاہ شرقپور کے سجادہ نشین حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت کے رشتے میں منسلک تھے۔ ان کے کئی واقعات اس پر شاہد ہیں تفصیل کا محل نہیں۔ محض ایک واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وارادت کے باوصف پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ امینیہ میں داخل کرایا۔ فراغت کے بعد دستار بندی کی تقریب میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے طلبہ کو دستار فضیلت عنایت کی تو پیر صاحب نے اس دستار کو اپنی خانقاہ میں زیارت

کے لئے محفوظ کرلیا۔ (حوالہ مذکورہ، روزنامہ اسلام)

(5)۔ (حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ نے) دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف سے درس نظامی کی تکمیل کی اور سند حدیث مشہور زمانہ دار العلوم دیوبند سے حاصل کی۔ (بحوالہ: روزنامہ امروز اگست، 1982ء عنوان یادرفتگان مضمون سید محمد شاہجہان کوٹ ادو)

دیوبندی و بریلوی علماء کا آپس میں اتحاد

(6) مولانا ہدایت اللہ پسروری صاحب بریلوی ملتانی نے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب کی اقتداء میں نماز مغرب پڑھ رہے ہیں تصویر میں نمایاں نظر آرہے ہیں۔ (بحوالہ: روزنامہ ایکسپریس۔ 6 دسمبر 2004ء)

(7) حافظ حسین احمد صاحب رہنما جمعیت علماء اسلام اور مفتی ہدایت اللہ پسروری بریلوی صاحب ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اظہار یکجہتی کررہے ہیں۔ حوالہ مذکورہ بالا۔

دار العلوم دیوبند کی عظمت کا اقرار

(8) روزنامہ جنگ لاہور نے 19 جون 1988ء کی اشاعت کے پورے صفحہ پر ''منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس'' کا تعارف و پروگرام شائع کیا ہے اور اسکے آخر میں لکھا ہے کہ یہ ادارہ ملک گیر شہرت حاصل کرے گا اور شاید مصر کے الازہر اور بھارت کے دار العلوم دیوبند کی طرح عظیم ادارہ بن جائے گا۔

خطیب صاحب جامع مسجد بمبئی اور باہمی رواداری کا اعلان

(9)۔ الحمدلله نحمده ونستغفره ونتوب اليه نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهدالله فلامضل له و من يضلل الله فلاهادى له و الصلوة و السلام على سيدنا و حبيبنا و شفيعنا و مولانا محمد خاتم النبيين و على اله و اصحابه و من تبعهم باحسان الى يوم الدين۔

امابعد: ۔ چند روز پیشتر ایک اشتہار بعنوان ''بمبئی کے مقتدر و مشاہیر علماء کرام

اہلسنت دامت برکاتہم کا متفق علیہ فرمان واجب الاذعان'' مسلمانان اہلسنت بھوساری محلہ بمبئی نمبر 3 کی جانب سے شائع ہوا تھا۔ اسی اعلان پر دستخط کنندگان میں سے ایک (احقر العباد غلام محمد خطیب) بھی تھا۔ لہٰذا میں اس مضمون کے ذریعہ جمیع مسلمانان بمبئی کی خدمت میں بحضور قلب و بصدق لسان اعلان کرتا ہوں کہ فرمان موصوف پر دستخط کرنے سے پیشتر میں نے ان تصنیفات میں سے جن کا حوالہ اشتہار مذکور میں دیا گیا ہے کسی ایک کا بھی مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے اسماء سے بھی ناواقف تھا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ یا اعلیٰ سے اعلیٰ تصنیف پر اسے بغیر دیکھے بغیر پڑھے بے سمجھے بوجھے اس کی موافقت یا مخالفت میں حکم دینا یا اس کے متعلق دوسروں کے دیئے ہوئے فیصلہ کی تصدیق میں دستخط کرنا ایک ایسی غلطی ہے جس کا کسی ذی علم وفہم سے تو درکنار ایک عامی سے بھی اس کا وقوع بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں اس غلطی کا مرتکب ہوا۔ ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ''

فرمان موصوف پر میرے دستخط کی وقعت واہمیت میرے اس اعتراف خطا کے بعد کیا ہوسکتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے کسی شخص کی تقریر یا تحریر پر غائبانہ بلا تحقیق وبغیر مطالعہ کرنے اور سمجھنے کے کسی قوم کا حکم لگانا یا تصدیق کرنا جیسا کہ میں نے فرمان موصوف میں حوالہ دیئے گئے فتویٰ اور رسائل کے متعلق پیش کردہ فیصلوں کی تصدیق میں دستخط کرنے میں کیا ہے ایک اصولی غلطی جس کے اعتراف کرنے میں میری غرض یہ ہے کہ:

۱۔ میں جمیع مسلمانان بمبئی کو اعلان کردوں کہ فرمان موصوف پر میرا کیا ہوا اپنا دستخط بالکل مہمل بیکار اور بیوقت ہے۔

۲۔ برادران ملت وخواص وعوام مسلمین کی خدمت میں بادب التماس کرتا ہوں کہ آپ میں سے جس کسی نے میری طرح کسی شخص کے متعلق اس قسم کی خطا کا ارتکاب کیا ہو وہ بھی میری طرح اپنی خطا کا اعتراف کرلے کہ اعتراف جرم ورجوع الی الحق شیوۂ مسلم ہے۔

۳۔ یہ تحریر آئندہ مجھ جیسے ہر غافل کیلئے تازیانہ عبرت ہوتا کہ وہ اس طرح عجلت و پیشقدمی سے کام لے کر اپنے آپ کو ندامت و پشیمانی میں نہ ڈالے۔ ع

''من نکردم شاحذر بکنید''

اس اصولی غلطی کا احساس ہوتے ہی میں بہت نادم و پریشان ہوا اس کے بعد خلاصہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین مسمیٰ بہ فوائد فتاویٰ کا خلاصہ و دیگر علماء اہلسنت ہندو تصدیق حسام الحرمین کا جواز اول تا آخر الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ میں جمع ہیں بغور مطالعہ کیا فتاویٰ موصوفہ میں علماء دیوبند کی جن عبارتوں پر کفر و ارتداد کے فتوے دیئے گئے ہیں وہ عبارتیں چونکہ ان کی تصانیف کے مختلف مقامات سے لی گئی ہیں اور بلا ربط ماقبل و مابعد بغیر سیاق و سباق کے نقل کی گئی ہیں اس لئے بغرض تحقیق ان کتابوں کی اصل عبارتوں کو مسلسل پڑھا پھر اس رسالہ کا بھی مطالعہ کیا جو عربی میں المہند علی المفند والتصدیقات لدفع التلبیسات کے نام سے شائع ہو چکا ہے اور جس کے اردو ترجمہ کا حصہ مسمیٰ بہ عقائد علمائے دیوبند اور علمائے حرمین کی تصدیقات معہ فوائد مفیدہ اردو میں چھپ چکا ہے ان تمام کو بغور دیکھا۔

متذکرہ بالا فتاویٰ کتب و رسائل کو پڑھنے اور بقدر استطاعت و استعداد فہم و ادراک جو مجھے اللہ جل شانہ کی طرف سے مقسوم ہے حتی الامکان بخلوص دل امانت و دیانت داری سے مطالعہ کرنے کے بعد جن نتائج پر پہنچا ہوں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

''باعتبروا یا اولی الابصار''

۱۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب (گنگوہی) قدس سرہ العزیز ہرگز یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ اللہ واحد قدوس جل جلالہ معاذ اللہ جھوٹا ہے بلکہ خود حضرت موصوف ایسا عقیدہ رکھنے والے کو اسی طرح کافر و مرتد سمجھتے تھے جس طرح ہر کلمہ گو سمجھتا ہے۔

۲۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب (انبیٹھی) رحمۃ اللہ علیہ کا ہرگز یہ اعتقاد نہ تھا کہ ابلیس ملعون اور ملک الموت علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام معاذ اللہ حضور ما کان

وما یکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ وسیع علم ہے بلکہ آپ ایسے شخص کو جو شیطان علیہ اللعن یا کسی مخلوق کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ عالم قرار دینا اسی طرح کافر مرتد وملعون جانتے تھے جس طرح امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فرد جانتا ہے۔

۳۔ حضرت مولانا مولوی شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ حضور الخلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے پیارے رب تبارک وتعالیٰ نے غیبوں کا جو علم بخشا اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو بچوں پاگلوں سب جانوروں تمام چار پایوں کو حاصل ہے بلکہ آپ کا عقیدہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعلمیہ ہونے کے باب میں یہ ہے کہ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۴۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشا وکلا یہ عقیدہ نہ تھا کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جدید نبی کا پیدا ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں یعنی حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ آپ نے اپنی دقت نظر سے اپنے رسالہ تحذیر الناس میں ثابت کیا ہے کہ سرور عالم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے باعتبار زمانہ خاتم النبیین ہیں اسی طرح بالذات بھی خاتم النبیین ہیں۔

اسی سلسلہ میں قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقتدی علماء وارث الانبیاء والمرسلین حضرت مولانا شاہ کرامت علی صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ (مصنف کتاب مفتاح الجنہ) کی وہ عبارت بھی نظر سے گزری جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا شاہ اسماعیل کشمیری شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سنی حنفی ہیں۔ (ملاحظہ ہوں کتاب ذخیرہ کرامات مصنف مولانا شاہ کرامت علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 229,330)

نیز اعلیٰحضرت مرشد العرب والعجم مولانا المحترم الحاج حافظ امداد اللہ شاہ چشتی الفاروقی مہاجر مکی قدس سرہ العزیز کے والانامہ کی نقل بھی دیکھی جس میں اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۰ھ میں مکہ معظّمہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر کی جانب سے مشتہر کرادو کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ عالم ربانی و فاضل حقانی ہیں سلف وصالحین کے نمونہ ہیں جامع بین الشریعۃ والطریقۃ ہیں میں صاف کہتا ہوں کہ جوشخص مولوی صاحب کو برا کہتا ہے وہ میرا دل دکھاتا ہے میرے دو باز ہیں ایک مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم (نانوتوی) دوسرے مولوی رشید احمد صاحب (گنگوہی) ایک جو باقی ہے اسے بھی نظر لگاتے ہیں میرا اور مولوی صاحب کا عقیدہ ہے میں بھی بدعات کو برا سمجھتا ہوں جو مولوی صاحب کا امور دینیہ میں مخالف ہے وہ میرا مخالف ہے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخالف ہے۔۔الخ (الشہاب الثاقب)

نیز حضرت مولانا شاہ تجمل حسین صاحب بہاری خلیفہ حضرت قبلہ عالم مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کمالات رحمانی میں ص 123 پر لکھتے ہیں: اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو عقیدت وغلامی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (نانوتوی) سے تھی آپ (یعنی حضرت مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ) کو کشف سے معلوم ہوا کہ آپ نے حضرت مولانا یعنی (مولانا محمد قاسم) کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں ان کو ولایت ہوگئی اور مولانا رشید احمد صاحب (گنگوہی) قدس سرہ العزیز کی بھی تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک نور الٰہی ہے جس کو ولایت کہتے ہیں مولانا مونگیری (یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز مولانا گنج مرادآبادی رحمہ اللہ) نے بھی اسی روایت کی تصدیق کی۔

اخیر میں مشائخ علماء کرام کی شان میں کی ہوئی افسوسناک غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے فتویٰ کفر وارتداد وغیرھما جو اس بنیادی خطا کا نتیجہ تھے ان پر خدائے غفور ورحیم کی بارگاہ میں کی ہوئی توبہ کا اعلان کرتا ہوں اور آیہ قرآنی ''انما التوبۃ علی اللہ

للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فاؤلئک یتوب الله علیهم و کان الله علیما حکیما ''یعنی توبہ جس کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ توانہی کی ہے جو جہالت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر قریب ہی وقت میں توبہ کر لیتے ہیں سو ایسوں پر تو خدائے تعالیٰ توجہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اور حکمت والے ہیں کہ صدقے اور رجوع الی الحق کے وسیلہ سے اللہ جل شانہ کے لطف و کرم و عفو و مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔ و ما ذالک علی الله بعزیز۔

اعتراف خطا و توبہ ما ترتب علیہ کے اس اعلان کو رجوع الی الحق والصواب کے اس اسوہ حسنہ کو اور درس عبرت کے اس صحیفہ کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں '' ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولاتجعل فی قلوبنا غلاللذین امنوا ربنا ۔۔انک رؤف رحیم '' (یعنی اے ہمارے پروردگار عالم ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔

الراجی الی عفوہ الکریم
غلام محمد خطیب جامع مسجد بمبئی ۲۰ ربیع الاول ۵۴ھ
(از اخبار عقاب ہلال جدید بمبئی مورخہ ۲۷ جون ۱۹۵۳ء)

خطیب صاحب جامع مسجد بمبئی کا دوسرا اعلان

بعض ضدی اور ناحق کوش حضرات میرا توبہ نامہ مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۵ء کو دیکھ کر مجھ کو وہابی وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور میرے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ بتاتے ہیں اس لئے میری طرف سے اعلان ہے کہ میں سچا اور پکا سنی شافعی مذہب ہوں۔ جامع مسجد بمبئی کا امام وہابی نہیں رکھا جاتا۔ غلام محمد امام جامع مسجد بمبئی ۲۶ جولائی ۱۹۳۵ء)

(بحوالہ: اکابرین دیوبند کیا تھے؟۔ص 168)

ایڈیٹر روزنامہ سیاست اور باہم رواداری

(10)۔ دارالعلوم دیوبند کے بارے میں مولانا سید حبیب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹر روزنامہ سیاست لاہور کے تاثرات

جہاں تک تحفظ دین تردید مخالفین اور اصلاح مسلمین کا تعلق ہے، دارالعلوم دیوبند کے مدرسین و مبلغین کا حصہ سارے ہندوستان سے بڑھ چڑھ کر ہے مثال کے طور پر ان غیر محدود کوششوں کو ملاحظہ کر لیا جائے جو آریہ سماج نے اسلام کے خلاف کیں تو آپ کو روزِ روشن کی طرح نظر آجائے گا کہ ان مساعی کے مقابلہ میں سب سے زیادہ نمایاں طریق پر جو سینہ سپر ہوا وہ مدرسہ عالیہ دیوبند ہے اور دعویٰ سے کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں دین حنیف علوم عربیہ تفسیر حدیث اور فقہ کے چرچے بعونہ تعالیٰ بہت حد تک دیوبند کے وجود مسعود کی وجہ سے قائم ہیں۔

(روزنامہ سیاست لاہور ۲۷ جون ۱۹۲۷ء از ماہنامہ الرشید لاہور کا دارالعلوم دیوبند نمبر صفحہ حرف ش مقدمہ، فروری مارچ ۱۹۷۶ء) (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص:29)

اعلیحضرت کا حکیم الامت رحمہ اللہ کی اقتداء میں نماز پڑھنا

(11) حضرت محترم انور صدیقی بریلوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

فروعی اختلافات سے قطع نظر معاصر علماء کے احترام میں یکتا تھے اور ہمعصر بھی ان کی عزت و توقیر کو اہمیت دیتے تھے ایک مرتبہ آپ اپنے ہمعصر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان تھے۔ دونوں نے بوقت نماز ایک دوسرے کی امامت میں اللہ کے حضور حاضری پر زور دیا بالآخر آپ کی خواہش پر مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امامت فرمائی اور آپ نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

(روزنامہ امت کراچی پیر 26 صفر 1435ھ۔ 30 دسمبر 2013ء۔ ص:4 عنوان افغان زادہ۔۔۔ بریلی شہزادہ)

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ اور اتفاق واتحاد کی ضرورت

(12) حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ گئے، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا پھر چار پانچ منٹ تک خاموش رہے پھر فرمایا میں خداوند کریم کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا کیا۔ اس کے بعد میاں صاحب رحمہ اللہ نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر علمائے دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈیں۔

آپ (حضرت شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ) نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ میرے پاس محفوظ ہے۔ میاں صاحب رحمہ اللہ نے دو کپڑے کرتہ، تہبند، شاید پگڑی بھی پورا یاد نہیں اور پانچ روپے کرتے کی جیب میں ڈال کر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہدیۃً پیش کئے اور ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرنے کیلئے بہ نفس نفیس موٹروں کے اڈا تک تشریف لائے۔

(بحوالہ: روزنامہ نوائے وقت لاہور 15 جنوری 1976ء منقول علمائے دیوبند اور مشائخ پنجاب۔ ص: 49 تا 50، از مولانا محمد عبداللہ)

ooo

متفرق اکابرین کے رواداری پر (77) اہم واقعات

مولانا توکلی رحمۃ اللہ علیہ کی رواداری

1۔(رواداری کی مہکتی کلی) مولانا توکلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اکابرین میں ہوتا ہے اور ''تذکرہ اکابر اہلسنت'' میں مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے ان کو اپنے اکابرین میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے مشائخ نقشبندیہ کے حالات پر ایک کتاب لکھی۔ اسی کتاب میں اپنے شیخ سائیں انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''حضرت مخدومنا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بر سبیل تذکرہ عاجز سے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی رحمہ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دوڑے کہ جلد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے جہاں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا''۔

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا فیض احمد اویسی راپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

''ہر ولی کے قدم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہوتے ہیں اور میرا قدم میرے جد مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم اٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپ کے نشان مبارک پر رکھا''۔

(تحقیق الاکابر فی الشیخ عبدالقادر: ص ۲۱، مکتبہ اویسیہ بہاولپور)

حضرت انبالوی رحمہ اللہ کی علمائے دیوبند کے بارے میں بشارت

2۔(رواداری کی مہکتی کلی) حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی مؤلف کتاب ''انوار العاشقین'' فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عارف باللہ شیخ توکل شاہ صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے عاجز سے فرمایا

تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں۔ مولانا محمد قاسم (نانوتوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ) تو جہاں پایہ مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور کے پاس پہنچو چنانچہ میں آگے ہوگیا۔

(منقول از انوار العاشقین ص 88، شائع کردہ مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن بار اول، مطبوعہ عثمان پریس حیدرآباد دکن)۔ (تذکرہ نقشبندیہ: ص 527، مشتاق بک کارنر لاہور)

قارئین محترم! ایک ولی کامل کے خواب سے حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فنافی اللہ اور فنافی الرسول یعنی کہ ''اطیعوا اللہ واطیعو الرسول'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مقام اعلیٰ پر فائض ہونے کا واضح ثبوت ہے کیونکہ حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پڑھیے۔

عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشطين لا يتمثل فی صورتی۔ (مشکوٰۃ شریف 394 ترجمہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے مجھ ہی کو دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری شکل بن کر نہیں آسکتا۔

عن ابی قتادة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من رانی فقد رای الحق۔ (مشکوٰۃ شریف 394)

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے مجھے دیکھا پس تحقیق اس نے حق دیکھا، یعنی کہ صحیح دیکھا۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من رانی فی المنام فسيرانی فی اليقظة و لا يتمثل الشيطان بی۔ (مشکوٰۃ شریف ص 394)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب بیداری میں مجھے دیکھ لے گا اور شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا یعنی کہ نہ خواب میں اور نہ بیداری میں۔ (بحوالہ: فیضانِ دیوبند۔ ص: 326-327)

چراغ گولڑہ پیر نصیر الدین رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

"میں نے کہا کہ ہمارے حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کسی کلمہ گو کو کافر یا مشرک کہنے کے حق میں نہیں تھے اور نہ کبھی آپ نے کسی دیوبندی کو کافر یا مشرک قرار دیا"۔ (راہ و رسم منزل ہا۔ ص: ۲۶۶۔ مہریہ نصیریہ پبلشرز ۲۰۰۶)

ooo

خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کا احترام

3۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی صاحبؒ لکھتے ہیں:

"میں نے "" کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا رحمہ اللہ کا دماغ پہنچا وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا"۔ (ڈھول کی آواز: ص ۱۱۶، ثنائی پریس سرگودھا)

خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس موقف کی تصدیق میں حاجی محمد مرید احمد چشتی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"حضور شیخ الاسلام سیالوی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ کسی دیوبندی مولوی کے سامنے مولوی محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی کتاب تحذ الناس کے بارے میں چند الفاظ فرمائے، اسے خانوادہ دیوبند نے بڑے پیمانے پر شائع کیا"۔

(فوز المقال: ج ۳، ص ۵۵۳، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ)

ooo

خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ کا علمائے دیو بند سے تعلق

4۔ (رواداری کی مہکتی کلی) ”مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ بھی حاجی صاحب کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہم ...... اگر چہ دار العلوم دیو بند کے بانی صبانی مولانا قاسم نانا توی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہیں۔ دراصل یہ دار العلوم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہ کے حکم پر جاری ہوا۔

اس ملفوظ پر مندرجہ ذیل حاشیہ لکھا گیا ہے:

”حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہم علمائے دیو بند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی حضرات غلط فہمی سے ان کو وہابی کہتے ہیں“۔

ooo

مولانا فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اور باہمی محبت

5۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مورخ ملت مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمہ اللہ نے مولانا فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ کا تفصیلی تذکرہ اپنی کتاب ”تذکرہ اکابر اہلسنت“ کے صفحہ ۳۹۱، ۳۹۲ پر کیا ہے ایک معروف کتاب ”حدائق الحنفیہ“ کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ

”حدائق الحنفیہ (حنفی علماء کا تذکرہ) وغیرہ وغیرہ اس کتاب کو سب سے زیادہ شہرت ملی“۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت: ص ۳۹۲ ی کتب خانہ)

اس ”حدائق الحنفیہ“ میں مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کن الفاظ میں ملتا ہے۔

”مولانا محمد قاسم بن شیخ اسد علی بن غلام بن محمد بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی

بن عبدالسمیع بن مولوی ہاشم، نانا توی ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ نام تاریخی آپ کا خورشید حسین ہے۔ علامہ عصر، نہامہ دہر، فاضل متبحر، مناظر، مباحث، حسن التقریر، ذہین، معقولات کے گویا پتلے تھے۔ آپ لڑکپن سے ہی ذہین، طباع، بلند ہمت، تیز و وسیع حوصلہ، جفاکش جری تھے۔ مکتب میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کرلیا۔ آپ کا خط اس وقت بھی سب لڑکوں سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کئے عربی آپ کو شیخ نہال احمد نے شروع کروائی۔ پھر آپ سہارنپور میں اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور وہاں مولوی محمد نواز رحمہ اللہ سے کچھ فارسی اور عربی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۶۰ھ میں مولوی مملوک علی صاحب رحمہ اللہ کے پاس دہلی میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث کو حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھا جب تحصیل سے فارغ ہوئے تو چندے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی میں مدرس رہے۔ پھر مطبع احمد میں تصیح کتب پر مقرر ہو گئے اور تحشیہ و تصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔ آپ کا قول ہے کہ بایام طالب علمی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ سے ہزاروں نہریں نکل کر جاری ہورہی ہیں جناب والد صاحب سے ذکر کیا تو فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بہ کثرت جاری ہوگا۔ ۱۲۷۷ھ میں پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی میں واپس آکر تدریس وتفسیر علوم میں مشغول ہوئے سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے اور اس طرح کے مضامین بیان فرماتے کہ نہ کسی نے سنے نہ کسی نے سمجھے اور عجائب و غرائب تحقیقات ہر فن میں کرتے جس سے تطبیق اختلاف اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہوجاتی تھی۔ پادری تاراچند کو آپ نے مباحثہ میں ساکت کیا۔ ۱۲۹۳ھ میں چاندپور ضلع شاہجہانپور میں جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے عالم وہاں جمع ہوئے تھے آپ نے ابطال تثلیث وشرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف وموافق مان گئے۔ ۱۲۹۴ھ میں پھر اس میلہ میں پنڈت دیانند

سرسوتی کے ساتھ گفتگو کی اور بحث وجود اور توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا پھر عیسائیوں سے تحریف میں گفتگو ہوئی اور عیسائی ایسے بے سروپا بھاگے کہ ٹھکانہ نا معلوم ہوا حتیٰ کہ اپنی بعض کتابیں بھی بھول گئے۔ ان مباحثوں کا حال آپ نے ایک رسالے میں مرتب کیا اور اس کا نام "حجۃ الاسلام" رکھا۔ اسی سال آپ حج کو تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو تپ میں مبتلا ہو کر کسی قدر عرصہ تک بیمار رہے۔ اسی عرصے میں دیاند سرسوتی نے پھر مسلمانوں کے مذہب استقبال قبلہ پر اعتراض کرنا شروع کیا جس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ قبلہ نما تصنیف کیا۔ یوم پنجشنبہ ظہر کے وقت ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ میں ذات الجنب اور تپ کے عارضہ سے وفات پائی اور قصبہ نانوتہ میں دفن کئے گئے۔ مباحث روشن نفس آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ سے مولوی محمد حسن دیوبندی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی اور مولوی احمد حسن امروہی رحمہم اللہ وغیرہم نے پڑھا"۔

(حدائق الحنفیہ: ص۴۹۱ تا ۴۹۳، نولکشور پریس ماہ۱ اکتوبر ۱۹۰۶ مطابق شعبان ۱۳۴۴)

اس کتاب کے مقدمے میں حضرت مؤلف وجہ تالیف لکھتے ہیں کہ:

"میں مفتقر الی الصمد فقیر محمد چنوں بن حافظ محمد سفارش مرحوم مدت سے اس زمانہ کے اکثر مقلدین کو جو اپنے آپ کو ہمچو ر دیگرے نیست سمجھتے ہیں اپنی جہالت سے علمائے کرام خصوصاً فقہاء، عظام حنفیہ رحمہم اللہ کی تحقیر و توہین کرتے دیکھا اور ان کے حق میں طرح طرح کے طعن علمی کرتے سنتا تھا اور تعجب سے کہتا تھا کہ الٰہی ان لوگوں کی عقل و سمجھ پر کیا تپ پڑ گئے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنی عمدہ تصانیف و توالیف کے ذریعہ سے علم شریعت کو اطراف و اکناف عالم میں پھیلایا اور محض جن کے طفیل سے علم رسالت پناہی ان تک پہنچا انہیں پھر یہ تھل کے پتلے اپنی سوفہمی سے بے علمی و بے بضاعتی علوم قرآن وحدیث کا دھبہ لگاتے ہیں"۔

اور چاہتا تھا کہ فقہاء عظام و علمائے کرام حنفیہ کے تراجم و حالات میں ایک مفصل

کتاب لکھوں اور ان کے مدح و مراتب علوم حدیث و فقہ وغیرہ کو جو اس وقت علماء و فضلاء کو انکا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہوا مع سلسلہ سند تلمیذ و روایت و تاریخ ولادت و وفات وغیرہ حالات کے ایسی خوبی وخوش اسلوبی سے معرض تحریر میں لاؤں جس کو دیکھ کر یہ بے ادب و گستاخ خود بخود منفعل و شرمسار ہو جائیں"۔ (حدائق الحنفیہ ص ۳۲)

ooo

حضرت مولانا گنج مرادآبادی اور علمائے دیوبند کی محبت

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمہ اللہ جنہیں دیوبندی و بریلوی حضرات اپنے اکابرین میں سے مانتے ہیں اور آپ کو مولانا احمد رضا خان صاحب رحمہ اللہ کے دوستوں میں شمار کرتے ہیں۔ از مرتب!

6۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کے خلیفہ شاہ تجمل حسین صاحب بہاری رحمہ اللہ اپنی کتاب "کمالات رحمانی" میں لکھتے ہیں کہ:

"اب جو بیعت کا (ارادہ ہوا) کہ مجھ کو عقیدت اور غلامی مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ (یعنی حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب رحمہ اللہ) کو کشف سے معلوم ہوا آپ نے حضرت مولانا (یعنی محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ) کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں ان کو ولایت ہوگئی"۔

(فیصلہ خصومات از محکمہ دار القضات ص ۳۶، مکتبہ امداد الغرباسہارنپور بار دوم)

ooo

مولانا برکات احمد صاحب اور علمائے دیوبند کا احترام

7۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا برکات احمد صاحب رحمہ اللہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ "والد ماجد (مولانا حکیم دائم علی رحمہ اللہ) مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ کے

خواجہ تاش تھے اس لئے ایک بار مجھے ان سے ملانے کیلئے دیوبند لے گئے تھے جب ہم پہنچے تو مولانا رحمہ اللہ چھت کی مسجد میں سو رہے تھے مگر اس حالت میں بھی ان کا قلب ذاکر تھا اور ذکر بالجہر کر رہا تھا“۔

(حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد سیرت اور علوم، ص:۱۸۶ برکات اکیڈمی ۱۹۹۳)

ooo

مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کا مقام

8۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا حکیم محمود احمد برکاتی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

”مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ نے ایک استفتا جس میں پوچھا گیا تھا کہ شاہ اسمٰعیل شہید، مولانا محمد قاسم، مولانا رشید احمد رحمہم اللہ کافر ہیں؟

تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ یہ حضرات مسلمان اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں۔“

(۲۷، براۃ الابرار) (مولانا حکیم سید برکات احمد سیرت اور علوم، ص: ۱۸۵ برکات اکیڈمی کراچی ۱۹۹۳)

ooo

مولانا غلام محی الدین رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کے حق میں رحمت کی دعا

9۔ (رواداری کی مہکتی کلی) استاذ العلماء، علامہ سید غلام محی الدین شاہ سلطان پوری شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی اپنی کتاب میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا نام لکھتے ہیں: ”مولوی محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ“۔

(دعوت الحق فی الجواب معیار الحق، ص:۱۱۔ رضا پبلشرز ۱۹۹۶)

ooo

ذاکر حسن بریلوی صاحب اور مسلک مخالف کا احترام

10۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا ناتوتوی رحمہ اللہ کی تکفیر کے مسئلہ میں مولانا نقی علی خان صاحب رحمہ اللہ نے احتیاط سے کام لیا اور مولانا نانوتوی کی تکفیر نہیں کی۔

اس کا ثبوت مفتی حافظ آنولوی رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل تحریر سے ہوتا ہے۔

مولوی صاحب **ممدوح** کو کسی کی تکفیر مشتہر کرنے سے کیا غرض تھی۔ نہ آپ کی یہ عادت، مسائل جو ہر کے واسطے سے آتے ہیں جواب علیحدہ لکھ دیتے ہیں کسی کی تحریر سے تعرض نہیں کرتے''۔ (مولانا نقی علی خان، ص ۱۱۰۔ ادارہ تحقیقات امام رضا کراچی)

ooo

مولانا نذیر احمد رامپوری رحمہ اللہ اور آپس کا پیار

11۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا نذیر صاحب رامپوری رحمہ اللہ نے کتاب بوارق لامعہ لکھی ہے اور انوار ساطعہ پر ان کی تقریظ بھی موجود ہے آپ نے بھی حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرحوم یعنی خدا کی رحمت کا امیدوار اور علوم دین کا ناشر تسلیم کیا ہے۔ (البوارق اللامعہ ص ۲۴ مطبع پر سادت واقعہ بمبئی)

ooo

مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیو بند اکابر کا احترام

12۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں: ''**مولوی محمد قاسم النانوتوی هو فاضل کامل مستعد جید... ناتوتة بلدة من اضلاع** سهارنسفور و مدفنه فی بلدة دیو بند فرحمه اللّٰہ''۔ (مقدمہ عمدۃ الرعایہ ص ۲۹)

ooo

عالی جناب مرزا آفتاب بیگ چشتی نظامی اور آپس کی بھائی چارگی

13۔ (رواداری کی مہکتی کلی) تحفۃ الابرار نامی کتاب پر لکھا ہے کہ ترتیب و مقدمہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ایم اے۔

اس کتاب میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کچھ یوں پیار بھرے انداز

میں کیا گیا ہے۔ حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

مقام ولادت: نانوتہ، ہندوستان
مقام مزار شریف: دیوبند، ضلع سہارنپور
حوالہ کتب: انوار العارفین

آپ رؤسائے شیوخ صدیقی قصبہ نانوتہ کے ہیں آپ کو اجازت ہر چہار طریقہ معروف کی حضرت حاجی محمد امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور حدیث کی سند حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی۔ محققانہ و عارفانہ کلام حقائق و معارف میں آپ کا تھا، اثبات وجودی میں رطب اللسان تھے۔ توحید وشہودی سے بھی انکار نہیں رکھتے تھے۔ (تحفۃ الابرار۔ ص: ۴۴۷ مکتبہ نبویہ گنج روڈ لاہور)

ooo

پیر کرم شاہ ازہری رحمہ اللہ اور اخلاص کی مٹھاس

آپ کا شمار اکابرین میں ہوتا ہے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

14۔ (**رواداری کی مہکتی کلی**) ''حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف مسمیٰ یہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور وتحمل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف وسرور حاصل ہوا علمائے حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلاما متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسان، حیطہ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شیرہ چشموں کیلئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے''۔

(خط پیر کرم شاہ صاحب)

آپ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

''یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے

ہیں کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے''۔ (تحذیر الناس میری نظر میں۔ص:۵۸ ضیاء القرآن پبلشرز)

ooo

علمائے فرنگی محل کی باہمی رواداریاں

15۔(رواداری کی مہکتی کلی) مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں اکابرین میں شمار کیا گیا ہے خاص کر ہندوستان میں خوشتر نورانی صاحب کا رسالہ ''جام نور'' تو آپ کو اپنے قائدین میں شمار کرتا ہے۔

مولانا عبدالباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اکابر فرنگی محل کا موقف ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

''ہمارے اکابر نے اعیان علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے کو حقوق اہل اسلام کے ہیں ان کو ان سے کبھی محروم نہیں رکھا مولوی قاسم صاحب رحمہ اللہ کے نام کے خط وکتابیں ہمارے پاس موجود ہیں''۔

(الطاری الداری حصہ دوم۔ص:۱۶ حسنی پریس بریلی)

وضاحت:۔ معلوم ہوا کہ مولانا عبدالباری رحمہ اللہ اور ان کا خاندان علمائے دیوبند رحمہم اللہ کو مسلمان سمجھتے تھے اور اس کی وجہ بھی لکھ دی کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے خاندان کے دیرینہ تعلقات تھے اور خط وکتابت بھی ہوتی تھی انہیں خطوط کو پڑھ کر مولانا عبدالباری صاحب رحمہ اللہ نے یہ اصولی موقف اپنایا۔

ooo

مولانا خلیل خان برکاتی رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند کا احترام

مولانا خلیل خان برکاتی رحمہ اللہ علمائے دیوبند کے بارے میں کشادہ سینہ رکھتے تھے آپ علمائے دیوبند کی تکفیر کے سخت خلاف

تھے۔ ازمرتب!

16۔ (رواداری کی مہکتی کلی) آپ فرماتے ہیں کہ

’’فقیر کا موقف بفضلہٖ تعالیٰ بعد تحقیق صحیح کے اکابر علماء دیوبند یعنی مولوی اشرف علی صاحب مرحوم، مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کے بارے میں یہ ہے کہ فقیر ان کو کافر و مرتد کہنے کے سخت خلاف ہے کیونکہ امر محقق یہی ہے پھر یوم قیامت کے ہولناک حالات کا اندیشہ اور اپنے دین و ایمان کا تحفظ اور حساب کے دن کی سہولت اسی میں ہے احادیث صحیحہ میں فرمادیا گیا ہے کہ اس نشان کی زد میں دو میں سے ضرور آئے گا یا وہ جس کو کہا گیا یا جس نے کہا‘‘۔ (انکشاف حق۔ ص:۱۱۴۔ ۱۱۵)

اسی طرح حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کی توضیح میں لکھتے ہیں کہ:

’’ان تصریحات کے بعد کون مسلمان بانصاف یہ کہے گا کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی نہیں اس کی تو وہ خود صاف صاف تصریح فرما رہے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے بلکہ اس میں تامل کرے وہ بھی کافر ہے‘‘۔

(انکشاف حق۔ ص:۱۱۴۔ ۱۱۵)

ooo

حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحبؒ اور تعظیم کا گلدستہ

حضرت مولانا پیر ضیاء الدین شاہ صاحب رحمہ اللہ گدی نشین خانقاہ سیال شریف کی علمائے دیوبند کیساتھ تحمل کی حلاوت، اتفاق کی مٹھاس کو ملاحظہ فرمائیں۔ یہ حضرات سمجھتے تھے کہ اتحاد اور اخوت میں کیا طاقت ہے۔ ازمرتب!

17۔ (رواداری کی مہکتی کلی) پنجاب کے معروف بزرگ اور خانقاہ سیال شریف کے سجادہ نشین مولانا خواجہ محمد ضیاء الدین رحمہ اللہ تحریک ترک موالات میں حضرت شیخ

الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہم نوا ہو کر حصول آزادی کیلئے میدان عمل میں آ گئے تھے۔ رجب 1339ھ میں سیال شریف کے عرس کے موقع پر مریدین ومعتقدین کے مجمع میں تحریری بیان میں یوں گویا ہوتے ہیں۔

میں نے اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو جتانے کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ میں جمعیت علماء ہند کے فتوے (ترک موالات) کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں اور اس پر کاربند ہوں اور آشناؤں کو بھی اس کی ترغیب دیتا ہوں۔ (امر بالمعروف ص:۹)

ooo

حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ اور دیوبندیوں کا احترام

18۔ **(رواداری کی مہکتی کلی)** حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللسان ہوئے۔ نور الایضاح کا پورا واقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ مصر تشریف لے گئے اور ایک کتب خانہ میں نور الایضاح کا قلمی نسخہ دیکھا اور پھر یہاں ہندوستان آ کر اپنے حافظے سے اس کو من وعن نقل کر کے شائع کرا دیا۔ حضرت خواجہ (قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ) نے فرمایا مولانا انور شاہ صاحب کا حافظہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔

(بحوالہ، علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب۔ ص:30، مصنف مولانا محمد عبداللہ بھکر)

ooo

صاحبزادہ پیر جماعت علی شاہ علی پوریؒ کا علمائے دیوبند کو کلمات خیر سے یاد کرنا

19۔ **(رواداری کی مہکتی کلی)** خطیب مسجد قادری صاحب کا بیان ہے کہ

مولانا سید محمد اسلم فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت ثانی صاحب علی پوری (یعنی صاحبزادہ پیر جماعت علی شاہ رحمہ اللہ) بزرگان دیوبند کو کلمات خیر سے یاد کیا کرتے اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی تو وہ بہت تعریف

فرماتے تھے۔ (از حکایات مہر و وفا، ص:27، از سید نفیس شاہ صاحب)

ooo

پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کا علمائے دیوبند سے تعلق

20۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اللہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اکثر و بیشتر ہوتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت خواجہ اللہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر عرض کیا حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دیوبندی علماء سے فارغ التحصیل ہیں اس لئے اب وہ مولویوں کی طرح قادیانیوں سے الجھ رہے ہیں ورنہ اولیاء کو مناظروں سے کیا واسطہ ہے۔ حضرت خواجہ اللہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان باتوں کا ذکر تونسہ شریف عرس کے موقع پر حضرت خواجہ دین محمد المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور کہا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی تونسہ شریف حاضر نہیں ہوتے۔

(بحوالہ: سیرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، ص:107 تالیف مولانا محمد حسیب القادری، ناشر اکبر بک سیلرز لاہور زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور)

ooo

مولانا پیر محمد چشتی چترالوی رحمہ اللہ اور احترام علمائے دیوبند

پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا پیر محمد چشتی چترالوی رحمہ اللہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

21۔ (رواداری کی مہکتی کلی) ''ہم تسلیم کرتے ہیں کہ'' اکفار الملحدین'' کے مصنف ایک سنجیدہ عالم دین اور علمی شخصیت تھے۔ جس نے اسلامی جذبہ کے تحت ایک حقیقی ملحد و مرتد کے خلاف اسلامی دنیا میں بیداری لانے کی غرض سے یہ کتاب یعنی اکفار الملحدین لکھی تھی۔ جو تقاضا وقت کے مطابق مفید تھی''۔

(بحوالہ: اصول تکفیر، ص:23 مصنف مولانا پیر محمد چشتی چترالوی رحمہ اللہ، اشاعت دوم 2010ء)

ooo

حضرت شرقپوری رحمہ اللہ کی حضرت کشمیری رحمہ اللہ سے عقیدت

23۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حکیم محمد اسحاق صاحب مزنگ والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ حکیم صاحب اور ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق دیوبند گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت شرقپور سے تشریف لائے ہیں تو بے ساختہ فرمایا وہ جہاں اللہ کا شیر رہتا ہے۔ تمنا ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف نیاز حاصل کروں۔ چنانچہ وہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کیلئے شرقپور تشریف لائے اور بوقت روانگی حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے پیٹھ پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش فرمائی اور خوشی خوشی رخصت ہوئے۔

(بحوالہ: معدن کرم مشتمل براحوال و آثار کرمانوالے، ص: 137 مؤلف: محمد اکرام عبدالعلیم قریشی، نیا ایڈیشن 14 ذوالحج 1419ھ)

نوٹ:۔ حضرت مولانا سید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دو مرتبہ رحمۃ اللہ علیہ لکھنا اور وفد بھیجنا دارالعلوم دیوبند میں اور حضرت کی خواہش کی تکمیل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شرقپور جانا اور خوش خوش واپس شرقپور سے بھیجنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء سے ان حضرات کو قلبی محبت تھی۔

دیوبند میں چار نوری وجود کا اعتراف

24۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا مولانا انور علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر

مدرس دیو بند ہمراہ مولانا احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب کو بڑی ارادت کے ساتھ ملے، آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود سوار کرانے کیلئے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں، آپ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعدازاں آپ نے بندہ سے فرمایا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم ہوکر اور پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ دیو بند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(بحوالہ: خزینہ معرفت ص:384 باب نمبر 13، مرتب صوفی محمد ابراہیم صاحب، معدن کرم ص:137 ناشر کرمانوالہ بک شاہ)

ooo

مولانا آل مصطفیٰ مصباحی اور علمائے دیو بند کا مقام

25۔ **(رواداری کی مہکتی کلی)** بہار کے ایک ذی استعداد عالم جو دیو بند میں مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی متعدد کتابیں پڑھ چکے تھے۔ دورہ حدیث کے بعد منظر اسلام بریلی شریف آ کر حضرت صدر الشریعۃ رحمہ اللہ (امجد علی) سے حدیث کی کتابیں پڑھنے لگے، ایک بار ان کے ساتھیوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور منظر اسلام کے شیخ الحدیث میں کیا فرق نظر آیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

کہ حضرت صدر الشریعۃ شروح وحواشی کا بالکل مطالعہ نہیں فرماتے اس کے باوجود ہم نے ان کو تفہیم مطلب اور ازالہ شکوک وشبہات میں مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ سے کسی حیثیت میں کم نہیں پایا۔

(بحوالہ: سوانح صدر الشریعۃ ص:71 مصنف مولانا آل مصطفی مصباحی، ناشر: مکتبہ رضویہ آرام باغ روڈ کراچی نمبر 1)

وضاحت: منظر اسلام مدرسہ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مدرسہ ہے

ooo

سجادہ نشین سیال شریف کا دار العلوم دیوبند میں استقبال

26۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمہ اللہ مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف خلافت عثمانی کے حق میں ایک مرکز پر جمع کرنے میں کوشاں تھے۔ آپ دار العلوم دیوبند بھی تشریف لے گئے مولانا پیر انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت شیخ الحدیث تھے، حضرت سیالوی رحمہ اللہ کی آمد پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گھنٹی بجوا کر طلباء میں چھٹی کا اعلان کیا تا کہ استقبال میں وہ بھی شریک ہو سکیں۔

حضرت کو بیٹھنے کیلئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند پیش کی حضرت احتراماً اس پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے سامنے مودبانہ طور سے دوزانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے پھر شاہ صاحب رحمہ اللہ نے حضرت سے تلقین وارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی پھر آپ نے دار العلوم کیلئے دوصد روپے 200 کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے دعا کی درخواست کی، آپ نے دار العلوم دیوبند اور تمام عالم اسلام کی کامرانی کیلئے دعا فرمائی۔ ادھر دوسری طرف اکابرین دیوبند عام طور سے صاحب نسبت تھے، چشتیہ صابریہ سلسلہ میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحب ارشاد تھے۔ پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ اخوت ومودت فی مابین استوار تھا۔

(بحوالہ: ھو المعظم ص:40 تا 41 تالیف صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی)

دارالعلوم دیوبند کی علمی خدمات کو خراج عقیدت

27۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت مولانا ذاکر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ خواجہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند کی علمی اور مجاہدانہ خدمات کو دلی خراج عقیدت پیش فرمایا اور فرمایا تھا کہ میں نے صحیح حنفیت یہاں دیکھی ہے۔

(تذکرہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ، ص 11)

مولانا ذاکر صاحب بھی فاضل دیوبند تھے اور مزے کی بات یہ ہے کہ ایک صاحب کہتے ہیں میں (بندہ مختار عمر) ادارے (جامعہ محمدی) میں حضرت مولانا ذاکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا چند افراد اور بھی حاضر تھے صبح دس گیارہ بجے دن کا وقت تھا تبلیغی جماعت کے چند افراد بستر اٹھائے جامع کی مسجد کے شمال والے دروازے سے داخل ہو رہے تھے حضرت مولانا کی نگاہ جب ان پر پڑی تو خوشگوار موڈ میں زیر لب مسکراتے ہوئے فرمایا جس شخص نے چلتے پھرتے فرشتے دیکھنے ہوں وہ ان لوگوں کو دیکھ لے۔ (تذکرہ مولانا ذاکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ص:27)

ooo

الحب للہ کی پانچ نشانیاں...... ہمارے لیے سبق

28۔ (رواداری کی مہکتی کلی) ایک اشتہار جو جھنگ سے شائع ہوا

ا۔ خواجہ ضیاء الدین صاحب رحمہ اللہ کے والد گرامی خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ مولانا محمد ذاکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ محمد جھنگ والے فرماتے ہیں کہ:

”کہ علماء دیوبند حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح پیروکار ہیں“

(بحوالہ: الجامعہ۔ ص:۱۱ دسمبر 1972ء)

۲۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو ہر مسئلہ کو شرعی نقطہ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے۔ (از مہر منیر۔ ص:265 سوانح حیات پیر مہر علی شاہ)

۳۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سنی عالم تھے۔

(انوار رسالت۔ ص:209۔ مصنف: حاجی اللہ ودھایا خلیفہ جناب پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

۴۔ علماء دیوبند کے خلاف جو فتویٰ ہے اس میں شرعی احتیاط نہیں ہے۔

(از مقالات یوم رضا۔ ص:20، مرتبہ قاضی عبدالنبی کوکب بریلوی)

۵۔ جہاں ہمارا امیدوار کھڑا نہ ہو وہاں جمعیت علماء اسلام کی حمایت کی جائے کیونکہ یہ اسلامی ذہن رکھنے والے ہیں۔

(از جمعیت علماء پاکستان مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ گروپ کا اعلان نوائے وقت:16 ستمبر 1979ء)

ooo

دیگر محبت بھری اداؤں کے انداز

29۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت شاہ اسماعیل شہید کے ارشادات ص40 پر ایک جگہ یوں لکھا ہے مولانا اسماعیل شہید مرحوم ص 71۔

☆ دوسری جگہ یوں لکھا ہے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم، یہ حضرت میرے استاد صاحب حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب توکلی کے بھی استاد اور تمام علماء دیوبند کے استادوں کے استاد تھے۔ (ص76)

☆ تیسری جگہ لکھتے ہیں: حضرت مولانا گنگوہی مرحوم دیوبندی حضرات کیلئے واجب التعظیم بزرگ ہیں اور میرے تفسیر وحدیث وتوضیح وتلویح وغیرہ معقول ومنقول کے استاد حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب مرحوم توکلی اور امروہی کے پیر بھی ہیں اور استاد بھی ہیں یعنی مولانا رشید احمد گنگوی مرحوم۔ (تقویۃ الایمان ص99)

ooo

علمائے دیوبند کے خلاف کام کرنا......!

30۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا عبدالحق خیر آبادی رحمہ اللہ صاحبزادہ مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ نے علماء دیوبند کے خلاف کام کرنے والوں کو ''خبطی'' قرار دیا ہے۔

(بحوالہ: انوار رضا۔ ص:363 تاریخ اشاعت دسمبر 2000ء ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ooo

کتاب فضائل حج سے تعلق

31۔ (رواداری کی مہکتی کلی) پیر کرماں والی سرکار کے مرید و خلفاء کا تلاوت قرآن کے بعد فضائل حج تالیف مولانا الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھنا

ایک دن صبح کے وقت تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ماہ ذوالحج کی مناسبت سے کتاب فضائل حج (مولف مولانا الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی ورق گردانی کرنے لگا اچانک ص255 پر نظر رک گئی۔ حضرت مولانا نے عنوان نمبر 20 کے ماتحت واقعہ درج کیا ہے جو اس کتاب سے من وعن نقل کرتا ہوں۔ قارئین کرام اس واقعہ کو پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حضرت قبلہ اور متقدمین کے احوال میں کس قدر مماثلت ہے۔''

(معدن کرم۔ ص:215)

ooo

کتاب ''ڈھول کی آواز'' میں فرقہ واریت کا خاتمہ

32۔ (رواداری کی مہکتی کلی) علماء دیوبند کو برا کہنے والے کا ایمان خطرے میں

سجادہ نشین دربار پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

احقر گولڑہ شریف پہنچا، صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین

صاحب رحمہ اللہ سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا۔ انہوں نے مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ دیں انہوں نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔

قال: میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ) کا بھی یہی مذہب تھا۔

(بحوالہ: ڈھول کی آواز۔ ص:99، مولف استاذی مولانا الحاج الحافظ کامل الدین رتوکالوی حسب فرمائش حکیم محمد فضل حق از خدام سیال شریف دام فیضہ)

ooo

کتاب ''فتاویٰ مظہریہ'' اور احترام کی مٹھاس

33۔ (رواداری کی مہکتی کلی) الجواب: بہشتی زیور کے متعلق ایسے ناپاک لفظ استعمال کرنا نہایت درجہ اس کی توہین ہے قائل پر توبہ لازم ہے۔ گو بعض مسائل اس میں اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں لیکن اکثر مسائل اہل سنت کے موافق ہیں جس کی وجہ سے ایسی توہین جائز نہیں۔ (بحوالہ: فتاویٰ مظہریہ۔ ج:2۔ ص:409)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے نیاز مند کا بہشتی زیور سے استفادہ

34۔ (رواداری کی مہکتی کلی) جب شیخ الاسلام علامہ سید مدنی میاں رحمہ اللہ برطانیہ کے تبلیغی دورے پر تھے تو بلجیم بھی جانا ہوا میزبان نے جو شیخ الاسلام کا نیاز مند تھا اپنے فرزند سے کہا کہ وہ کتاب حضرت کو دکھاؤ جو تمہارے مطالعہ میں ہے۔ صاحبزادے نے ''فرنچ زبان'' میں ''بہشتی زیور'' لا کر سامنے رکھ دی۔

(المیزان کا امام رضا خان نمبر۔ ص:47)

ooo

کتاب ’’فتاویٰ مہریہ‘‘ اور فرقہ واریت کا خاتمہ

35۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ اور صاحب تقویۃ الایمان:

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ گولڑہ شریف کا مسئلہ امتناع نظیر میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو ماجور و مثاب ٹھہرانا

’’آپ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر کے امتناع کے متعلق سوال کیا گیا حضور قبلہ عالم اصل مدعا شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں۔ اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فرقتین اسماعیلہ و خیر آبادیہ میں سے شکر اللہ تعالیٰ سعیھم، راقم سطور دونوں کو ماجور و مثاب جانتا ہے۔ (بحوالہ: فتاویٰ مہریہ۔ ص: 11، بار پنجم)

ooo

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ مجدد وقت

36۔ (رواداری کی مہکتی کلی) شاہ صاحبین رحمہا اللہ کے بارے میں خلیفہ حضرت شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ مولانا محمد عمر رحمہ اللہ کا نظریہ

’’بعض اکابر نے کھلا اقرار کیا ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مجدد دین کا خاکہ پیش کیا اور سید صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ان کے مجددیت کے متمم ہوئے گویا مجددیت کے کام کو تین ہستیوں کے مجددیت نے سرانجام دیا۔‘‘ (حقائق و معارف ص: 178)

ooo

کتاب ’’خطبات یوم رضا‘‘ اور باہم احترام کے پھول

37۔ (رواداری کی مہکتی کلی) جناب محمد عالم مختار حق صاحب اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں:

مجھے کسی صاحب نے کہا کہ بھائی اگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا ہو تو

بریلی چلا جا اور اگر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشہ دیکھنا ہوتو دیوبند میں چلا جا۔ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشہ دیوبند میں ملے گا اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نقشہ وہ بریلی میں ملے گا۔

(بحوالہ: خطبات یوم رضا۔ ص:12۔ مرتب محمد عالم مختار حق۔ ناشر مرکزی مجلس رضا رجسٹرڈ لاہور طباعت بار اول 1981ء)

اچھی بات مومن کی میراث ہے آیئے میں اور آپ ان دونوں
پھولوں کو چن لیتے ہیں اور اپنے ویران اور بے آباد دل میں
سجاتے ہیں۔ ازمرتب

ooo

پیر سید جماعت علی شاہ رحمہ اللہ اور دیوبند جانے کا مشورہ

38۔ (**رواداری کی مہکتی کلی**) ایک شاگرد (مولوی محمد اسلم صاحب) کا بیان ہے کہ:

میرے والد حضرت سید عبدالغنی صاحب خلیفہ اعظم حضرت سید جماعت علی شاہ ثانی علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری کتابوں کی تعلیم کے بعد مجھ سے کہا دورہ حدیث کیلئے دارالعلوم دیوبند یا منظر اسلام بریلی چلے جاؤ میں نے کہا میں اپنے استاد محمد حسین شاہ صاحبزادہ حضرت سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کروں گا۔ چنانچہ میں علی پور گیا تو حضرت صاحبزادہ نے دیوبند جانے کا مشورہ دیا۔ اس وقت بڑے حضرت حیات تھے۔ رخصت کے وقت میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے بھی دارالعلوم دیوبند جانے پر خوشی ظاہر فرمائی۔ چنانچہ وہاں دو سال تک دورہ حدیث کی تعلیم مکمل کی۔

(از اسوہ اکابر۔ مطبوعہ لاہور 1962ء منقول انکشاف حق۔ ص:13)

ooo

حضرت پیر احمد شاہ رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری

39۔ (رواداری کی مہکتی کلی) ’’حضرت پیر احمد شاہ صاحب رحمہ اللہ چورہ شریف ضلع کیمبل پور نے اپنے جد امجد حضرت ملا دین محمد صاحب چوروی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں دیوبند کے مدرسہ میں تعلیم پائی اور عمر بھر اکابرین دیوبند کے علم اور تقویٰ کی تعریف فرماتے رہے‘‘۔ (اسوہ اکابر ص 31)

ooo

کتاب ’’سندھ کے صوفیائے نقشبند‘‘ اور باہم اُلفت کا درس

40۔ (رواداری کی مہکتی کلی) خواجہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ ہر مسلک کی پسندیدہ شخصیت:

> خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات و کمالات مشہور سوانح نگار حضرت مولانا ابو الخیر زبیر حیدر آبادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’سندھ کے صوفیائے نقشبند ج:2، ص: 559 تا 562 لکھے ہیں‘‘ اور ان میں آپ رحمہ اللہ کی بہت تعریف کی ہے:

(حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمہ اللہ) قبلہ عالم دیوبند تشریف لائے یہ خاکسار کاتب الحروف (مولانا مسلم رحمۃ اللہ علیہ) بھی وہاں پہنچ گیا اس عرصہ میں ایک چند رفیقوں کو لے کر جن میں کاتب الحروف اور مولانا عبد المالک صاحب احمد پوری مدظلہ العالی بھی تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے فاتحہ خوانی کے بعد مراقبہ کیا اور دیر تک مراقبہ کرتے رہے وہاں سے اٹھ کر حضرت مولانا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے اور مراقب ہوئے۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر اس خاکسار سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص آپ کے خلفاء میں سے ہوگا اس کو ہدایت کرو کہ یہ ہمارے پاس آیا کرے حالانکہ یہ

خاکسار اس وقت مبتدی تھا اور بیعت کو ایک سال ہوا تھا اور فرمایا کہ شاہ صاحب نے اپنے لڑکوں کے نیک اور صالح ہونے کی دعا کرنے کو کہا ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے علم میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا سمجھیں مگر میں تقویٰ میں ان کے برابر نہیں۔ افسوس کہ میں نے موٹا موٹا تقویٰ کیا اور زیادہ خیال نہیں کیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ تقویٰ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں پھر پہلے مراقبہ کی نسبت فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح ظاہر ہوئی اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح بھی وہیں موجود تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان دونوں نے ہندوستان میں میرے دین کی اشاعت وتبلیغ کی ہے۔

(حیات فضلیہ۔ص:44,43 بحوالہ مقامات فضلیہ ص:37,36)

حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ کے ارشادات

سالانہ اجتماع کے موقع پر خلفاء کو اکٹھا کر کے فرمایا:

میں تمہیں دو باتوں سے آگاہ کر دوں ایک یہ کہ ولایت اور نیابت نسبی یا خاندانی چیز نہیں ہے۔ میری اولاد اگر لائق نہ ہو تو ان کو مقام ارشاد پر نہ بٹھایا جائے بلکہ کسی اور کو منتخب کیا جائے اور اگر اللہ تعالیٰ بچوں کو عالم باعمل صاحب ولایت کرے تو پھر تمہیں ان سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔ دوسرے یہ کہ میں نہ دیوبندیوں کا شاگرد ہوں اور نہ مرید مگر تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے وہی عقیدے ہیں جو دیوبندیوں کے ہیں۔ (مقامات فضلیہ۔ص:77,76)

علمائے دیوبند کے بارے میں ایک بشارت

آپ نے فرمایا میں نے آج مراقبہ (غنودگی) میں ایک واقعہ دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز میدان ہے جس میں محدثین دیوبند، دہلی اور گنگوہ موجود ہیں جس کی تفصیل بھی حضرت شیخ نے فرمائی غالباً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ،

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الہند مولانا محمودالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔ یہ سب حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کیلئے جمع تھے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ان سب حضرات نے مصافحہ کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصافحہ لیا۔ مجھے (حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ) مصافحہ کا شرف حاصل ہوا بعد مصافحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اظہار خوشنودی فرمایا کہ یہ لوگ میری سنت کے زندہ کرنے والے محی السنت ہیں۔ میں (حضرت مولانا عبدالمالک صاحب) نے عرض کیا حضرت کچھ لوگ ان پر بدظنیاں کرتے ہیں۔ (مقامات فضلیہ۔ص:59)

ooo

حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبند

41۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ میں نے نہیں پایا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمودالحسن رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی کی ایک مرتبہ زیارت کی ہے۔ میرا اعتقاد ہے کہ یہ سب حضرات علماء ربانیین اور اولیائے امت میں سے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کی خدمت سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔

(از چراغ اہل سنت، مولانا فردوس علی شاہ۔ص:270)

ooo

بے احتیاطی اور بے اعتدالی کے باعث غلط فہمی

42۔ (رواداری کی مہکتی کلی) اہل سنت والجماعت کے دونوں گروہ دین کے اصولی مسائل میں متفق ہیں

حضرت مولانا پیر کرم شاہ بھیروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہلسنت والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے، جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفائی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں''۔

(بحوالہ: تفسیر ضیاء القرآن۔ ج:1۔ ص:11)

ooo

مفسر قرآن وشارع مسلم اور باہم محبت کا درس

43۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مفسر قرآن وشارع مسلم شریف حضرت مولانا غلام رسول سعیدی بریلوی رحمہ اللہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی وضاحت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد یہ اعتراض کیا گیا کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت زمانی کا انکار کر دیا ہے۔

چنانچہ شیخ نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دفاع میں متعدد بار یہ لکھا کہ:

۱۔ خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔

(مناظرہ عجیبیہ ص:39)

۲۔ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلمہ ہے۔ (مناظرہ عجیبیہ ص:3)

۳۔ ہاں یہ چیز بھی مسلمہ ہے کہ خاتمیت زمانی اجتماعی عقیدہ ہے۔

(مناظرہ عجیبیہ ص:69)

۴۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں۔

(مناظرہ عجیبۃ ص:5)

۵۔ مولانا میں نے تو خاتمیت زمانی کی توجیہ اور تائید کی ہے۔ تغلیط نہیں کی ہاں آپ گوشہ عنایت سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں (الی قولہٖ) اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیت مرتبی ذکر کی اور شروع تحذیر ہی میں اقتضاء خاتمیت مرتبی کی بہ نسبت خاتمیت زمانی کو ذکر کر دیا یہ تو اس صورت میں ہے کہ خاتم سے خاتم المراتب ہی مراد لیجئے اور خاتم کو مطلق رکھئے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں اس سے اسی طرح ثابت ہو جائیں گے جس طرح آیت کریمہ۔

”انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشطان“ (المائدہ 90) میں لفظ رجس سے نجاست معنوی اور ظاہری دونوں ثابت ہوتی ہیں۔

(مناظرہ عجیبۃ ص:37)(بحوالہ: تبیان القرآن۔ ج:12، ص:95 مصنف علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔ ناشر: فرید بک سٹال رجسٹرڈ 38 اردو بازار لاہور، الطبع الثانی اپریل 2007ء وشرح صحیح مسلم شریف، ص:4، ص:453 از غلام رسول سعیدی)

ooo

مولانا ظفر الدین صاحب رحمہ اللہ اور تکفیر سے اجتناب

44۔ (رواداری کی مہکتی کلی) جامع مسجد بریلی کے امام و مدرس منظر الاسلام کے محدث مولانا عبدالعزیز کے مکان پر فیصلہ

خود فقیر نے جامع مسجد بریلی کے امام و مدرس منظر الاسلام کے محدث فقیر کے بڑے بھائی مولانا عبدالعزیز خان صاحب مرحوم کے مکان پر مولوی ظفر الدین صاحب رحمہ اللہ موصوف کی زبان سے سنا تھا۔ چنانچہ فرمایا تھا کہ علماء دیوبند کی تکفیر صحیح

نہیں ان کا یہ عقیدہ نہیں ہے مجھ کو خوب تحقیق ہو چکی ہے کہ ان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے چنانچہ بھائی صاحب مرحوم سے اس باب میں گفتگو ہوئی یہاں تک کہ بھائی صاحب خاموش ہو گئے اور مولانا موصوف نے بڑے شدومد کے ساتھ یہی فرمایا کہ تکفیر کا مسئلہ چلے گا نہیں ان حضرات کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے جو ہمارا عقیدہ ہے وہی ان کا عقیدہ ہے۔

(بحوالہ: انکشاف حق ۔ ص :150، مقالہ نمبر 12 مصنف: حضرت مولانا مفتی خلیل احمد خاں صاحب قادری برکاتی ثم البدایونی سرپرست مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد محلہ سوتھہ بدایوں یوپی باہتمام مولوی قاری فضیل الظفر خاں ناظم مدرسہ ظفر العلوم بڑھ والی مسجد سوتھہ بدایوں یو۔ پی، اشاعت بار اول۔ جمادی الاولیٰ 1404ھ مطبوعہ جمال پریس دہلی)

بریلوی علماء کا دیوبندی علماء کی اقتداء میں نماز پڑھنا

بقول مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے مولانا ظفر الدین صاحب رحمہ اللہ نے مولانا سہیل صاحب رحمہ اللہ کی (جو حضرت اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہؒ کے مرید تھے) اقتداء میں نماز بھی ادا کی تھی۔

(از انکشاف حق ۔ ص:150، مقالہ نمبر 12)

نوٹ:۔ مولف انکشاف حق مفتی محمد خلیل احمد خاں صاحب حضرت سید محمد میاں رحمہ اللہ کے مرید تھے ان سے بیعت تھے۔ (انکشاف حق ۔ ص:44)

مؤلف انکشاف حق مفتی محمد خلیل احمد خاں حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں رحمہ اللہ سے بیعت تھے:

’’فقیر کو حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل ہے‘‘۔ (بحوالہ انکشاف حق ۔ ص:15)

نوٹ:۔ یہ وہی حضرت مولانا اولاد رسول محمد میاں رحمہ اللہ ہیں

> جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی پیرومرشد تھے تو گویا کہ مفتی خلیل احمد رحمہ اللہ اور حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پیر بھائی تھے۔

آپ نے علمائے دیوبند کے خلاف لکھی جانی والی کتاب کا جواب دینے کیلئے کتاب انکشاف حق تحریر کی اور علماء دیوبند کا دفاع کیا۔ (اکابر دیوبندی کیا تھے مولانا منیر احمد اختر صاحب)

ooo

کتاب ’’تحذیر الناس میری نظر میں‘‘ محبت کے پھول کا گلدستہ

45۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کی تحریر فرحت و انبساط کا ذریعہ:

مولانا (قاسم نانوتوی رحمہ اللہ) کی اس تالیف (یعنی تحذیر الناس) کا مطالعہ کرتے ہوئے جب وہ دلائل سامنے آتے ہیں جن سے مولانا رحمہ اللہ نے حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان اور رفعت مقام کو ثابت کیا ہے تو ہر مومن کا دل فرحت و انبساط سے لبریز ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شان محمدی کو کما حقہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین! اسی میں ہماری سربلندی ہے اور اسی میں دارین میں ہماری سرخروئی کا راز مضمر ہے۔

(بحوالہ: تحذیر الناس میری نظر میں۔ ص: 32۔ مصنف: حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا۔ ناشر: ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج روڈ لاہور۔ طبع اول 1968ء)

افتراق وانتشار ختم کرنے کی کوشش

(حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ سجادہ نشین بھیرہ ضلع سرگودھا فرماتے ہیں) ’’تحذیر الناس کی عبارت کو توڑ مروڑ کر مرزائی پیش کرتے ہیں ’’تحذیر الناس‘‘

کی چند عبارتیں تھیں جن کو وہ (یعنی مرزائی) اپنے فاسد مفاسد کیلئے توڑ مروڑ کر پیش کرتے اور اس سے اپنے باطل کو تقویت دیتے ہیں۔ میں نے ضروری سمجھا کہ ان کے اس ہتھیار کو ان سے چھین لیا جائے یا کم از کم کند کر دیا جائے تا کہ وہ مسلمان کے متاع ایمان کو لوٹ لینے کی جو سازشیں کر رہے ہیں ان میں خائب و خاسر ہو جائیں۔ میں اپنے اس مقالہ کی ابتداء میں تحذیر الناس کی وہ عبارتیں بعنیہا نقل کرتا ہوں جن سے اہل سنت والجماعت کی تصدیق و توثیق ہوتی ہے، شرک و کفر کی مشین گنیں چلانے والوں اور امت مسلمہ میں اپنے اپنے مذموم عقائد کے باعث افتراق و انتشار پیدا کرنے والوں کا منہ بند کیا جا سکتا ہے۔'' (تحذیر الناس میری نظر میں۔ ص:10,9)

ooo

حضرت درخواستی دیوبندی رحمہ اللہ مسلکی انتشار کو کم کرنے والے بزرگ

46۔ (رواداری کی مہکتی کلی) ماہنامہ منہاج القرآن لاہور ستمبر 1994ء ص:46 میں تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر محمد انور قریشی صاحب نے دیوبندی عالم دین حضرت مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کی وفات کو امت مسلمہ کیلئے نا قابل تلافی نقصان قرار دیا ہے ان کی گراں قدر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور درخواستی صاحب رحمہ اللہ کو بزرگان دین میں شمار کر کے لکھا ہے کہ افسوس مسلکی انتشار کو کم کرنے والے بزرگان دین کم ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر عملی جدو جہد کی توفیق عطا فرمائے۔

(پروفیسر طاہر القادری علماء اہل السنت کی نظر میں۔ مسمیٰ بہ خطرے کی گھنٹی)

دیوبندی عالم عالم اسلام کا عظیم رہنما

منہاج القرآن جنوری 1988ء کے رنگین ٹائٹل پر حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اور بھارت کے دیوبندی مولانا عبداللہ بخاری صاحب کا نمایاں فوٹو شائع کیا گیا ہے اور اداریہ میں مولوی مذکور کو ''امام'' اور مسلمانان ہند کا عظیم

رہنما بھی قرار دیا ہے۔ (حوالہ بالا)

شیخ الاسلام، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصانیف کے گرویدہ

(حضرت مولانا طاہر القادری صاحب دامت برکاتہم) وسیع قلب و ذہن رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ مولانا سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تصانیف کے زبردست معترف ہیں۔ (حوالہ بالا)

ooo

فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا قلم عرش کے پرے چلتا ہے

47۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل مولانا عبدالوہاب قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا تو (حضرت) سائیں توکل شاہ انبالوی رحمہ اللہ کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی رحمہ اللہ (رشید احمد گنگوہیؒ) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں رحمہ اللہ نے گردن جھکا لی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے:

لوگو تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ (تذکرۃ الرشید جلد دوم۔ ص:322)

حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی صاحب رحمہ اللہ مولانا توکلی رحمہ اللہ کے پیر و مرشد تھے اور آپ نے اپنے مرشد کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ''تذکرہ مشائخ نقشبند۔ ص:481 تا 692 مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور'' پر کیا ہے۔ محترم اقبال زید فاروقی صاحب مولانا توکلی رحمہ اللہ کے تذکرے میں لکھتے ہیں کہ:

''انبالہ میں ان دنوں حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کی تعلیم کا مرکز تھے۔ مولانا نے حضرت شاہ صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کی

اوراس نسبت سے آپ توکلی کہلائے''۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور۔ص:296، مکتبہ نبویہ گنج روڈ لاہور)

مورخ بریلویت مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب رحمہ اللہ نے مولانا توکلی رحمہ اللہ کو اپنے اکابر میں ذکر کرکے لکھا کہ:

''جن دنوں آپ محمڈن سکول انبالہ کے ہیڈ ماسٹر تھے حضرت خواجہ توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔'' (تذکرہ اکابر اہلسنت۔ص:559 نوری کتب خانہ لاہور)

ooo

تحریک ختم نبوت میں علمائے دیوبند کا کردار

48۔(رواداری کی مہکتی کلی) مولوی غلام یٰسین گولڑوی رحمہ اللہ امیر مرکزی جماعت اہلسنت تحریک ختم نبوت میں اپنا کردار ادا کرنے والے علماء کے ناموں میں ایک نام ''مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' لکھ کر (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

ان علمائے کرام نے تحریک ختم نبوت میں قائدانہ اور مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے بڑی تکالیف اور مصائب وآلام اور جیل کی قید برداشت کی لیکن قادیانیوں کو کافر ومرتد قرار دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

(عقیدہ ختم نبوت وپاسبان ختم نبوت۔ص:65۔ناشر: مرکزی جماعت اہلسنت کراچی)

ooo

مختلف مسالک کا مل کر تحریک پاکستان میں حصہ لینا

49۔(رواداری کی مہکتی کلی) حضرت پیرزادہ اقبال زید فاروقی صاحب لکھتے ہیں کہ:

جمعیت علمائے اسلام نے ان لوگوں کو سنبھالا دیا جو علمائے دیوبند کے سیاسی کردار سے مایوس ہوچکے تھے اس جماعت میں علمائے اہل سنت کے علماء دیوبند بھی شریک ہوگئے یہ علماء دیوبند دوقومی نظریہ کے حامی تھے۔ مولوی حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ،

مولوی ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی محمد سعید الرحمان رحمۃ اللہ علیہ اور میاں محمد صاحبان کے احترام کے باوجود مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بااثر علماء دیوبند جمعیت علماء اسلام کے ستون بن گئے اور نظریہ پاکستان کی تائید کرنے لگے یہ جماعت کچھ عرصہ تک محض ابتدائی مراحل سے گزرتی رہی مگر 1946ء میں اس تحریک نے ہر قصبہ اور ضلع میں شاخیں قائم کرلیں۔

(تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور۔ص:325)

ooo

مسلم لیگ اور علمائے دیوبند

50۔(رواداری کی مہکتی کلی) ماہنامہ: جام نور دہلی کا محدث اعظم ہند نمبر۔ ص:104 سن اشاعت اپریل 2011 میں مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب اسلاف کی باہمی محبت، وسیع النظری، اور رواداری کی مثال بیان فرماتے ہیں کہ:

”مبارک پور کے سنی اپنی مذہبی خصوصیت میں ممتاز تھے مگر لیگ کی خوش عقیدگی نے ان سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت مولانا ظفر احمد تھانوی رحمہ اللہ کا استقبال کرایا، ان کا لیکچر سنوایا، ان کے پیچھے نماز پڑھوائی، ان کے (پیر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ) موزے دھلوائے، غرض کہ بڑی دھوم دھام سے ان کی تعظیم وتکریم کروائی“۔(ملخصًا)

(ماہنامہ: جام نور دہلی کا محدث اعظم ہند نمبر۔ص:104 اپریل 2011)

ooo

سیفی علمائے کرام اور علمائے دیوبند کا مقام

51۔(رواداری کی مہکتی کلی) (الف) مولانا پیر سیف الرحمٰن سیفی صاحب رحمہ اللہ نے دیوبندی مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کو ہدایۃ السالکین ص95 میں ”علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ“ لکھا ہے۔

(ب) مولانا پیر سیف الرحمٰن سیفی رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص مولانا ضیاء اللہ سیفی صاحب نے ان کے حسب الارشاد کتاب ''سیف الرجال'' میں (مولانا) کشمیری صاحب رحمہ اللہ کو امام العصر اور الشیخ الکبیر رحمۃ اللہ علیہ قرار دیا۔

(ج) میزائل سیفی صفحہ 48 میں پیر صاحب کے خلیفہ مولانا احمد علی شاہ صاحب نے اور فرضیت سلوک میں محترم خواجہ محمد سیفی صاحب نے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔

ooo

تحریک ناموس رسالت ﷺ کیلئے تمام مسالک کا اجتماع

52۔ (رواداری کی مہکتی کلی) جمعیت علماء پاکستان کے صدر محترم مولانا صاحبزادہ ابوالخیر صاحب کہتے ہیں کہ

''تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کو جمع کر کے تحریک ناموس رسالت کا پلیٹ فارم تشکیل دیا گو کہ سنی اتحاد کونسل کی طرف سے مجھ سے یہ کہا گیا کہ آپ صرف سنیت کے نام پر یہ تحریک چلائیں لیکن میں نے انکار کر دیا صرف اس لئے کہ اگر صرف ایک مسلک کے نام پر یہ تحریک چلائی جاتی تو ہم اس طرح نہ صرف یہ کہ بھرپور طاقت کا مظاہرہ نہ کر پاتے بلکہ شاید حکومت پر بھی اتنا بھرپور دباؤ نہ ڈال پاتے اور اگر خدانخواستہ یہ تحریک ناکام ہو جاتی تو یہ بہت بڑا سانحہ ہوتا لہٰذا ہم نے قائد اہلسنت کی حکمت عملی کو اختیار کرتے ہوئے تمام مسالک کے لوگوں کو جمع کر کے تحریک چلائی اور الحمدللہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ (ماہنامہ افق کراچی مئی۔ 2011۔ ص:19)

ooo

صدر الافاضل رحمہ اللہ کے والد ماجد کی بیعت

53۔ (رواداری کی مہکتی کلی) صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ) کے والد مولانا معین الدین رحمہ اللہ نے مولانا محمد قاسم

نانوتوی رحمہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ (بحوالہ: حیات صدرالافضل ص 21۔)

ooo

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر خدا کی رحمت

54۔ (رواداری کی مہکتی کلی) علامہ توکلی رحمہ اللہ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیوبندی عالم دین مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا یوں ادب سے نام لیتے ہیں۔ ''حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ''

(بحوالہ: سیرت رسول عربیؐ۔ ص:510)

مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کامل ولی اللہ

55۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا محبوب الرسول صاحب رحمہ اللہ، للہ شریف جہلم کہتے ہیں:

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے۔ (بحوالہ: ڈھول کا پول۔ ص:17)

بانی دارالعلوم دیوبند کا پاکان امت میں شمار

56۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا فاروق قادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمہ اللہ نے حضرت قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو'' پاکان امت'' امت کے پاک لوگوں میں شمار کیا ہے''۔ (بحوالہ: علمی محاسبہ۔ ص:68)

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب نے رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ (بحوالہ: خون کے آنسو۔ ص:3)

ooo

دیوبندی و بریلوی مشائخ......اپنے زمانے کے آفتاب

57۔ (رواداری کی مہکتی کلی) تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے

سوانح نگار حضرت مولانا مدنی چشتی رحمہ اللہ و حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ کو اپنے زمانے کا آفتاب کہتے تھے۔

(بحوالہ: تذکرہ خواجہ سلیمان تونسوی، ص: 16 مترجم صاحبزادہ محمد حسین للہی، ناشر: سنگ میل پبلی کیشنز لاہور)

ooo

مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کی بالغ النظری

58۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مقیم دربار عالیہ گولڑہ شریف جناب مولانا فیض احمد صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کی بالغ النظری نے اسلامی تاریخ کے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا کہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں فلسفہء وحدت الوجود کو بڑا دخل ہے۔ (بحوالہ: تحقیق الحق فی کلمۃ الحق مترجم تقدیم)

ooo

ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرنا

59۔ (رواداری کی مہکتی کلی) حضرت مولانا پیر کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ آف بھیرہ نہایت ہی درددل کے ساتھ رقمطراز ہیں:

کہ اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعۃ کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے، دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔

1۔ اللہ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے اگر تحریر و تقریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کر لیا جائے اور بدظنی کا قلع قمع

کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہوجائے اور اگر چند امور میں اختلاف رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کئے آستین چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔ (ضیاء القرآن جلد اول، ص: 11 ناشر ضیاء القرآن پبلشرز گنج بخش روڈ لاہور تاریخ طباعت 1402ھ ایڈیشن پنجم)

علمائے دیوبند مسلمان ہیں ان کو کافر نہیں کہہ سکتا

مولانا سید بادشاہ تبسم بخاری آف اٹک نے حضرت کرم شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مرنے سے آٹھ ماہ قبل انہیں سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ سمجھے اور کہنے لگے آپ حضرت سے جو ہوسکتا ہے آپ کرلیں میں کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتا۔

(بحوالہ: از پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں۔ ص:18)

حضرت پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو خط لکھا تھا تحذیر الناس کے متعلق اس میں مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

حضرت قاسم العلوم دوسری جگہ حضرت مولانا قدس سرہ۔

نوٹ:۔ اس کا عکس دار الکتاب سے شائع ہونے والے تحذیر الناس میں آج بھی موجود ہے۔ (اکابر دیوبند کیا تھے)

ooo

مولانا اجمیری رحمہ اللہ کا تعلق

60۔ (رواداری کی مہکتی کلی) مولانا اجمیری رحمہ اللہ کا تعلق علماء کے معروف سلسلہ خیر آبادی سے تھا جنہوں نے انگریزوں کے خلاف زبردست جدوجہد کی تھی آپ دیوبند سے فارغ التحصیل اور حضور خواجہ ضیاء الدین ثالث سیالوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ (تذکار بگویہ۔ ص:426 جلد اول)

ooo

دیوبندیوں اوراہل حدیث حضرات کااحترام

61۔(رواداری کی مہکتی کلی)’’دیوبندیوں اور اہل حدیث حضرات کے متعلق بھیروی شاہ صاحب رحمہ اللہ (مصنف تفسیر ضیاء القرآن) کا رویہ اس قدر نرم بلکہ محبت آمیز تھا کہ جگہ جگہ ان کا ذکر اوران کی عبارات سے استدلال بلکہ انکی ثقاہت کو نیازمندانہ سلام بھی پیش کرتے رہے ہیں۔ اپنی بات کووزنی بنانے کیلئے بے دھڑک دیوبندیوں کے یوں حوالے دیتے ہیں جیسے اکابر مفسرین کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔‘‘

(بحوالہ: علمی محاسبہ، ص:67، ازمولانا محمد فاروق قادری رضوی، یوکے، ناشر انجمن رضا یوکے)

000

خانقاہ سراجیہ اورعلمائے دیوبند

62۔(رواداری کی مہکتی کلی)مولانا صاحبزادہ غلام محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ حسن آباد (سواگ شریف) نے حکم دیا خواجہ غلام حسن سواگ رحمہ اللہ کے حالا ت وواقعات لکھنے کا وہ اس میں اپنے متعلق لکھتے ہیں۔ حصن حصین دلائل، الخیرات، جواہر خمسہ کی اجازت مجھے والد سے ہے اوران کو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ (بحوالہ: ملفوظات حسینیہ ص:176 فارسی)

حضرت خواجہ غلام حسن سوگ رحمہ اللہ نے کئی ہندوؤں کو مسلمان کیا جو پڑھنے دارالعلوم دیوبند گئے۔ (بحوالہ: ملفوظات حسینیہ ص:181 فارسی)

000

حضرت مولانا خلیل خان برکاتی رحمہ اللہ اور رواداری کے پیغامات

63۔(رواداری کی مہکتی کلی)(1) مولانا عبدالغفار خاں صاحب رام پوری رحمہ اللہ نے علماء دیوبند کی تکفیر کی مذمت کی۔ (بحوالہ: انکشاف حق۔ ص:118)

(2) حضرت مولانا نذیر احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دیوبند کے مدرسہ کی تعمیر سے اہل اسلام کو علم دین

کی راہ بتائی۔ (بحوالہ: انکشاف حق۔ ص:139)

(3) فقیر کے بڑے بھائی مولانا عبد العزیز خان صاحب مرحوم کے مکان پر مولانا ظفر الدین صاحب رحمہ اللہ موصوف کی زبان سے سنا تھا، چنانچہ فرمایا تھا کہ علماء دیوبند کی تکفیر صحیح نہیں نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ مجھ کو خوب تحقیق ہو چکی ہے کہ ان کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے چنانچہ بھائی صاحب مرحوم سے اس باب میں گفتگو ہوئی یہاں تک کہ بھائی صاحب خاموش ہو گئے۔ مولانا موصوف نے بڑی شد و مد کے ساتھ یہی فرمایا کہ تکفیر کا مسئلہ نہیں چلے گا ان حضرات کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے جو ہمارا عقیدہ وہی ان کا عقیدہ ہے۔ یہاں تک کہ بقول حبیب الرحمان مولانا ظفر الدین صاحب نے مولوی سہیل احمد کی اقتداء میں نماز بھی ادا کی تھی۔ (بحوالہ: انکشاف حق۔ ص:139)

نوٹ: ۔ خلیفہ اعلیحضرت مولانا ظفر الدین رحمہ اللہ نے جس مولوی سہیل احمد دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھی یہ حضرت مولانا حکیم الامت سید مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ منیر احمد اختر۔

(4) علماء دیوبند کے عقائد میں کوئی عقیدہ ایسا ثابت نہیں ہوا جس پر حکم کفر وارتداد دیا جا سکے۔ حوالہ مذکورہ۔

ooo

مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمہ اللہ اور حفظ الایمان

64۔ (رواداری کی مہکتی کلی) الحاج محمد یونس باڑی مظہری بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارات اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے جب اپنے دوست مولانا عبد الباری فرنگی محلی رحمہ اللہ کو دکھائیں تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا۔ اعلیحضرت رحمہ اللہ نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اعلیحضرت رحمہ اللہ خاموش ہو گئے اور دوستی کو برقرار رکھا۔ (انوار سیرت مظہریہ۔ ص:292)

مولانا عبدالباری کی فرنگی محلی رحمہ اللہ کا خط موجود ہے جس میں انھوں نے لکھا کہ ہمارے اکابر اعیان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی گئی اور حقوق اسلام کے ہی اس سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا۔ (بحوالہ: کلیات مکاتیب رضا۔ ص:390)

نوٹ:۔ یہ وہی فرنگی محلی رحمہ اللہ ہیں جن کو احکام شریعت کے صفحہ 27 میں لکھا ہے کہ زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا دعوت انصاف۔

(اکابر دیوبند کیا تھے)

شیخ العرب والعجم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عشق رسول ﷺ

65۔ (رواداری کی مہکتی کلی) ''مولوی حسین احمد رحمۃ اللہ علیہ عمر کے آخری حصے میں حج کرنے گئے تو پانی کے جہاز میں تقریر اور معتقدین کو ہدایت کی کہ پہلے مدینہ منورہ جائیں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دیں اپنے گناہوں کی معافی چاہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت طلب کریں اور یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

ولو انهم اذظلموا۔۔۔ الخ

(بحوالہ: سیرت انوار مظہریہ۔ ص:292 مولف الحاج محمد یونس باڑی مظہری ناشر ادارہ مسعودیہ ناظم آباد کراچی اشاعت اول طباعب 1422ھ۔ 2002ء)

ooo

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور دیوبند سے مہکتی خوشبو

66۔ (رواداری کی مہکتی کلی) ''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے ان مکاتیب میں جو ابھی چھپے نہیں ہیں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب جہانگیر نے انکو قید کر کے دہلی بلایا تو ان کا دیوبند سے گزر ہوا تو فرمایا کہ اس جگہ سے علم نبوت کی خوشبو آتی ہے''۔ (بحوالہ خطبات حکیم الاسلام: جلد 5، ص:303)

ooo

پیر گولڑہ شریف کی علمائے دیوبند سے محبت

67۔ (رواداری کی مہکتی کلی) آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے سابق سجادہ نشین جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عقیدت و محبت ملاحظہ فرمائیں:

جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ آف گولڑوی شریف ضلع راولپنڈی کا ارشاد:

''مولانا محمد سعید موضع روات تحصیل کوہ مری ضلع راولپنڈی فرماتے ہیں کہ میں حضرت پیر (سید مہر علی شاہ) صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا، ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا آپ مولوی قاسم صاحب رحمہ اللہ کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟ حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ نے جواباً فرمایا تم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتے ہو؟ سائل نے عرض کیا جی ہاں! انہی کے متعلق حضرت پیر (سید مہر علی شاہ) صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔

(منقول از اسوۂ اکابر صفحہ 28-27، مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور، سن اشاعت 1962ء)

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ کی عقیدت

حضرت پیر صاحب (مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) گولڑوی نے ایک فتویٰ متعلقہ فرار از طاعون کی تصدق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ اپنی کتاب ''الفتوحات صمدیہ المقلب بالفیوضات الشمسیہ'' بار سوم صفحہ 61، اقبال برقی پریس اندرون بوہڑ دروازہ ملتان میں باہتمام مولوی محبوب احمد کے چھپی میں درج کیا اور اس پر جلی قلم سے یہ عنوان تحریر فرمایا ''نقل فتویٰ جناب مولانا مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ عم فیضہ''، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ

اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب یہ فتویٰ خدام خانقاہ گولڑہ شریف کی طرف سے شائع کیا گیا تو حضرت کا نام یوں درج کیا ''حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ'' منقول از اسوۂ اکابر ص:62 سن اشاعت 1962ء مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کی عقیدت:۔

آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کی علماء اہلسنت دیوبند کے ساتھ عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت پیر سید جناب مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے صاحبزادے جناب حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمائے اہلسنت دیوبند سے عقیدت کے بارے میں پڑھیے۔

''چنانچہ مولانا حافظ کامل الدین رتوکالوی رحمۃ اللہ علیہ مولف ''ڈھول کی آواز'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کتاب ''تحذیر الناس'' کی عبارت پر بعض معترضین سے بحث ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف سے فتویٰ لاؤ تو ہم مان جائیں گے مولانا کامل الدین رحمہ اللہ پہلے سیال شریف اور پھر گولڑہ شریف حاضر ہوئے ہر دو مقامات سے سنہری تحریریں لائے تو مولانا لکھتے ہیں:

''احقر گولڑہ شریف پہنچا صوفی غلام نبی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا۔ انہوں نے مولانا غلام محمد صاحب گوٹھوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو (جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ دیں انہوں نے الفاظ ذیل لکھے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔ قال:

میرا مذہب یہ ہے کہ علمائے دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کررہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔ میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ) کا بھی یہی مذہب تھا۔

(منقول از ڈھول کی آواز ص 99، مولف مولانا کامل الدین رتوکالوی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا، حسب فرمائش حکیم حافظ محمد فضل حق از خدام حضرت سیال شریف۔

حضرت گھوٹوی رحمہ اللہ کی علمائے دیوبند سے عقیدت

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے خلیفہ مولانا غلام محمد گھوٹوی سابق شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور کی علماء اہلسنت دیوبند سے عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔

''مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ اور مولانا رشید احمد رحمہ اللہ کہ زمانہ میں نے نہیں پایا مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ و مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کی زیارت ایک دفعہ کی ہے۔ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی صاحب رحمہ اللہ کی ایک دفعہ زیارت اور ایک دفعہ وعظ سنا ہے اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علمائے ربانین اور اولیاء اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصانیف کا مطالعہ اور استفادہ اور ان کا قبول عام ہے۔ بالخصوص مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کے خدمت طریقت پر نشر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ شاید وہ اس صدی کے مجدد ہیں فقط ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ۔ (منقول از اسوہ اکابر ص ۱۷، ۱۸۔ ۱۲۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء مطبع آفتاب عالم پریس لاہور) (بحوالہ: فیضان دیوبند، ص:201)

قارئین محترم! حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف کی عقیدت کو آپ نے پڑھا اور آپ کے خلیفہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الجامعہ بہاولپور کی عقیدت کو بھی پڑھا۔ اندازہ فرمائیے کہ علمائے اہلسنت دیوبند کو اپنی زبان سے علمائے ربانین اور اولیائے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شمار فرما رہے ہیں اور

یہ بھی فرمایا کہ علمائے اہلسنت دیوبند کی کتاب کے مطالعہ سے مجھے ان سے بے حد عقیدت ہوگئی ہے اور حکیم الامت مجدد دین ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرتبہ وعظ سنا ہے اور مجھے شبہ ہے کہ شاید وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔

> ''یہ دیوبند اور بریلوی حضرات کے اکابرین کی آپس میں محبت بھائی چارگی اور رواداری کی بہتریں مثالیں ہیں''۔ از مرتب!

ہندوستان کے دینی علوم کے مراکز

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ جب ۱۲۹۰ھ میں ہندوستان تشریف لے گئے ان دنوں وہاں لکھنوَ، دیوبند، رام پور، کانپور، علی گڑھ دہلی اور سہارنپور میں بڑے بڑے علمی مراکز قائم تھے لکھنوَ میں مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۴ھ مرجع خلائق تھے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں دیوبند میں مدرسہ کا افتتاح ۱۲۸۳ھ میں ہو چکا تھا اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی یہ مدرسہ کافی ترقی کر رہا تھا ان ایام میں وہاں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ خلف مولانا مملوک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس اعلیٰ تھے جو اجمیر شریف میں بھی مدرس رہ چکے تھے، مولانا مملوک علی موصوف رحمہ اللہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ، مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمہ اللہ اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ وغیرہ علمائے دیوبند کے استاذ تھے۔

رام پور میں مولانا فضل حق خیر آبادی کے فرزند مولانا عبدالحق مدرسہ عالیہ نواب صاحب کے پرنسپل تھے۔

(مہر منیر ۳۷، سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی، مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور۔

ooo

خواجہ فیض محمد شاہ جمالی رحمہ اللہ اور باہمی محبت کا پیغام

68۔ (رواداری کی مہکتی کلی) علاوہ ازیں بمقام بستی سندیلہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی مشہور شخصیت جناب پیر مولانا حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ علماء اہلسنت دیوبند سے قلبی محبت رکھنے والے تھے کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت پیر مولانا خواجہ فیض محمد شاہ جمالی صاحب کو ان کے داماد مولانا غلام جہانیاں رحمہ اللہ مقیم ڈیرہ غازی خان نے اپنی ایک تحریر پیش کی کہ علماء دیوبند کافر اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ براہ کرم اس تحریر پر اپنے دستخط فرما دیں تاکہ بات پختہ ہو جائے کہ علمائے دیوبند واقعی کافر اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تو حضرت پیر مولانا خواجہ فیض محمد شاہ جمالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے داماد کی پیش کردہ تحریر کو دیکھ کر اس قدر غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ علماء دیوبند دین کا کام کر رہے ہیں اور میں انہیں کافر کہوں۔ اگر میں دیوبند والوں کو کافر کہتا تو میں اپنے چھوٹے بھائی مولانا عطاء محمد شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیوبند میں پڑھنے کیلئے ہرگز نہ بھیجتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم مجھ سے علماء دیوبند کو کافر کہلوانا چاہتے ہو، علمائے دیوبند مسلمان ہیں اور میں دیوبند والوں کو مسلمان سمجھتا ہوں۔ علماء دیوبند کافر اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز نہیں ہیں۔

نوٹ:۔ جو حضرات مندرجہ بالا واقعہ کی تحقیق کرنا چاہیں وہ بستی سندیلہ ضلع ڈیرہ غازی خان کے معمر اشخاص سے کر سکتے ہیں۔ (بحوالہ: فیضانِ دیوبند۔ ص:246-247)

ooo

آستانہ عالیہ للہ شریف اور باہمی محبت کا پیغام

69۔ (رواداری کی مہکتی کلی) آستانہ عالیہ للہ شریف ضلع جہلم کے سابق سجادہ نشین مولانا محبوب الرسول رحمۃ اللہ علیہ کی علمائے اہلسنت دیوبند سے عقیدت و محبت کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔

”حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے سمجھتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے، اسلام اور علم کی جو ان سے اللہ تعالیٰ نے خدمت لی ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات کو قبول فرما کر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین! اور ہم ایسے سیاہ کاروں کو اپنے نیک بندوں کے طفیل بخش دے۔ آمین! یارب العالمین۔

بار بار زبان پر آتا ہے کہ **اللھم نور مرقدہ واحشر نامعہ** (اے اللہ تبارک ان کی خواب گاہ (قبر) کو روشن کر اور ہمارا قیامت میں اٹھنا ان کے ساتھ کر آمین) باقی رہا فرقہ ضالہ کا ان کی عبارت سے مفید معانی نکالنے تو ہر ہوش مند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں کرسکتا۔ اس فرقہ ضالہ نے کسی چیز سے مفید مطلب معنی نہیں نکالے۔ آیات قرآنی کی تاویل کی، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان کو تاویل کی سان پر چڑھایا تو کیا ہم فرقہ باطلہ کی باتیں سن کر ان بزرگوں کے حق میں بدعقیدہ ہو جائیں گے۔ اعوز باللہ منہا بہر حال میں کیا کہ اس پر اپنی رائے دوں اور پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں (تحذیر الناس میں انہوں نے ختم زمانی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں لانبی بعدی ص10 پر لکھ کر بند کر دیا ہے)

میں ان لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں اس سے زیادہ کیا عرض کروں **خیر الکلام ماقل و دل۔**

ننگ اسلاف سیاہ کار ظلوم جہول محبوب الرسول للہ شریف ضلع جہلم 21 مئی 1964ء

(منقول از ڈھول کی آواز ص117,118، مؤلف مولانا کامل الدین رتا کالوی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ ثنائی پریس سرگودھا)

ooo

حضرت پیر گنج مراد آبادی رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند

70۔(رواداری کی مہکتی کلی) حضرت پیر شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل اور ہندوستان کے اولیاء کبار میں سے تھے حضرت شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ تجمل حسین بہاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف کمالات رحمانی میں تحریر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو (مولانا شاہ تجمل حسین بہاری کو) عقیدت اور غلامی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی آپ کو (حضرت شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی کو) کشف سے معلوم ہوا آپ نے حضرت مولانا کی تعریف کی کہ اس کم سنی میں ان کو ولایت ہوگئی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی بھی تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک نور الٰہی ہے جس کو ولایت کہتے ہیں۔ حضرت مولانا (محمد علی) مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے۔

منقول از کمالات رحمانی ص105 طبع سوم مطبوعہ آزاد پریس پٹنہ شائع کردہ خانقاہ رحمانی مونگیر۔

نوٹ: یہ بات یاد رکھیں حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں کہ جن کو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف رحمۃ اللہ علیہ ضلع راولپنڈی کے ساتھ حدیث شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کا ثبوت مہر منیر میں بھی موجود ہے وہاں پر دیکھ لیجئے۔

ooo

مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی رحمہ اللہ کی علمائے دیوبند سے عقیدت

71۔(رواداری کی مہکتی کلی) جناب مولانا مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی خلیفہ حضرت حافظ محمد صابر علی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے شیخ طریقت نے

تذکرہ خواجگان چشتیہ صابریہ المعروف بہ انوار العاشقین شیخ الاسلام حضرت مولانا انوار اللہ خان صاحب چشتی حیدر آبادی (استاذ نظام عثمان علی خان دکن) کے ارشاد پر تصنیف کیا جو 1332ھ (1914ء) میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔

مؤلف ''انوار العاشقین'' نے حضرت قطب الاقطاب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا زمانہ بھی پایا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اور ان کے مسترشدین سے انہیں بہت تعلق خاطر تھا۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دیوبند سے انہیں والہانہ عقیدت ومحبت تھی ذیل کا اقتباس انہی جذبات کا آئینہ دار ہے۔

''حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بے شمار ہر دیار وامصار میں ہیں متاخرین چشتیہ صابریہ میں باوجود قیام مکہ معظّمہ کے وہاں حاضر ہوکر شہرت کا ہونا نادر ہے۔ حضرت ممدوح کے برابر مشائخ میں سے کسی کو اس درجہ شہرت نہیں ہوئی، منجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا رشید صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مسلّم علماء اور صلحاء گزرے ہیں''۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بھی آج کل بزرگ اور عالم باعمل جانے جاتے ہیں۔ جیسے حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ دیوبندی صدر مدرس عالیہ دیوبند، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی رحمہ اللہ صدر مدرسہ عالیہ دیوبند، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھوی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے صاحبزادے حضرت مولانا حکیم مسعود احمد صاحب خاص گنگوہ میں مولانا کے جانشین اور اوقات کے پابند ہیں۔ راقم الحروف ان سے مل کر خوش ہوتا ہے اور جس طرح حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ عاجز کے ساتھ نوازش وکرم سے پیش آتے تھے اسی طرح حکیم

صاحب کمال شفقت ومحبت سے پیش آتے ہیں یہ حضرات تو مولانا کے خلفاء ہیں مگر جناب مولانا شاہ ظہور احمد انبیٹھوی رحمہ اللہ کو جو نسبت خاص روح مقدس حضرت مولانا سے یہ عاجز راقم الحروف پاتا ہے وہ فنا فی الشیخ کے درجہ سے کم نہیں۔ لہٰذا یہ بدرجہ اولیٰ خلافت کے لائق ہیں بارک اللہ فی عمرہم وصلاہم۔

حاجی وارث حسن صاحب رحمہ اللہ بھی حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے عمدہ خلفاء میں سے ہیں اور مشائخانہ طریقہ اور لباس صوفیانہ رکھتے ہیں۔ حضرت مکرمی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے عالم و جاہل دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ روایاتِ صحیحہ اور مضامین عالیہ نہایت آسان عبارت میں بیان فرماتے ہیں بڑے قادر الکلام ہیں، زبردست مصنف ہیں صدہا کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تمام عمر میں جہاں تک ہمیں معلوم ہے بوجہ کسر نفسی اور کمال تواضع کے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ بیعت بھی حضرت قبلہ عالم حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے نیابتہً کرتے تھے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشق اور محبت میں فنا تھے، کمالات امدادیہ میں بھی نقل کیا ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک لسان عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ شمس تبریز رحمہ اللہ کے واسطے مولانا رومی رحمہ اللہ کو لسان بنایا تھا اور مجھ کو مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ لسان عطا ہوئے ہیں اور جو میرے قلب میں آتا ہے مولانا صاحب رحمہ اللہ اس کو بیان کر دیتے ہیں۔ میں بعض اصطلاحات نہ جاننے کی وجہ سے اس کو بیان نہیں کر سکتا عاجز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں یہ عاجز ایک دفعہ حضرت مخدوم العالمین خواجہ سید مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا تو اس وقت حضور مخدوم رضی اللہ عنہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی صورت میں نظر آئے اور حضرت عارف باللہ شیخی توکل شاہ صاحب مجددی انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے عاجز سے فرمایا تھا کہ میں نے ایک

دفعہ خواب دیکھا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جارہے ہیں، مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ تو جہاں پائے مبارک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچوں، چنانچہ میں آگے ہو گیا۔ (انوار العاشقین ص 82 تا 88 شائع کردہ مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن، باراول مطبوعہ، عثمان پریس حیدرآباد، دکن)

ooo

آستانہ عالیہ تونسہ شریف میں علمائے دیوبند کا احترام:۔

72۔ **(رواداری کی مہکتی کلی)** آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے سابق سجادہ نشین خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمہ اللہ نے اپنے دور میں تونسہ شریف کے چھوٹے مدارس کو ضم کرکے ایک بڑا دینی ادارہ قائم فرمایا جس میں تدریس کیلئے صدر مدرس و مہتمم جس شخصیت کو مقرر فرمایا وہ حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ چنانچہ للہ شریف کے مولانا محمد حسین للہی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ (تونسوی) نہایت علم دوست اور علم پرور بزرگ تھے اس لئے ان کے زمانہ میں مدرسہ نے مزید ترقی کی۔ آپ کے زمانہ میں صدر مدرس و مہتمم مولانا خان محمد صاحب رحمہ اللہ تلمیذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ مقرر ہوئے۔

(کتاب حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی۔ ص 298 مطبوعہ سمن آباد لاہور)

حضرت خواجہ محمود صاحب تونسوی رحمہ اللہ کو علماء اہلسنت دیوبند کے ساتھ کمال درجہ کی عقیدت ومحبت تھی کہ جس کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے دور کے تمام چھوٹے چھوٹے مدارس ختم کرکے ایک بہت بڑے مدرسہ کی شکل میں ضم کر دیا اور دینی تعلیم کیلئے فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا خان محمد صاحب رحمہ اللہ کو مقرر فرمایا۔

آستانہ عالیہ تونسہ شریف والوں کو علمائے اہلسنت دیوبند سے بے پناہ عقیدت تھی جس کی بناء پر سوائے دیوبندی عالم کے کسی اور کو تدریس کیلئے ہرگز مقرر نہ فرمایا اور آستانہ عالیہ تونسہ شریف کی علمائے اہلسنت دیوبند سے عقیدت و محبت کی ایک اور جھلک بھی ملاحظہ فرمائیں۔

علمائے دیوبند کے ساتھ عقیدت ومحبت کی دوسری جھلک:۔

حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی رحمہ اللہ صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف جب قصبہ مہار شریف تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر میں تشریف لائے بندہ اس وقت قصبہ مہار شریف میں ہی مدرسہ عربیہ رفیق العلماء میں مدرس تھا حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمہ اللہ نے بندہ سے پوچھا کہ مولانا صاحب آپ نے کس مدرسہ سے تعلیم حاصل کی؟ بندہ نے جواباً عرض کی کہ دیوبند سے حاصل کی۔ تو آپ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب رحمہ اللہ یہ سن کر وجد میں آکر جھومنے لگ گئے اور فرمایا مولانا دیوبند نہ کہو دیوبند شریف کہو اور میں بہت شرمندہ ہوا کہ جو الفاظ مجھے کہنے چاہیے تھے وہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے کہہ دیئے ہیں۔

براویت استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث ومفتی آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر۔

نوٹ:۔ جس کا دل چاہے حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب سے مندرجہ بالا واقعہ کی تسلی وتشفی کرسکتا ہے۔ (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص: 357 تا 364)

ooo

آستانہ چشتیہ نظامیہ اور باہم محبت کا پیغام:۔

73۔ (رواداری کی مہکتی کلی) آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی

رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ ضلع بہاولنگر کے سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب رحمہ اللہ نے تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم قصبہ شہر فرید من مضافات چشتیاں شریف کے استاذ العلماء حضرت مولانا الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

نوٹ:۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد نے بھی علماء اہلسنت دیوبند سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ تین دن کی تبلیغی جماعت آستانہ عالیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں آئی تو حضرت صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تبلیغی جماعت والے میرے دادا کے مہمان ہیں اور یہ تین دن تک یہاں رہیں گے تو آستانہ کی مسجد کے امام وخطیب مولانا غلام فرید تو گیروی تھے جو کہ محکمہ اوقاف کی طرف سے ملازم تھے تو انھوں نے دوسرے دن حضرت صاحبزادہ میاں صاحب کے آنے سے پہلے تبلیغی جماعت والوں کو مسجد سے باہر نکال دیا۔ جب صاحبزادہ میاں صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے تو انہوں نے آتے ہی دریافت فرمایا کہ میرے دادا کے مہمان کہاں ہیں؟ تو مولانا غلام فرید نے جواب دیا کہ میں نے ان وہابی کافروں کو مسجد سے نکال دیا ہے۔ تو صاحبزادہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ مولانا صاحب سے سخت ناراض ہوئے اور مولانا صاحب سے کہا کہ تم فوراً نکل جاؤ اور تبلیغی جماعت والوں کو تلاش کر کے لے آؤ ورنہ تم یہاں نہیں رہ سکتے، کیونکہ تم نے میرے دادا کے مہمانوں کو مسجد سے باہر نکالا ہے تو مولانا صاحب نے چشتیاں شہر جا کر تبلیغی جماعت والوں کو تلاش کیا اور یہ کہہ کر ان کو واپس آستانہ کی مسجد میں لے آئے اگر تم واپس میرے ساتھ آستانہ کی مسجد میں نہیں جاؤ گے تو صاحبزادہ حضرت میاں صاحب مجھے نہیں رہنے دیں گے اور وہ مجھ سے سخت ناراض ہوئے ہیں کہ تم نے تبلیغی جماعت والوں کو کیوں نکالا ہے، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی کہ تم سب میرے ساتھ واپس چلو غرض کہ تبلیغی جماعت والے واپس آستانہ کی مسجد میں آئے تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب نے اپنے مولانا

صاحب سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ تبلیغی جماعت والے کافر ہیں تم مسلمانوں کو کافر کہتے ہو میں تم سے بالکل راضی نہیں ہوں کہ تم مسلمانوں کو کافر کہتے ہو اور میں تمہارے پیچھے نمازیں بھی نہیں پڑھوں گا۔ تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب رحمہ اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے مولانا غلام فرید صاحب رحمہ اللہ جو کہ محکمہ اوقاف کی طرف سے آستانہ کی مسجد میں ملازم تھے وہ اپنا تبادلہ کروا کر کہیں اور چلے گئے۔

تو اس سے آپ حضرات کو صاحبزادہ حضرت میاں نور جہانیاں صاحب کی اپنے دادا جان کے مہمانوں سے کس قدر قلبی محبت تھی جسے آپ حضرات نے بخوبی پڑھا ہے۔ بروایت استاز العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث و مفتی آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر۔

ایک مرتبہ بندہ ناچیز (مولانا سعید احمد قادری) مؤلف کتاب ہذا کامونکے ضلع گوجرانوالہ سے آستانہ عالیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ میں واقع مدرسہ الفخر المدارس کے مدرس دوم مولانا رحمت علی صاحب کی خدمت میں ایک استفتاء بھیجا کہ ائمہ حرمین شرفین کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا کہ ناجائز ہے تو مولانا رحمت علی صاحب نے جواب تحریر کیا کہ ائمہ حرمین شریفین کی اقتداء میں نماز ناجائز ہے۔ جب وہ فتویٰ شائع ہوا تو ان دنوں بندہ بھی حضرت صاحبزادہ میاں نور جہانیاں صاحب کو ملنے کیلئے آستانہ پر گیا ہوا تھا تو حضرت صاحبزادہ میاں صاحب نے بندہ کے سامنے مولانا رحمت علی صاحب کو بلا کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اور فرمایا کہ تم کون ہو ائمہ حرمین شریفین کے خلاف فتویٰ بازی کرنے والے یاد رکھو آئندہ کیلئے کوئی بھی فتویٰ آئے تو تم بالکل نہ لکھو بلکہ مولانا بشیر احمد صاحب کو میری طرف سے کہو کہ ہر فتویٰ وہی لکھا کریں تمہیں کسی چیز کا پتہ نہیں تم فسادی مولوی ہو اور مولانا بشیر احمد صاحب کی موجودگی میں تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم فتویٰ لکھو اب چلے جاؤ اپنا کام کرو میں

آئندہ کیلئے ایسی کوئی بات نہ سنوں پھر فرمایا کہ سنو ائمہ حرمین شریفین والے پوری دنیا کے امام ہیں اور ہم تو مدینے پاک کی خاک جیسے بھی نہیں اور تم نے غلط فتویٰ دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل دکھایا ہے جاؤ چلے جاؤ چلے جاؤ۔
براویت بندہ ناچیز (علامہ سعید احمد قادری) مؤلف کتاب ہذا (فیضان دیوبند)

نوٹ: ۔ حضرات گرامی آپ نے صاحبزادہ حضرت میاں نور جہانیاں صاحب کی ائمہ حرمین شریفین سے عقیدت ومحبت کو بخوبی پڑھا ہے اور حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ ائمہ حرمین شریفین کے خلاف کوئی بات بھی برداشت نہ کرتے تھے بلکہ فرمایا کہ ائمہ حرمین شریفین والے پوری دنیا کے امام ہیں۔

قارئین محترم! سید الاولیاء حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 3 ذوالحجہ 1205ھ کے بعد سے لے کر حضرت پیر صاحبزادہ میاں نور جہانیاں رحمہ اللہ کے دور تک اب بھی آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ درگاہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی مسجد میں پانچوں وقت اذان بلالی ہی دی جاتی ہے۔ جس پر چشتیاں شریف کا خاص وعام گواہ ہے۔

استاذ العلماء مفتی بشیر احمد صاحب اور پیغام رواداری

بندہ سعید احمد قادری کے والد محترم استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد بن مولانا مفتی غلام محمد بن مولانا مفتی شیر محمد بن مولانا رحم الٰہی بن مولانا روشن دین قوم چوہان آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر کے مدرسہ فخر المدارس کے شیخ الحدیث ومفتی ہیں۔ حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں آپ شیخ العرب والعجم امام الحرمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں، آپ نے دار العلوم دیوبند میں 1355ھ تا 1357ھ کامل دو سال رہ کر موقف علیہ اور دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور

آپ نے 1357ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کر کے بہاولنگر میں جامع العلوم میں چار سال صدر مدرس شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے پھر اس کے بعد دس سال تک مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام قصبہ محمد پور سنساراں تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں پڑھاتے رہے۔

اور اب آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ فخر المدارس میں شیخ الحدیث و مفتی کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور دن رات آستانہ عالیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ پر ہی رہتے ہیں، جس کا دل چاہے جا کر دیکھ لے۔

حضرت مولانا مفتی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی ہندوستان سے آنے کے بعد اپنی تمام زندگی مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام محمد پور سنساراں تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں تدریس فرماتے رہے اور ولی کامل شیخ طریقت رہبر شریعت شیخ المشائخ استاذ العلماء حضرت مولانا غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے اور ان تعلقات اور دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے ان کے صاحبزادے حضرت مولانا شیخ الحدیث و مفتی بشیر احمد صاحب کو مدرسہ عربیہ قادریہ بمقام محمد پور سنساراں تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں تدریس کیلئے مقرر کر لیا۔ اسی مدرسہ میں دس سال تدریس کرتے رہے۔

نوٹ:۔ استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد شیخ الحدیث نے علامہ کی سند جامعہ عباسیہ بہاولپور سے باقاعدہ امتحان پاس کر کے 1363ھ میں حاصل کی تو انہوں نے تمام علوم دینیہ علمائے اہلسنت دیوبند سے حاصل کئے ہیں۔ بریلوی علماء میں ان کا کوئی استاذ نہیں۔ تعلیمی دور کے تمام کے تمام اساتذہ کرام اہل سنت دیوبند مسلک رکھتے تھے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث نے علماء دیوبند کے بارے میں یہ فتویٰ تحریر فرمایا کہ علماء اہلسنت دیوبند تمام کے تمام پکے مؤحد

مسلمان جنتی اور مؤمنین صادقین میں سے ہیں اللہ تعالیٰ علماء دیوبند کے نقش قدم پر ہمیں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(بحوالہ: فیضان دیوبند ملخصًا۔ ص:370-369)

ooo

کرمانوالے کے سابق سجادہ نشین کی علمائے دیوبند سے عقیدت

74۔ (رواداری کی مہکتی کلی) آستانہ عالیہ نقشبندیہ کرمانوالہ شریف ضلع اوکاڑہ کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کو استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خط لکھا کہ آپ نے ترجمان مسلک دیوبند مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی ہے تو آپ کا علمائے دیوبند کے بارے میں کیا خیال ہے تو حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ نے جواب تحریر فرمایا کہ بندہ علمائے دیوبند کا خادم ہے کیونکہ وہ میرے حدیث کے استاذ ہیں اور بندہ علمائے بریلوی کا بھی خادم ہے کہ وہ میرے طریقت کے استاذ ہیں۔ بروایت استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث و مفتی آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر جو حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرمانوالہ رحمۃ اللہ علیہ ضلع اوکاڑہ کے مرید خاص ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب کرانوالے رحمۃ اللہ علیہ ضلع اوکاڑہ علمائے دیوبند کا بے حد احترام کرتے تھے اور اپنے مریدین کو علمائے دیوبند کی تکفیر سے منع فرماتے تھے۔

بروایت استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ مفتی بشیر احمد صاحب شیخ الحدیث آستانہ عالیہ چشتیہ نظامیہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر۔

(بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص:373)

ooo

مولانا فتح محمد آف بہاولنگر حصول علم میں رواداری کا پیغام:۔

75۔ **(رواداری کی مہکتی کلی)** مولانا فتح محمد رحمہ اللہ جنہوں نے ضلع بہاولنگر میں اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی خوب اشاعت کی ہے اور ضلع بہاولنگر کے اکثر بریلوی مولویوں کے استاذ ہیں اور مولانا فتح محمد بریلوی رحمہ اللہ نے دورہ حدیث حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی کے شاگرد حضرت مولانا عبدالعلی محدث قاسمی رحمہ اللہ سے پڑھا جو مدرسہ عبدالرب دہلی میں شیخ الحدیث تھے۔

''مولانا فتح محمد مفتی بہاولنگر نے اجمیر شریف مدرسہ معینیہ میں مولانا علامہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ سے علوم کی تحصیل کی۔ حدیث شریف مدرسہ عبدالرب دہلی میں مولانا عبدالعلی محدث رحمہ اللہ سے پڑھی۔

(منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص 371 مولف عبدالحکیم شرف قادری بریلوی، سن اشاعت 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔)

قارئین محترم! مولانا فتح محمد رحمہ اللہ بہاولنگری نے فنون کی تعلیم سیدالاولیاء حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ چشتیہ اجمیر شریف کے مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث مولانا علامہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور مولانا معین الدین وہ شخصیت ہیں۔ جنہوں نے اپنے فتویٰ کے شروع میں علمائے دیوبند کے بارے میں یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

''کہ یہ حضرات (علمائے دیوبند) مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں''۔

منقول از براۃ الابرار عن مکائد الاشرار ص 209 فتویٰ نمبر 52۔

(بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص: 376-375 ملخصًا)

ooo

علمائے دیوبند سے خانقاہ مرولہ شریف کے سجادہ نشین کی عقیدت :۔

76۔ (رواداری کی مہکتی کلی) آستانہ عالیہ خانقاہ مرولہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی صاحب رحمہ اللہ ذکر فرماتے ہیں۔

”برصغیر کے مذہبی اور روحانی طبقوں میں پریس کی اہمیت سب سے پہلے دیوبند نے محسوس کی یہ ان کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی تھی ساتھ انہوں نے معاشرے میں اردو زبان کے پھیلاؤ کا صحیح اندازہ لگالیا۔ چنانچہ عوامی استفادہ کے لئے مذہبی مواد کو آسان اردو زبان میں پیش کرنے کی تحریک کا آغاز دارالعلوم دیوبند سے ہوا جس کی تفصیل تاریخی کتب میں دیکھتی جاسکتی ہے، بعد میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے جب بہشتی زیور کی تالیف کی اور بعض سربرآوردہ علماء وفضلاء کے پاس تقریظ کیلئے بھیجی تو انہوں نے اس کا مذاق اڑایا اس وجہ سے کہ یہ کتاب آسان ترین اردو زبان میں تھی اور اس میں منشیانہ قسم کا مرصع و مسجع اسلوب نہ تھا آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتاب مذہبی لٹریچر میں ایک اعلیٰ پایہ کا متن شمار ہوتی ہے، اس سے مولانا صاحب کی اردو زبان کے بارے میں بصیرت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

(منقول از ھوالمطعم ص 111 ـ112 سن اشاعت 1979ء، طابع مکتبہ جدید پریس لاہور، ناشر اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور)

ooo

آستانہ عالیہ سیال شریف اور مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا مقام :۔

77۔ (رواداری کی مہکتی کلی) آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کے سابق سجادہ نشین جناب حضرت پیر خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کا حصول تعلیم اور علمائے اہلسنت دیوبند کے ساتھ بے حد درجہ عقیدت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمہ اللہ کے پڑپوتے اور حضرت خواجہ ضیاء الدین کے فرزند و جانشین حضرت پیر خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ سابق سجادہ

نشین آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا کی سنہری قابل ذکر تحریر جو انہوں نے مولانا کامل الدین رتوکالوی رحمہ اللہ کو عنایت فرمائی تھی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''میں نے کتاب ''تحذیر الناس'' کو دیکھا میں مولانا قاسم صاحب رحمہ اللہ کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے جہاں تک مولانا (محمد قاسم صاحب) رحمہ اللہ کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی، قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے۔

(فقیر قمر الدین سیال شریف منقول از ڈھول کی آواز، ص:117-116 مولف مولانا کامل الدین رتوکالوی مطبوعہ سنائی پریس سرگودھا)

ooo

کسب علم میں باہم رواداری
اور
اسلاف کی وسعت ظرفی

ہمارے اسلاف اخوت اور بھائی چارگی کی اہمیت کو سمجھنے والے تھے، اختلاف اور عناد میں باہمی فرق کو جانتے تھے اس لیے لاکھ اختلاف ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے مدارس میں علمی تشنگی کی سیرابی کیلئے بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے استاد کے سامنے کس طرح زانوئے تلمذ طے کیا جاتا ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں......!

اللہ کریم ہم سب کے دلوں میں اتفاق و اتحاد کی نعمت پیدا فرمائے اور باہم اُلفت کی عظمت ہمیں سمجھادے ۔ آمین

ازمرتب!

ذیل میں چند بزرگان دین کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو مسلک مخالف کے پاس سیرابی علم کی خاطر گئے اور دنیا کو پیغام دے گئے ------

اک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے

آستانہ عالیہ نوریہ کے سجادہ نشین کی رواداری

آستانہ عالیہ نوریہ چورہ شریف ضلع اٹک کے سابق سجادہ نشین جناب حضرت پیر مولوی احمد شاہ صاحب نقشبندی مجددی فاروقی چوروی تیراہی رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیوبند سے کسب علم کر کے رواداری کا پیغام دیا۔

1۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) ”سلسلہ تعلیم وتدریس ملا جیو صاحب قدس سرہ نے آپ نے سولہ سال تک علوم دینیہ کا درس دیا قرآن مجید وفرقان حمید پر حاشیہ لکھا تمہید ابوالشکور سلمی اور مکتوبات کو بھی محشیٰ فرمایا آپ کے تلامذہ بہت ہیں جنہوں نے آپ سے علوم عقلیہ ونقلیہ پڑھے چونکہ اکثر طلباء افغانہ تھے جو حصول تعلیم کے بعد طالب واپس چلے جایا کرتے تھے اس لئے آسامی تلامذہ جو میرے والد بزرگ وار (حضرت احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے مسموع ہوئے لکھے جاتے ہیں میرے والد بزرگ وار حضرت العلامہ پیر احمد شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے علم تفسیر فقہ اصول اور معانی اور ابتدائی کتب اکثر آپ سے پڑھیں اگرچہ بعد میں آپ معقولات کے واسطے مولانا نور حسن صاحب اور دورۂ حدیث کیلئے دیوبند تشریف لے گئے۔

(منقول از نور الاخیار الموسومہ بہ فیض تیراہی ۳۲ طبع اول مطبع حمایت اسلام پریس لاہور مصنفہ حضرت الحاج مولانا ابوالکلیم زیب سجادہ درگاہ عالیہ، نوریہ چورہ شریف ضلع اٹک، تذکرہ علمائے پنجاب ص ۸۲۹ جلد دوم از اختر راہی مطبع زاہد بشیر پرنٹر لاہور ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور)

جن کو حضرات ملا جیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حین حیات میں اپنا قائمقام بنایا اور سجادہ نشین کیا حضور نے آپ کو اپنے آخری تیرہ سال تک پاس رکھا سفر وحضر میں آپ ساتھ رہے۔ متعدد کتب آپ سے پڑھیں، طریقہ بیعت افادہ استفادہ آپ ہی سے کیا آپ ہی نے آپ کو امرتسر اور دیوبند بھیجا تھا اور اپنی حین حیات میں دورۂ

(حدیث شریف) کیلئے رواں فرمایا تھا۔

(منقول از نور الاخیار الموسومہ بہ فیض تیراہی ص ۵۸ طبع اول مصنفہ حضرت الحاج مولوی ابوالکلیم زیب سجادہ درگاہ آستانہ عالیہ نوریہ چوریہ شریف ضلع اٹک)

ooo

آستانہ عالیہ نقشبندیہ بیربل کے سجادہ نشین کی رواداری

> آستانہ عالیہ نقشبندیہ بیربل شریف ضلع شاہ پور پنجاب کے سابق سجادہ نشین جناب صاحبزادہ حافظ مولانا پیر محمد معصوم صاحب رحمہ اللہ نے دینی تعلیم مسلک علمائے اہلسنت دیوبند کے ترجمان استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد کفیات اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سابق مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ امینیہ دہلی سے حاصل کی ہے۔

2۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) ''جناب پیر مولانا حافظ محمد معصوم صاحب رحمہ اللہ نے حصول سند مدرسہ مذکور استفادہ کتب حدیث کے واسطے دہلی رونق افروز ہوئے اس جگہ مدرسہ امینیہ میں جناب معلیٰ القاب رئیس المحققین و رئیس المدققین خاتم نگین تدریس علوم حدیث استاد مستند و قدیم و حدیث احادیث رسول علیہ السلام بارع العلماء الافاضل، الفحول ذوالرئ الصائب والدرایۃ مخدومنا استاذنا حضرت مولانا مولوی محمد کفایت اللہ صاحب مدرس اعظم مدرسہ امینیہ شہر دہلی کے پاس صحاح ستہ (یعنی کہ دورہ حدیث شریف) پڑھ کر بعد تحصیل اسانید اساتذہ کرام کے وار دولت خانہ عالیہ ہیں ارادہ ہے کہ طلاب علوم کو فی سبیل اللہ اعلی علوم کی تعلیم دی جائے اور جد امجد قبلہ کی طرح نہایت آب و تاب کے ساتھ شغل و تدریس شروع کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے پاک ارادوں کو پورا کرے اور آپ کی عمر اور اصلاح و فلاح میں برکت کرے۔

(منقول از انوار المرتضوی ص ۱۶۸، ناشر آستانہ عالیہ بیربل شریف ضلع شاہ پور پنجاب۔ در مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور)

ooo

اعلیحضرت بریلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ کی رواداری

> مدرسہ حزب الاحناف لاہور کے بانی و مفتی خلیفہ اعلیحضرت مولانا احمد رضاخان بریلوی رحمہ اللہ کا حصول تعلیم پڑھئے کہ اعلیحضرت بریلوی رحمہ اللہ کے خلیفہ مولانا ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب بریلوی الوری رحمہ اللہ، بانی ومفتی وسابق شیخ الحدیث نے دورہ حدیث شریف کی تعلیم امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے بھی حاصل کی۔ یہ آپ کی فراخ دلی اور رواداری کی اعلیٰ مثال ہے۔

3۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی نے اس زمانے میں سہارنپور میں مولانا احمد علی محدث سہارنپور رحمہ اللہ (سے تعلیم حاصل کی جو کہ) تدریس حدیث میں بڑے یگانہ روزگار مانے جاتے تھے مولانا (ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب) نے آپ کے ہی درس حدیث سے دورہ حدیث پڑھا ان دنوں آپ کے ہم سبق مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ تھے۔

(منقول از تذکرہ علمائے اہلسنت جماعت لاہور ۳۶۸۔ ۳۶۹ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔ مرتب پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے)۔

علاوہ ازیں: مندرجہ بالا حوالہ کی مزید تائید وتصدیق کیلئے خود مولانا سید ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی رحمہ اللہ خلیفہ اعلیحضرت بریلوی رحمہ اللہ کی کتاب کا

ایک اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا واستاذ نا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری رحمہ اللہ کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔

(کتاب تحقیق المسائل ص ۱۳۱۔ سطر ۳۔ ۴۔ ۵ مطبوعہ لاہور پرنٹنگ پریس طبع ثانی ۱۳۴۵ھ منقول از دارالعلوم دیوبند نمبر ص ۷۷۸ سن اشاعت فروری مارچ ۱۹۷۶ء۔)(بحوالہ: فیضان دیوبند۔ص:144)

ooo

آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف کے سجادہ نشین کی رواداری

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے سابق سجادہ نشین حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری بریلوی رحمہ اللہ نے استاد العلماء حضرت مولانا مظہر صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرکے باہم دست وگریباں ہونے کی روایت کو ختم کیا۔

4۔(کسب علم میں رواداری کا پھول) ”مولانا پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سیداں ضلع سیالکوٹ دینی تعلیم کے سلسلہ میں آپ سہارنپور گئے اور حضرت مولانا مولانا محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی خدمت میں علوم دین کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ مولانا موصوف اپنے وقت کے فاضل ترین استاد اور عالم شمار کئے جاتے تھے۔ آپ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے آراستہ تھے اتباع سنت کا خاص اہتمام تھا اور ہر کام میں رضائے الٰہی کے حصول کی کوشش فرماتے تھے۔ مولانا صاحب نے حضرت قبلہ (پیر سید

جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ) کو اپنے علم وعرفان کے سمندر سے فراخدلی کے ساتھ فیضیاب کیا۔

(منقول از سیرت امیر ملت ص ۵۹ مصنفہ صاحبزادہ حافظ پیر سید الحاج اختر حسین شاہ صاحب، ملنے کا پتہ (دربار علی پورسیداں شریف ضلع سیالکوٹ)

نوٹ:۔ پیر مولانا سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ علی پور آستانہ عالیہ علی پورسیداں ضلع سیالکوٹ نے تجوید وقرأت حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی رحمہ اللہ دیوبندی سے پڑھی۔

علاوہ ازیں حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمہ اللہ نے حصول تعلیم کیلئے سہارنپور سے لکھنؤ کا سفر کیا اور حضرت مولانا مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم ندوۃ العلماء کا تلمذ اختیار کیا۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خدا رسیدہ عالم تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم کے محرم اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ آپ نے بیک وقت (لائق و فائق شاگرد کے مراتب کو پہچانا بفخر ومسرت حلقہ شاگردان میں شامل کیا اور بہت کم مدت میں علوم ظاہر وباطن کی تکمیل فرمائی)۔

(سیر امیر ملت ص ۶۰)۔ (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص:147)

غرض کہ حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پورسیداں ضلع سیالکوٹ نے دینی تعلیم علمائے اہلسنت دیوبند سے حاصل کی اور سند فراغت بھی حاصل کی۔

اس کے علاوہ حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید حافظ مولانا محمد حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ سابق سجادہ نشین اول آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پورسیداں ضلع سیالکوٹ کو بھی اپنی حیات میں دینی تعلیم کے واسطے حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جامعہ امینیہ دہلی روانہ فرمایا۔

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے سابق سجادہ نشین اول کی تعلیم کا ذکر

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے سابق اول سجادہ نشین جناب پیر مولانا صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ نے دینی تعلیم مسلک علمائے دیوبند کے ترجمان ادارہ جامعہ امینیہ دہلی سے حاصل کی اور علمائے اہلسنت دیوبند کی عطا کردہ دستار فضیلت یعنی پگڑی بھی اپنے کتب خانے میں بطور تبرک کے محفوظ رکھی۔

سفر دہلی

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا، درس نظامیہ کی اعلیٰ کتابیں تفسیر حدیث، فقہ، ادب فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت سراج ملت فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر حضرت مولانا ڈپٹی نذیر احمد صاحب رحمہ اللہ سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ سے پڑھی ہیں۔ مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کیلئے حضرت مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ تشریف لائے تھے آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سند بھی عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ (سید محمد حسین شاہ) صاحب فطری تواضع وانکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھی مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ (سید محمد حسین شاہ) صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت وفطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے اور آپ کیلئے دعا کی۔

یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ رہے۔

(منقول از سیرت امیر ملت ٦٧٣، ناشر صاحبزادہ الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب، ملنے کا پتہ دربار علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے دوسرے صاحبزادے کی دینی تعلیم کا ذکر:

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے حضرت مولانا پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے دوسرے صاحبزادے پیر حافظ خادم حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ کا حصول تعلیم بھی پڑھ لیجئے کہ انہوں نے بھی دینی تعلیم علمائے اہلسنت دیوبند کے دینی ادارہ جامعہ العلوم کانپور ہند سے تفسیر حدیث فقہ اور اسکے علاوہ معقولات کی کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف پڑھ کر علمائے دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔

تحصیل علم

کانپور میں آپ نے مدرسہ جامعہ العلوم میں باقاعدہ درس نظامیہ کی تکمیل کی تفسیر حدیث فقہ اور دیگر معقولی علوم حاصل کئے اور دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔ اس زمانے میں گھر سے دور رہ کر آپ کو مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن حصول تعلیم کے شوق ذوق میں آپ نے ہر سختی کو سہل سمجھا اور عالم فاضل بن کر گھر واپس آئے۔

(سیرت امیر ملت ۶۹۰ ناشر صاحبزادہ سید پیر اختر حسین شاہ صاحب ملنے کا پتہ: دربار شریف علی پورسیاں ضلع سیالکوٹ)

جامع العلوم کانپور کا یہ وہ ادارہ ہے جہاں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس بن کر پڑھاتے رہے۔

ooo

قلم کو آلودنہیں کیا......تکفیر سے احتراز

5۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ سے بھی معقولات اور

ریاضی کی کتابیں پڑھیں ملاحظہ فرمائیں:

''اس لئے آپ نے استاذ کل مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوکر معقول اور ریاضی کی کتب عالیہ کا درس لیا۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان 536 از مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری بریلوی، سن اشاعت باردوم 1983ء)

جناب حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد لطف اللہ گڑھی رحمہ اللہ کی علمائے اہل سنت دیوبند کے بارے میں حسن عقیدت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت مولانا علی گڑھی رحمہ اللہ نے علمائے اہلسنت دیوبند کی تکفیر سے کبھی بھی اپنے قلم کو آلود نہیں کیا۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

(مولانا محمد لطف اللہ گڑھی رحمہ اللہ) صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کسی کی تکفیر سے قلم آلود نہیں فرمایا نہ کبھی مسائل اختلافی کے مباحث میں حصہ لیا۔

(منقول از رسالہ استاذ العلماء ص 43 مختصر سوانح حیات حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ تالیف نواب محمد حبیب الرحمن شروانی تاریخ اشاعت 1980ء ملنے کا پتہ مکتبہ قادریہ اندرون مدرسہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور۔)

فنون کی تعلیم کا سلسلہ سند

استاذ الکل مولانا لطف اللہ علی گڑھی آپ مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے جو مولانا بزرگ علی گڑھی رحمہ اللہ متوفی 1262ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ متوفی 1262ھ کے مشہور شاگرد تھے۔ مولانا شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے نواسے اور جانشین تھے۔ مفتی صاحب کافی عرصہ علی گڑھ میں اپنے استاذ مولانا بزرگ علی رحمہ اللہ کے مدرسے میں تعلیم دیتے رہے اور اسی زمانہ میں مولانا لطف اللہ آپ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ (منقول از مہر منیر 73 سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی)

ooo

مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کی حصول تعلیم میں رواداری

6۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ مصنف کتاب ''بہار شریعت'' وخلیفہ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسلک اہلسنت دیوبند کے مدرسہ میں علوم دینیہ حاصل کئے ہیں:

''آپ کا اسم سید محمد نعیم الدین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) ہے، ولادت ۱۳۰۰ ہجری ہے۔ تاریخی نام غلام مصطفی ہے آپ کو تمام صدر الافاضل الاستاذ العلماء کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد مولانا سید معین الدین صاحب نزہت ابن مولانا امین الدین صاحب راسخ مرادآبادی ہیں۔ آپ ذہانت وفطانت میں اتنے بلند تھے کہ آپ نے آٹھ سال کی عمر شریف میں قرآن شریف حفظ کر کے فارسی میں کافی دسترس حاصل کر لی تھی۔ قبل بلوغ تک ہر سال رمضان مبارک میں نوعمروں کی جماعت کے اندر نفلوں میں پابندی سے ختم قرآن کریم پڑھا کرتے تھے، حفظ قرآن کریم کے بعد آپ قدوۃ الفضلاء راس العلماء حضرت مولانا شاہ محمد گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کابلی مہتمم مدرسہ امدادیہ مرادآباد کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوئے ۱۹ سال کی عمر شریف میں تمام علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تعلیم حاصل کر کے اپنے ہم جماعت طالب علموں میں مسند تفوق پر آئے۔

مدرسہ امدادیہ کی دیوار کے نیچے دیوبند ثانی جس کو مدرسہ شاہی مسجد کہا جاتا تھا اور دیوبند کے ساتھ ہی مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (دیوبندی) نے اس کو قائم کیا تھا کبھی کبھی تشریف لے جاتے اور اسباق کی سماعت فرماتے ہوئے ایسے ایسے اعتراضات لاتے کہ اساتذہ مدرسہ شاہی مسجد حیران ہو کر تحسین وآفرین کرتے۔

(منقول از حیات صدر الافاضل ۱۷۔۱۸۔۱۹ مرتب مولانا مفتی حکیم سید غلام معین الدین نعیمی کاکاخیل۔ باردوم باضافت ونظر ثانی۔ ناشر یکے از مطبوعات ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم لال کھوہ موچی گیٹ لاہور۔

مولانا ابوالکلام سے ملاقات

مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رضوی بریلوی رحمہ اللہ نے علوم دینیہ سے فراغت کے بعد مشہور سیاسی لیڈر ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے پاس ملازمت اختیار کرلی۔

ملاحظہ فرمائیں:

''مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کے ''البلاغ'' اور ''الہلال'' میں زوردار مضامین لکھے۔ (تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور، ص 355، تالیف: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔ ناشر: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔)

حضرات گرامی! مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی کے والد مولانا محمد معین الدین نزہت رحمہ اللہ شروع شروع میں حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔

مدرسہ مصباح التہذیب میں تعلیم حاصل کرنا

اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا محمد ظفر الدین رضوی بہاری ابن عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ محرم ۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ غلام حیدر تاریخی نام ہوا، ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں جو فارسی کے دبیر تھے۔ ۱۰ برس کی عمر میں اپنی نانہال موضع بین کے مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں داخل ہوکر مولانا معین الدین اشرف، مولانا بدر الدین اشرف، مولانا معین الدین ازہر رحمہم اللہ سے درس نظامی کی متوسطات تک تعلیم پائی۔ ۱۳۲۰ھ میں مولانا قاضی عبدالوحید رحمہ اللہ کے مدرسہ حنفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں مولانا شاہ وصی احمد سورتی رحمہ اللہ کے درس میں شریک ہوئے۔ محدث سورتی رحمہ اللہ کے چلے جانے کے بعد ۱۳۲۱ھ میں آپ کانپور پہنچے اور دارالعلوم میں استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے منطق کی کتابیں پڑھیں اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید مولانا عبیداللہ رحمہ اللہ سے ہدایہ آخیرین ختم کی۔ مولانا قاضی عبدالرزاق کانپوری رحمہ اللہ، تلمیذ رشید استاذ

زمن مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ سے بھی علمی استفادہ کیا۔ کچھ دنوں پیلی بھیت میں حضرت محدث سورتی رحمہ اللہ کے درس میں شریک ہوکر حدیث پاک کی سماعت کی وقرأت کی۔ یہاں سے بریلی پہنچے اس وقت وہاں مولانا غلام یٰسین خام سرائی رحمہ اللہ کے مدرسہ مصباح التہذیب میں داخل ہوگئے اوران کے درس میں شریک ہوگئے اوراعلیٰحضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے رہے۔

(منقول از تذکرہ علمائے اہلسنت کانپور ص:110-109 از محمود احمد قادری ملخصًا)

باہمی رواداری کے سات نشانات

(۱) مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمہ اللہ نے مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اوران سے ہی سند حدیث حاصل کی اور سند فراغت کے بعد علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور مدرسہ فیض عام کانپور میں پڑھاتے رہے۔ جس کے ثبوت مشاہیر علمائے دیوبند جلد ۱، ص48 پر موجود ہے۔ تالیف حافظ قاری فیوض الرحمن ایم اے عربی علوم اسلامیہ۔

(۲) مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمہ اللہ نے مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اورمولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔ جن کو دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اینٹ رکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ ترجمان مسلک دیوبند مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی تدریس فرماتے رہے۔ جس کا ذکر تذکرہ الخلیل، ص 210 مطبوعہ کراچی میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمہ اللہ نے مولانا عبیداللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اورمولانا عبیداللہ کانپوری رحمہ اللہ نے مولانا احمد حسن کانپوری

رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر سند حدیث حاصل کی۔

(۴) مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمہ اللہ نے مولانا عبدالرزاق کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور مولانا عبدالرزاق کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند حدیث حاصل کی۔

(۵) مولانا ظفر الدین رضوی بہاری خلیفہ اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد یٰسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مدرسہ ''اشاعت العلوم'' بریلی میں پڑھا ہے اور یہ مدرسہ ''اشاعت العلوم'' ترجمان مسلک علماء دیوبند ہے اور حضرت مولانا محمد یٰسین دیوبندی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔

(٦) مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھا ہے۔ مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ نے ابتدائی درسیات کی تعلیم مقامی اساتذہ سے حاصل کی پھر مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہ کر کتب درسیہ پڑھیں اور بہت سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کر لی۔ میں نے اپنے معتمد مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سے سنا ہے کہ حدیث کی سند انہوں نے قاری عبدالرحمن پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی پھر ایک مدت تک مدرسہ فیض عام کانپور میں تدریس کرتے رہے پھر اپنے وطن کوئل آ کر تدریس کرتے رہے۔

(منقول از مشاہیر علماء دیوبند جلد 1 ص 418 تالیف حافظ قاری فیوض الرحمن ایم اے مطبوعہ لاہور۔)

نوٹ: ۔ مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ نے کتب فنون مولانا مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی ہیں اور سند حدیث حضرت مولانا عبدالرحمن پانی پتی

www.ubqari.org www.ubqari.org

رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

(۷) مولانا ظفر الدین رضوی بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ غوثیہ حنفیہ میں عربی کی کتابیں زیادہ تر مولانا محمد ابراہیم رحمہ اللہ سے پڑھیں جو مئو ضلع اعظم گڑھ کے معزز روشن خیال اور عالم باعمل تھے۔ وہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید جامع العلوم کانپور کے فارغ التحصیل بہت سخت حنفی اور پکے سنی تھے۔

(منقول از حیات اعلیٰحضرت تالیف مولانا ظفر الدین رضوی بہاری صفحہ 10 مطبوعہ لاہور۔) (بحوالہ: فیضانِ دیوبند۔ ص:224 تا226)

ooo

مولانا محمد عمر اچھروی......اور اہل حدیث علماء سے کسب علم

7۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا محمد عمر اچھروی بریلوی لاہوری رحمہ اللہ کا حصول تعلیم اہل حدیث حضرات اور علمائے دیوبند سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

آپ نے مدرسہ رحمانیہ دہلی میں درس حدیث کی تحصیل کی اور سند مولانا عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ اہل حدیث سے حاصل کی، آپ نے تمام زندگی مسلک احناف کی بھرپور حمایت کی مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ مولانا رشید احمد علی میرٹھی رحمہ اللہ سے دوبارہ حدیث شریف کا درس لیا۔

(منقول از، تذکرہ اکابر اہلسنت ص498 سن اشاعت 1983 مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔) (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص:392)

ooo

مولانا ابومحمد رحمہ اللہ چکوالی اور حصول تعلیم میں رواداری کا پیغام

8۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا ابو محمد احمد الدین بن مولانا غلام حسین بن قاضی احسن آبائی وطن موضع بولہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم۔

آپ رحمہ اللہ مسلک بریلوی کے بہت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے کہ آپ مدرسہ

نعمانیہ لاہور میں کافی عرصہ تدریس کرتے رہے اور آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ ملاحظہ فرمائیں:

مولانا ابو محمد احمد الدین بن مولانا غلام حسین بن قاضی محمد احسن ذات اعوان ساکن چکوال ضلع جہلم نے گنگوہ اور مدرسہ دیوبند میں تعلیم پائی ہے۔ دیوبند میں مولانا محمد حسن صاحب رحمہ اللہ (دیوبندی) آپ کے استاذ تھے۔

(منقول از: مشاہیر علماء دیوبند جلد ا، ص:16 بار اول 1976ء مطبع العالمین پریس لاہور، تالیف حافظ قاری فیوض الرحمن ایم۔ اے۔)

مولانا احمد الدین چکوالی رحمہ اللہ، چکوال پنجاب کے باشندہ تھے دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ (محمود حسن) کے شاگرد تھے۔

(مشاہیر علمائے دیوبند جلد ا ص:17 بار اول 1976ء مطبع العالمین پریس لاہور۔ مدنی و اقبال نمبر ص:90 ستمبر اکتوبر 1978ء)

مولانا احمد الدین چکوالی رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیوبند سے شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ (دیوبندی) سے حدیث پڑھی اور گنگوہ میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کا درس لیا تھا۔ (مشاہیر علمائے دیوبند جلد ا ص:17، بار اول 1976ء مطبع العالمین پریس لاہور۔)

نوٹ:۔ مولانا احمد الدین چکوالی نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے دارالعلوم دیوبند میں حدیث شریف پڑھی اور پھر مزید تعلیم حدیث کیلئے گنگوہ میں جا کر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔

علاوہ ازیں 1298ھ میں حرمین شریفین کی زیارت کیلئے رخت سفر باندھا، وہاں مشہور فاتح عیسائیت فاضل نبیل مولانا رحمت اللہ کیرانوی قدس سرہ (جو کہ آپ کے والد ماجد کے بھی استاذ تھے) کے پاس ایک سال رہ کر حدیث قرأت، ہیئت ربع

مجیب اور ربع مقطرہ وغیرہ علوم وہاں کے جید اساتذہ سے حاصل کر کے تعلیم وتدریس کی اعلیٰ سندیں حاصل کیں۔ واپسی پر کراچی کے محلہ کھڈہ میں مولانا عبداللہ صاحب کے پاس کچھ عرصہ قیام کیا اور وہاں ایک دینی مدرسہ مظہر العلوم قائم کیا جو آج بھی جاری ہے۔ قیام کراچی کے دوران کئی علماء وطلباء آپ سے مستفید ہوئے، آپ نے علم طب بھی پڑھا اور اس میں کمال حاصل کیا کئی لاعلاج مریض آپ کے علاج سے شفاء یاب ہوئے۔

1280ھ میں والد ماجد کے ہمراہ حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے۔

(منقول از: تذکرہ اکابر اہلسنت ص:44 از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی سن اشاعت 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔)

ooo

اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ابتدائی تعلیم میں رواداری کا پیغام

9۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم علمائے اہلسنت دیوبند کے ترجمان ادارہ مدرسہ اشاعت العلوم بریلی شریف کے مہتمم حضرت مولانا محمد یٰسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت مولانا محمد یٰسین سرہندی ثم بریلوی رحمہ اللہ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالرشید مرحوم کا بیان ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ ابتدائی کتب میں ان کے شاگرد تھے اور مولانا رحمہ اللہ آپ کو بڑے ادب آمیز لہجہ میں خطوط لکھا کرتے تھے جو مولانا مرحوم کے پاس محفوظ تھے“۔

(منقول از تاریخ دار العلوم دیوبند نمبر ص 196 مارچ اپریل 1980ء تالیف سید محبوب رضوی)

ابتداء میں مولانا یٰسین صاحب کو مولانا احمد رضا خان صاحب رحمہ اللہ جو خط لکھتے

www.ubqari.org www.ubqari.org

تو نہایت تعظیم سے لکھتے ایسے جیسے کوئی اپنے شیخ کو لکھ رہا ہے۔

خطبات حکیم الاسلام ص 448 جلد 7، ناشر کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہر گیٹ ملتان، مشاہیر علماء دیوبند جلد ا ص: 625 اشاعت اول 1976ء تالیف حافظ قاری فیوض الرحمن ایم۔ اے۔ (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص: 395)

ooo

مولانا محمد اکبر علی میانوالی اور حصول تعلیم میں رواداری کا پیغام

10۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا محمد اکبر بن مولانا غلام حسین بن خدایار میانوالی میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید والد ماجد سے حفظ کیا۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد میانوالی رحمہ اللہ سے پڑھیں بعدازاں مولانا نور زمان کوٹ چاندنہ شریف ضلع میانوالی سے علمی استفادہ کیا کچھ عرصہ ضلع کیمل پور میں پڑھتے رہے۔ استاذ العلماء مولانا احمد الدین گانگوی رحمہ اللہ (میانوالی) کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیا اس کے بعد ضلع ہزارہ کے مختلف علماء سے تحصیل علم کرتے رہے۔ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں کیا۔

29 ذیقعدہ 1322ھ، 1905ء کو سند فراغت حاصل کی۔ آپ راسخ العقیدہ علماء اہلسنت میں سے تھے۔

(منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص 66، سن اشاعت 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔) (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص: 396)

ooo

مولانا مفتی محمد امید علی خاں رحمہ اللہ اور علمائے دیوبند سے کسب علم

11۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا مفتی محمد امید علی خاں ابن دلاور حسین خاں پٹھان موضع سکھ ڈیرہ تحصیل شاہ آباد گیا (صوبہ بہار) تقریباً 1301ھ، 1883ء میں پیدا ہوئے، شاہ آباد میں میٹرک کیا، ڈاکخانہ میں کلرک ہو گئے پھر کسی

صاحب دل کی تاثیر صحبت سے علوم دینیہ کا شوق پیدا ہوا، مولانا محمد رسول خاں ہزاروی (دیوبندی) صدر مدرس مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ سے تعلیم حاصل کی، متوسط کتابیں جامعہ اسلامیہ عربیہ امروہہ میں مولانا محمد امیر الدین صاحب رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ آخر میں مدرسہ عالیہ رام پور میں مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ، مولانا وزیر محمد اور مولانا منور علی سے تکمیل علوم کی، مولانا سید محمد عبدالعزیز انبیٹھوی رحمہ اللہ سے بھی مستفیض ہوئے۔ رام پور ہی میں مولانا قاری علی حسین تلمیذ مولانا قاری محمد عبدالرحمن پانی پتی سے تجوید و قرأت کی مشق کی۔ بعض مسائل کی تحقیق کیلئے اعلیٰحضرت حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استفادہ کیا۔

(منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص 94 سن اشاعت 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مولف مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور)

ooo

صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمٰن اور علم دین میں رواداری کا پیغام

12۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** صوفی ڈاکٹر حبیب الرحمن بن حاجی محمد رمضان رحمہا اللہ لدھیانہ میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے ممتاز فاضل سے علم حاصل کیا۔ فرنگی محل (لکھنؤ) دیوبند اور جامعہ ازہر مصر کے فاضل تھے۔

(منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص 130 سن اشاعت 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔ (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص:399-398)

ooo

مولانا مفتی محمد عبدالعزیز الگوں اور باہمی محبت کا پیغام

13۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا مفتی محمد عبدالعزیز صاحب قصبہ الگوں ضلع لاہور کے ابتدائی حالات پردہ خفا میں ہیں حضرت مفتی صاحب ابتداءً اہل حدیث علماء سے تعلیم حاصل کرتے رہے تھے۔ اس کے بعد حدیث شریف پڑھنے کیلئے

امام المحدثین حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(ملخصاً، تذکرہ اکابر اہلسنت 234 سن اشاعت 1983ء مطبع پرنٹرز لاہور، مولف مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

نوٹ: مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب قصبہ الگوں ضلع لاہور اہل حدیث حضرات سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی رحمہ اللہ بانی وشیخ الحدیث مدرسہ حزب الاحناف ہند لاہور کے پاس حاضر ہوکر حدیث شریف کا درس لیا اور مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی رحمہ اللہ نے امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ جس کا ثبوت تذکرہ اکابر اہلسنت ص140 پر مرقوم ہے۔

’’مولانا سید ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب رحمہ اللہ ابن سید نجف علی نے سند حدیث مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔

ooo

مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور پیغام رواداری

14۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) (والد حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کراچی) مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی بن مولانا محمد عبدالحکیم رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ چار سال دس ماہ کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا۔ اردو فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ بعدازاں جامعہ قومیہ میں داخل ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں درس نظامی کی سند حاصل کی۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت 236، مطبع معظم پرنٹرز لاہور، از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

نوٹ: مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ یہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی

بریلوی رحمہ اللہ کے والد محترم ہیں اور انہوں نے میرٹھ کے مدرسہ ترجمان مسلک دیوبند جامعہ قومیہ میرٹھ میں مدرسہ دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

ooo

مولانا مفتی عطا محمد رتوی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور پیغام رواداری

15۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا مفتی عطا محمد رتوی بن مولانا مفتی امام الدین رحمہا اللہ بمقام رتہ شریف تحصیل چکوال میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد ماجد جید عالم دین صاحب حال بزرگ اور حضرت مولانا خواجہ غلام نبی قدس سرہ للہ شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا مفتی عطا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد والد ماجد سے سکندر نامہ تک فارسی کی کتابیں پڑھیں بعد ازاں کچھ دن موضع یوسف شاہ (سرگودھا) اور کچھ دن بیربل شریف رہے۔ پھر گھوٹہ ضلع ملتان میں صرف ونحو کے امام مولانا حافظ جمال اللہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تین سال کے عرصہ میں متن متین اور قطبی تک کتابیں پڑھ لیں۔ بعد ازاں استاذ محترم کی اجازت سے دہلی گئے اور کوچہ بلی مارہ میں قیام کیا لیکن یہاں اطمینان حاصل نہ ہوا اس لئے شہرہ آفاق فاضل مولانا فضل حق رامپوری قدس سرہ کی خدمت میں رام پور حاضر ہوئے اور مدرسہ عالیہ میں داخل ہو کر سات سال تک درسیات کی کتب متداولہ کی تکمیل کی۔ مولانا فضل حق رام پوری رحمہ اللہ نے اسی مدرسہ میں بحیثیت مدرس کام کرنے کی پیشکش کی لیکن مفتی صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ اس سلسلے میں والد ماجد سے اجازت لینا ضروری ہے۔ عریضہ ارسال کیا تو والد ماجد نے اجازت نہ دی اور تاکیداً واپسی کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو مجبوراً واپس آنا پڑا۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص 279 سن اشاعت مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور)

وضاحت :۔ مولانا مفتی عطا محمد رتوی بریلوی رحمہ اللہ نے سات سال کے طویل عرصہ میں تمام علوم دینیہ مولانا فضل حق

رامپوری رحمہ اللہ سے پڑھ کر سندفراغت حاصل کی۔ مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر یہ رحمۃ اللہ علیہ کے اوروہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اور دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث حضرات رحمہم اللہ کا سلسلہ اسنادحدیث یہاں متفق ہوجاتا ہے۔ ازمرتب!

ooo

مولانا غلام احمد رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

16۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا غلام احمد رحمہ اللہ کے والد کا نام شیخ احمد تھا آپ 1273ھ میں بمقام کوٹ اسحاق تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے، ہوش سنبھالتے ہی تحصیل علوم میں منہمک ہوگئے اور اطراف ملک کے اہل علم کے خرمن فیض سے خوشہ چینی کی آپ نے جن جلیل القدر علماء وفضلاء کے چشمہ فیض سے اپنی تشنگی علم کو دور کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

مولانا علاؤالدین بھابھڑا ضلع ہوشیار پور، مولانا شاہ دین، مولانا محمد دین ساکن احمد نگر گوجرنوالہ، مولانا ابواحمد مرادعلی صاحب بیگووالی علاقہ کپورتھلہ، مولانا محمد عمر رام پور منہارہ، مولانا عبداللہ تلونڈی ہوشیار پور اور حضرت مولانا غلام قادر صاحب بھیروی بیگم شاہی مسجد لاہور، مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا محمد یعقوب (نانوتوی) حضرت مولانا میاں نذیر حسین دہلوی (اہل حدیث) رحمہم اللہ۔ بعدفراغ تعلیم آپ اس عہد کی عظیم سنی درسگاہ دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں بحیثیت مدرس دوم طلبہ کو درس دینے میں مصروف ہوگئے۔ (تذکرہ اہلسنت والجماعت لاہور۔ ص 221، ازصاحبزادہ جناب اقبال احمد فاروقی صاحب ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

ooo

مولانا غلام الدین رحمہ اللہ کے اساتذہ میں رواداری کی بہترین مثال

17۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا غلام الدین بن مولانا میاں سید احمد بن فضل دین ابن میاں کرم دین چکوڑی ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید والدہ ماجدہ سے پڑھا، ڈیڑھ میل دور قصبہ کنجاہ کے سکول میں سات جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد عبداللہ کنجاہی سے سکندر نامہ فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ صرف نحو کی ابتدائی کتب موضع ٹھیکریاں میں مولانا فضل حق سے پڑھیں پھر لاہور آ گئے استاذ الفضلاء مولانا محمد مہر الدین مؤلف تسہیل المبانی شرح مختصر المعانی، مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد دامت برکاتہم العالیہ اور امام المحدثین مولانا سید دیدار علی قدس سرہ سے درس نظامی اور حدیث پاک کی تکمیل کی۔ 1352ھ میں سند فاغت حاصل کی۔ سند فراغت پر امام المحدثین کی مہر ثبت ہے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص 294، مطبع معظم پرنٹرز لاہور، از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

قارئین محترم! مولانا غلام الدین بن مولانا میاں سید احمد بن میاں فضل الدین نے دورۂ حدیث شریف کی سند مولانا سید ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی سے حاصل کی اور مولانا سید ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی نے دورۂ حدیث شریف کی سند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

مولانا غلام حیدر رحمہ اللہ مشائخ اور رواداری کا پیغام

18۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا غلام حیدر موضع پھلیاں تحصیل قلندری آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے، گجرات پنجاب میں اور پشاور کے فضلاء سے علمی استفادہ حاصل کرنے کے بعد لاہور آئے اور اہلسنت والجماعت کے مایہ ناز فاضل مولانا غلام قادر بھیروی قدس سرہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور علمی جواہر پاروں کو دامن مراد میں سمیٹا کچھ عرصہ مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ میں بھی پڑھتے رہے۔ تکمیل

علوم کے بعد جامع مسجد خراسیاں اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں جس کے متصل ان دنوں مدرسہ نظامیہ رضویہ قائم ہے میں خطیب مقرر رہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص 306، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء، ازمولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور)

حضرت مولانا غلام قادر بھیروی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدرالدین آزرودہ رحمہ اللہ سے علوم دینیہ پڑھے اور حضرت مولانا صدر الصدور مفتی صدرالدین آزردہ رحمہ اللہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

اور حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمہ اللہ کے دوسرے اساتذہ مولانا غلام محی الدین بگوی اور مولانا احمد الدین بگوی رحمہ اللہ ہیں اوران دونوں بگوی علماء نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دستار فضیلت حاصل کی اور حضرت مولانا محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

ooo

مولانا بھیروی رحمہ اللہ کے پیشواؤں میں باہمی محبت اور رواداری

19۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) حضرت غلام قادر ہاشمی ابن مولانا غلام حیدر رحمہا اللہ 1265ھ میں 1849ء میں بھیرہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مولانا محی الدین بگوی رحمہ اللہ (جوان دنوں مسجد حکیماں اندرون بھاٹی دروازہ لاہور میں درس حدیث پاک دیا کرتے تھے) اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا احمد الدین بگوی رحمہ اللہ سے حاصل کی مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے حضرت مولانا مفتی صدرالدین آزرودہ صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تکمیل علوم کے بعد لاہور تشریف لائے اور اندرون بھاٹی دروازہ اونچی مسجد کے خطیب مقرر رہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص 326 مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء
ازمولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

قارئین محترم! مولانا غلام قادر بھیروی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم مولانا احمد دین بگوی رحمہ اللہ سے حاصل کی اور مولانا احمد دین بگوی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

ایک ہی سب کا نبی دین بھی قرآن بھی ایک

ooo

مولانا فیض احمد اویسی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری

20۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا فیض احمد اویسی رحمہ اللہ بہاولپوری لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ علیہ فقیر کے حفظ القرآن کے استاد اور حضرت سراج الفقہاء کے شاگرد اور فاضل دیوبند تھے“۔

(بحوالہ: احسن التحریر فی تقاریر دورہ تفسیر، تفسیر اویسی۔ ص:45 حصہ اول)

ooo

مولانا محمد صاحب رحمہ اللہ اور کسب علم میں روداری

21۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”میرے اساتذہ میں مولانا عبداللہ ٹونکی مرحوم اور مولانا حافظ نذیر احمد مرحوم جیسے منطقی اور ادیب اور فخر العلماء جناب مولانا کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ جیسے محدث بھی ہیں۔ آگے حاشیہ میں لکھا ہے مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ امینیہ دہلی کے شیخ الحدیث تھے“۔ (انقلاب الحقیقت، ص5)

ooo

آستانہ عالیہ جامعہ محمدی کا دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنا

22۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول)(ا) آستانہ عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کا ذکر بھی پڑھ لیجئے۔

مولانا محمد ذاکر صاحب رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم تو آبائی قصبے میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کیلئے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ یہاں سے حدیث تفسیر اور فقہ کی تعلیم کو مکمل کیا۔ آپ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔

(منقول از تحریک جامع محمدی ص 9 شائع کردہ شعبہ تالیف وتصنیف جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ۔)

(۲) مولانا محمد ذاکر صاحب رحمہ اللہ آستانہ عالیہ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ نے دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی۔

(تذکرہ علمائے پنجاب ص 668، جلد دوم، مؤلف اختر راہی، سن اشاعت 1980ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور، ناشر مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔)

(۳) مولانا محمد ذاکر صاحب محمدی شریف ضلع جھنگ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔

(اکابر تحریک پاکستان، جلد ص 234 سن اشاعت 1979ء از محمد صادق قصوری)

ooo

مولانا محمد غازی نرڑہ کیمل پور اور کسب علم میں رواداری کا پیغام

23۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا محمد غازی نرڑہ کیمل پور میں پیدا ہوئے مولانا محمد غازی صاحب نے استاد زمن مولانا احمد علی کانپوری رحمہ اللہ کے اجلہ تلامذہ میں سے تھے۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص: 501 مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

www.ubqari.org www.ubqari.org

نوٹ: ۔ مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ مظاہر علوم اور مدرسہ فیض عام کانپور میں بھی پڑھاتے رہے اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند حدیث حاصل کی اور مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سے علوم دینیہ کے علمی جواہر پاروں کو دامن مراد میں خوب سمیٹتے رہے۔

ooo

مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں رواداری کا پیغام

24۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی ابن حضرت خواجہ محمد حسن سرہندی قدس سرہ 14 ذیقعدہ 10 جنوری 1323؁ ھ ء۔ 1906؁ ء کوٹنڈو سائیں داد (سندھ) میں پیدا ہوئے آپ نے عربی کی تعلیم کا آغاز والد ماجد سے کیا ان کے علاوہ مولانا غلام محمد نظامانی اور مولانا شفیع محمد سوڈاروں سے بھی استفادہ کیا۔ شرح وقایہ تک پڑھنے کے بعد مزید تعلیم کیلئے اجمیر شریف مولانا معین الدین اجمیری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب علوم کیا۔ اسی اثناء میں ٹونک میں حضرت مولانا حکیم سید برکات احمد ٹونکی رحمہ اللہ تلمیذ مولانا عبدالحق خیر آبادی اور فرنگی محل میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ کیا۔ غرض گیارہ سال بیرون سندھ رہ کر علم و فضل کی دولت سے مالا مال ہوتے رہے، زیادہ تر اجمیر شریف میں مقیم رہے۔ یہیں مولانا سید امیر علوی اجمیری رحمہ اللہ سے بھی شرف تلمذ اختیار کیا اور حکیم نظام الدین برادر مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ سے علم طب میں استفادہ کر کے کمال حاصل کیا۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص 507، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983؁ء از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

قارئین کرام! مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت خواجہ سید الاولیاء معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث و مفتی و ناظم انجمن جمعیت انوارِ خواجہ اجمیر شریف حضرت مولانا معین الدین اجمیری خیر آبادی رحمہ اللہ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔

پیر مولانا محمد ہاشم صاحب سرہندی رحمہ اللہ نے علوم دینیہ مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی رحمہ اللہ شاگرد مولانا عبدالحق خیر آبادی رحمہ اللہ سے حاصل کئے ہیں اور مولانا عبدالحق رحمہ اللہ نے علوم دینیہ اپنے محترم مولانا فضل حق رامپوری خیر آبادی رحمہ اللہ سے حاصل کئے۔

ooo

مفتی سید مسعود علی قادری حمہ اللہ کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام

25۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا مفتی سید مسعود علی قادری ابن حافظ سید احمد علی ابن سید قاسم علی ابن سید ہاشم علی رحمہم اللہ 1327ھ۔ 1909ھ میں علی گڑھ کی ایک ریاست بوڑھا گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مارہرہ ضلع ایٹہ میں پائی۔ 1919ء میں مدرسہ لطیفیہ جامع مسجد علی گڑھ میں مولانا عبدالرحمن رحمہ اللہ سے عربی تعلیم شروع کی۔ 1921ھ میں نواب ابوبکر خان کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ قادریہ دادوں ضلع علی گڑھ میں داخلہ لیا اور مولانا وجیہہ الدین احمد خان رامپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نعمانی رحمہ اللہ اور مولانا محی الدین رحمہ اللہ ایسے فاضل اساتذہ سے اکتساب علم و فضل حاصل کیا۔ 1928 تا 1931ء مدرسہ عالیہ رامپور میں تعلیم حاصل کی دیگر اساتذہ کے علاوہ مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ اور ان کے فرزند گرامی مولانا افضال حق رامپوری رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص 518 مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور)

نوٹ: ۔ مولانا مفتی سید مسعود علی قادری بریلوی رحمہ اللہ نے مولانا افضال الحق رامپوری رحمہ اللہ سے پڑھا اور مولانا افضال الحق رامپوری رحمہ اللہ نے اپنے والد ماجد مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علمائے اہلسنت دیوبند کے پیشوا ہیں۔

> دیوبندی، اہل حدیث اور بریلوی علمائے کرام رحمہم اللہ کی اکثر دینی علوم کی اسناد ان ہی اکابرین پر جا کر ٹھہرتی ہیں آیئے اسلاف کے اس رواداری کے پیغام کو ہم سب بھی تھامنے کی کوشش کرتے ہیں۔ از مرتب!

ooo

مولانا سید پیر مغفور القادری اور حصول علم میں رواداری کا پیغام

26۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا پیر سید مغفور القادری ابن سید سردار احمد قدس سرہما 1326ھ، 1908ء میں گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حافظ کرلیا۔ ابتدائی کتابیں مولانا مفتی محمد حیات گڑھی والے رحمہ اللہ اور مولانا عبدالکریم ہزاروی بھرچونڈی رحمہ اللہ سے پڑھیں اس کے بعد مدرسہ شمس العلوم بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان میں تکمیل کی۔ مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رحمہ اللہ سے بھی مستفیض ہوئے۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص 528 مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

نوٹ:۔ مولانا پیر سید مغفور القادری بریلوی رحمہ اللہ نے ترجمان مسلک دیوبند کا مدرسہ شمس العلوم بستی مولویاں ضلع رحیم یار خان میں علوم دینیہ حاصل کیے۔

(منقول از انوار رضا ص 193، مطبوعہ لاہور۔ سن اشاعت 1986ء ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور۔ منقول از امام احمد رضاؒ نمبر ص 187 مطبوعہ دہلی)

ooo

مولانا سید ولایت شاہ رحمہ اللہ اور رواداری کا پیغام

27۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) حضرت مولانا سید ولایت شاہ ابن پیر سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ 1306ھ۔ 1888ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک یاد کرنے کیلئے پہلے موضع دانیوال گئے، پانچ پارے یاد کئے پھر گجرات چلے آئے، بعد ازاں مدرسہ تعلیم القرآن جنڈ میں داخل ہوئے اور قرآن مجید حفظ کیا۔ درسی کتابیں مولوی غلام حیدر فتح پورہ گجرات سے پڑھیں اور مولوی قاری غلام نبی للہی سے کتب تجوید کا درس لیا۔ تکمیل کیلئے مدرسہ نعمانیہ لاہور میں مولوی غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہی سے فراغت سند حاصل کی۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص 565، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء، از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلویؒ لاہور)

قارئین محترم! حضرت مولانا پیر سید ولایت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ سے حاصل کئے اور سند فراغت حاصل کی۔

مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے ہیں۔

ooo

حضرت مولانا یار محمد بندیالوی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور باہمی محبت کا پیغام

28۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) حضرت مولانا یار محمد بندیالوی ابن

جناب میاں سلطان محمد ابن میاں شاہ نواز رحمہم اللہ 1304ھ، 1887ء میں بندیال شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ موضع پکا ضلع میانوالی میں قرآن مجید حفظ کیا، فارسی کی ابتدائی کتابیں ایک مقامی مولوی سے پڑھیں صرف ونحو و دیگر فنون کی کتابیں امام الصرف والنحو مولانا محمد امیر دامانی مصنف ''قانونچہ عجیبہ'' سے پڑھیں۔ ''الفیہ ابن مالک'' پڑھنے کیلئے مولانا ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں موضع پنجائن ضلع جہلم میں حاضر ہوئے۔ آپ کو ''الفیہ بن مالک'' ایک ہزار عربی اشعار کا مجموعہ جس میں صرف ونحو کے مسائل بیان کئے گئے ہیں پر اس حد تک عبور تھا کہ جس مسئلے کی ضرورت ہوتی وہ مصرعہ پڑھ دیتے جس میں وہ مسئلہ ہوتا اس کے علاوہ مولانا غلام احمد حافظ آبادی صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور سے استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ جامع مسجد فتح پور دہلی میں بھی پڑھتے رہے۔ پھر اعلیٰ تعلیم کا شوق دل میں لئے ہوئے اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ دور تھا جب اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنا تمام وقت تصنیف و تالیف پر صرف فرما رہے تھے۔ علالت طبع اس پر مستزاد تھی اس لئے آپ کے ایماں پر مولانا ہدایت اللہ جونپوری رحمہ اللہ شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منطق و فلسفہ کی انتہائی کتابیں (افق المبین شرح اشارات وغیرہ) پڑھنے کے علاوہ تکمیل علوم کی۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص 570، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

نوٹ:۔ مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ مولانا غلام احمد حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور سے حاصل کئے ہیں اور مولانا غلام احمد حافظ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔

اور مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کیا۔ حضرت مولانا غلام

قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ مولانا احمد دین بگوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محی الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے ہیں اور ان دونوں بگوی حضرات نے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد یار بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا ہدایت اللہ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

ooo

حضرت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی کے اساتذہ اور باہمی محبت کا پیغام

29۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) حضرت مولانا پیر سید خواجہ غلام محی الدین گولڑوی ابن حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہما اللہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی رحمہ اللہ کی تعلیم و تربیت کیلئے نادر روزگار اساتذہ مقرر کئے گئے۔ تجوید و قرأت میں مولانا قاری عبدالرحمن جونپوری رحمہ اللہ سے استفادہ کیا اور علوم دینیہ کی تحصیل مولوی محمد غازی رحمہ اللہ (صاحب مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف) سے کی۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت ص 348، مطبع معظم پرنٹرز لاہور۔ سن اشاعت 1983ء، از مولوی عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور۔)

قارئین محترم! حضرت مولانا سید پیر غلام محی الدین گولڑوی رحمہ اللہ ابن حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں تجوید و قرأت حضرت مولانا قاری عبدالرحمن جونپوری دیوبندی سے پڑھی اور علوم دینیہ مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ سے حاصل کئے اور مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ نے علوم دینیہ حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔

ooo

www.ubqari.org www.ubqari.org

مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری کا پیغام

30۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ موچی کٹری ضلع اٹک کے خٹک پٹھان تھے۔ مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ کے اجل تلامذہ میں سے تھے۔

(تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم ص 713، از اختر راہی بار اول 1980ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور)

نوٹ:۔ مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ سابق صدر مدرس مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

ooo

مولانا مہر محمد اچھروی لاہوری کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام

31۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا مہر محمد اچھروی لاہوری رحمہ اللہ ابن عبداللہ رحمہا اللہ 1314ھ ۔ 1896,97ء میں بمقام چوکھنڈی ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ فارسی درسیات بندیال ضلع سرگودھا میں مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ سے پڑھی اس کے بعد قاضیاں مظفر گڑھ کے مولانا غلام حسین رحمہ اللہ اور غلام محمود گھوٹوی رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیا۔ مولانا گھوٹوی رحمہ اللہ بغرض حج ارض حجاز تشریف لے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں مولانا غلام رسول ساکن رحمہ اللہ انہی کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیا۔ مولانا گھوٹوی رحمہ اللہ کی واپسی پر ان سے سند فراغت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہو کر جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔

(تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم، ص 764، از اختر راہی بار اول 1980ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور)

قارئین محترم! مولانا محمد اچھروی لاہوری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا غلام رسول

انہی والے دیوبندی سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ نے مولوی غلام احمد حافظ آبادی رحمہ اللہ اور شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا غلام قادر بھیروی رحمہ اللہ سے بھی پڑھا ہے اور مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اور مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ علمائے دیوبند کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔

حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی اور ان کے خلیفہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمہ اللہ نے اور ان کے صاحبزادے حضرت مولانا پیر سید محی الدین گولڑوی رحمہ اللہ نے اور انکے مدرسہ کے صدر مدرس مولانا محمد غازی صاحب رحمہ اللہ ان تمام حضرات نے علماء دیوبند سے علوم دینیہ حاصل کئے ہیں۔

ooo

مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری کا پیغام

32۔(کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمہ اللہ خلیفہ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حصول تعلیم ملاحظہ فرمائیں:

مولانا محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین بن مولانا خدابخش بن مولانا خیر الدین رحمہم اللہ ؁1296ھ، 9۔ ؁1887ء قصبہ گھوسی محلہ کریم الدین ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد فن طب اور علم وفضل میں باکمال تھے ابتدائی کتب جد امجد سے پڑھیں۔ بعد ازاں اپنے بڑے چچیرے بھائی مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ سے علوم وفنون کی ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر انہیں کے مشورے سے مولانا ہدایت اللہ خان رام پوری ثم جونپوری رحمہ اللہ سے اکتساب فیض کیلئے مدرسہ

حنفیہ جونپور میں داخل ہوئے۔ علوم وفنون کی تکمیل کے بعد حجۃ العصر شیخ المحدثین مولانا شاہ وصی احمد سورتی قدس سرہ کی خدمت میں مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں حاضر ہو کر درس حدیث لیا۔ 1320ھ۔ 1902ء میں سند حاصل کی۔

(منقول از باغی ہندوستان ص 335۔ 336 سن اشاعت 1978ء طابع ایم منیر قاضی ملی پرنٹرز سرکلر روڈ لاہور)

نوٹ: مولانا امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمہ اللہ خلیفہ اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم وفنون کی کتب مولانا ہدایت اللہ جونپوری رحمہ اللہ سے پڑھیں اور مولانا ہدایت اللہ جونپوری رحمہ اللہ نے مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ سے علوم دینیہ پڑھے اور مولانا امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ حدیث مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اور مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں پہلی اینٹ رکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

پھر حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ ترجمان دیوبند مدرسہ مظاہر علوم میں بھی پڑھاتے رہے اور ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے مولانا حبیب الرحمن رحمہ اللہ بھی پڑھاتے رہے جس کا ثبوت تذکرۃ الخلیل ص 210 مطبوعہ کراچی میں ملاحظہ فرمائیں۔

ooo

مولانا قاری غلام رسول لاہوری رحمہ کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام

33۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) مولانا قاری غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے ایک قریبی گاؤں سلامت پورہ میں 1935ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قرآن اپنے گاؤں سے حاصل کی آپ کے بچپن کی خوش آوازی نے لوگوں کو بڑا متاثر

کیا یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ قاری صاحب نے سب سے پہلے کس قاری کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیا لیکن جب آپ ایک خوش آواز قاری کی حیثیت سے ابھرے تو آپ نے 1955ء میں جناب قاری عبدالمالک صاحب رحمہ اللہ سے باقاعدہ فن تجوید کی تعلیم حاصل کی آپ نے عربی اور فارسی کی کتابیں مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے پڑھیں اور 1953ء کو سند تحصیل علوم حاصل کی۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور ص425، از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے۔)

قارئین محترم! مولانا قاری غلام رسول بریلوی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے تجوید و قرأت کی تمام تعلیم حضرت مولانا قاری عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے حاصل کی جن کا مدرسہ ترتیل القرآن لٹل روڈ لاہور میں ہے۔

علاوہ ازیں مولانا قاری غلام رسول لاہوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ حدیث کی سند مولوی ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمہ اللہ مہتمم و شیخ الحدیث و مفتی سے پڑھ کر حاصل کی اور مولانا ابوالبرکات سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ حدیث اپنے والد مولانا سید ابومحمد دیدار علی شاہ صاحب بریلوی رحمہ اللہ سے پڑھا اور مولانا سید ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب بریلوی رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر سند حاصل کی۔

حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سا تعارف پڑھیے، حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذریعہ معاش پریس اور تجارت کتب تھا دولت علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیوی دولت سے بھی مالا مال کیا تھا غرباء اور طلباء پر فیاضی کے ساتھ خرچ کرتے تھے۔ آخر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے۔ نہایت متواضع، منکسر المزاج اور سیر چشم تھے، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کی علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے۔

مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔

(تاریخ دار العلوم دیو بند ص 47 سن اشاعت 1980ء از سید محبوب رضوی)

ooo

مولانا سید محمد کچھوچھوی رحمہ اللہ کے اساتذہ میں علمائے دیو بند کا احترام

34۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا سید محمد کچھوچھوی بن مولانا نذر اشرف مقام جائیس ضلع بریلی میں تاریخ 15 ذیقعدہ بروز چہارشنبہ 1311ھ ہے اپنے نانا کے زیر تربیت رہے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے اور درسگاہ کے اساتذہ سے حاصل کی۔ مدرسہ نظامیہ فرنگی محل سے مولانا عبدالباری رحمہ اللہ سے درس نظامی پڑھا۔ علی گڑھ میں حضرت لطف اللہ صاحب رحمہ اللہ شرح تجرید اور افق المبین پڑھی سند فراغت کے وقت آپ کو علامہ کا لقب دیا گیا حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر بدایونی رحمہ اللہ سے سند حاصل کی، دہلی میں مدرسۃ الحدیث کی بنیاد رکھی اور درس حدیث شروع کیا۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت والجماعت لاہور ص 356، از پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے)

(ا) مولانا سید محمد کچھوچھوی بریلوی رحمہ اللہ نے عربی درس نظامی کی کتب مولانا عبدالباری رحمہ اللہ فرنگی محل مدرسہ نظامیہ میں پڑھی ہیں اور ہندوستان میں علمائے فرنگی محل کی شہرت مسلم تھی۔ ان کو علمائے دیو بند سے بعض فروعی مسائل میں چند اختلاف بھی تھے لیکن اس کے باوجود علماء دیو بند کو پکا سچا موحد مسلمان سمجھتے تھے۔

مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمہ اللہ مولانا عین القضاۃ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ علمائے فرنگی محل میں اپنے بزرگوں کی یاد تھے۔ آپ نے صاف صاف لکھ دیا ''اس قدر التماس ہے کہ ہمارے اکابر (علمائے فرنگی محل) نے اعیان علماء دیو بند کی تکفیر نہیں کی ہے اس واسطے جو حقوق اہل اسلام کے ہیں ان سے ان کو کبھی محروم نہیں رکھا ہے''۔

(الطاری والداری لھفوات عبدالباری جلد دوم ص 16۔ طبع اول، مطبوعہ حسنی پریس بریلی)

علاوہ ازیں! حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا ارشاد مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محل کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرنگی محل جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا قیام الدین عبدالباری رحمہ اللہ فرنگی محل لکھنؤ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں اور اپنے دور کے علماء ومشائخ میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے۔

(منقول از مہر منیر ص415 سوانح حیات حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی راولپنڈی مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لمیٹڈ، جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور)

ooo

مدرسہ رضویہ کے شیخ الحدیث اور حصول علم میں رواداری کا پیغام

35۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) مولانا غلام رسول رضوی بریلوی رحمہ اللہ مدرسہ رضویہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث ہیں امرتسر کے گاؤں میں 1960ء کو پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی پیر نبی بخش تھا، پیشہ زمینداری تھا، اپنے بیٹے کو ایک جید عالم دین کی حیثیت سے دیکھنے کے متمنی تھے۔ مڈل پاس کرنے کے بعد اچھرہ لاہور کے دینی مدرسہ میں داخل ہوئے۔ حمد اللہ تک یہاں تعلیم حاصل کی، بریلی کے دیوبندی مدرسہ دارالعلوم میں داخلہ لیا اور تکمیل علوم دینیہ کی۔

(منقول از تذکرہ علمائے اہلسنت والجماعت لاہور۔ ص:338 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے لاہور۔ (بحوالہ: فیضان دیوبند۔ ص:455)

ooo

مولانا عارف اللہ شاہ قادری رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری

36۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) مولانا عارف اللہ شاہ قادری بن مولانا محمد حبیب قادری بن محمد عظیم اللہ 14 شوال 1327ھ، 29 اکتوبر 1909ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا عارف اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ کی تحصیل میرٹھ میں مدرسہ

قومیہ عربیہ، مدرسہ امداد الاسلام اور مدرسہ اسلامیہ عربیہ میں کی۔ 25 نومبر 1933ء 7 شعبان 1352ھ کو انہوں نے دستار فضیلت حاصل کی۔ (منقول از تذکرہ علماء پنجاب جلد 1، ص:224 اشاعت اول 1980ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور)

نوٹ: مولانا عارف اللہ شاہ قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے اہلسنت دیوبند کے مدارس مدرسہ قومیہ عربیہ، مدرسہ امداد الاسلام اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ وغیرہ میں علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور علمائے دیوبند سے علوم دینیہ پڑھ کر آئے۔

ooo

مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ اور ان کے اساتذہ میں رواداری کا پیغام

37۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی بریلوی گجراتی بن محمد یار خان رحمۃ اللہ علیہما شوال 1324ھ، 1902ء میں پیدا ہوئے۔ منظور حسین تاریخی نام ہے انہوں نے والد بزرگوار کی زیر نگرانی قرآن مجید حفظ کیا اور ابتدائی فارسی کتابیں پڑھیں۔ گیارہ برس کی عمر میں حصول تعلیم کیلئے شد رحال کیا، مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مولانا قدیر بخش بدایونی رحمہ اللہ سے استفادہ کیا مدرسہ کے ایک محنتی طالب علم مولانا عزیز احمد بدایونی رحمہ اللہ سے بھی صرف ونحو کے چند اسباق پڑھتے تھے۔ بدایوں سے میڈھو گئے جہاں کا دار العلوم نظم ونسق اور اچھے تعلیمی ماحول کی وجہ سے مشہور تھا۔ یہاں تقریباً چار سال رہے اس کے بعد مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں داخل ہوئے۔ اسی عرصہ میں مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمہ اللہ، کانپور سے مدرسہ نعیمیہ میں بطور مدرس تشریف لائے۔ مولانا کانپوری رحمہ اللہ معقولات کے امام تصور کئے جاتے تھے ایک سال مدرسہ نعیمیہ میں رہ کر وہ اگلے سال میرٹھ چلے گئے۔ مفتی صاحب بھی استاذ محترم کے ساتھ میرٹھ چلے گئے۔ تاہم مدرسہ نعیمیہ مراد آباد میں حضرت مولانا سید نعیم الدین رحمہ اللہ سے سند حدیث حاصل کی۔ (منقول از تذکرہ علماء پنجاب جلد 1، ص:106 اشاعت اول 1980ء مطبع زاہد بشیر پرنٹرز لاہور)

قارئین محترم! مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی بریلوی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ شمس العلوم میں ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد تقریباً چار سال تک علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ اسلامیہ مینڈھو میں کتب فنون پڑھیں پھر اس کے بعد مدرسہ نعیمیہ مراد آباد چلے گئے تو وہاں مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ سے چند اسباق پڑھے تو پھر انہوں نے مولانا احمد یار خان نعیمی گجراتی کی تعلیم کا سلسلہ مستقل طور پر مولانا مشتاق احمد کانپوری ابن مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا اور مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولوی محمد عبید اللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے تو مولانا محمد عبید اللہ کانپوری رحمہ اللہ نے مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمہ اللہ کے والد مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ جو علمائے اہلسنت دیوبند کے مدارس میں پڑھاتے رہے اور ترجمان مسلک دیوبند کے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اور مدرسہ فیض عام کانپور میں بھی پڑھاتے رہے۔

ooo

مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری اور حصول علم میں پیغام رواداری

38۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ ایک مشہور گاؤں سوجیکی میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم اور فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد اور جد امجد سے حاصل کی اور علوم متداولہ کی تحصیل کیلئے مختلف مدارس میں جانا ہوا۔ 1345ھ میں مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم گھمنڈ پور میں داخل ہوئے، مولانا الحاج فتح محمد صاحب بہاولنگر سے متعدد علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔

www.ubqari.org www.ubqari.org

1351ھ میں مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا، الحاج حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ الوری (خلیفہ اعلیٰحضرت بریلویؒ) اور مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ سے علم حدیث کی تعلیم پائی۔

(فتویٰ نوریہ ج 1، ص 31، سن اشاعت جون 1974ء۔)

قارئین محترم! مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا فتح محمد بہاولنگری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھے ہیں اور مولانا فتح محمد بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے جو کہ علمائے دیوبند سے گہرے روابط اور قلبی محبت رکھتے تھے ان سے علوم دینیہ پڑھے ہیں اور دورۂ حدیث شریف مدرسہ عبدالرب دہلی میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلی قاسمی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ دراز تک مدرسہ صادقیہ عباسیہ مسلک دیوبند تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں پڑھتے رہے۔

مدرسہ صادقیہ عباسیہ مسلک احناف دیوبند کا مدرسہ ہے وہاں جا کر رجسٹرڈ داخلہ میں مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری کا نام لکھا موجود ہے اور مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوری بریلوی مدرسہ صادقیہ عباسیہ کے مسلک دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران عینی شاہد بلکہ ایک استاذ کے پاس پڑھنے والے استاذ العلماء شیخ الحدیث و مفتی حضرت مولانا بشیر احمد صاحب صدر مدرس مدرسہ غوثیہ بمقام حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ بھی اس وقت مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں درجہ ثانیہ فقہ کی کتب قدوری وغیرہ انہی اساتذہ سے پڑھتے تھے جن اساتذہ سے مولوی نور اللہ نعیمی فقہ کی کتاب ہدایہ وغیرہ پڑھتے تھے یعنی کہ دونوں کے اساتذہ کرام ایک تھے صرف کلاس علیحدہ تھی۔

بروایت استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب مدرسہ غوثیہ محلہ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ۔

مولانا نور اللہ بصیر پوری نے علمائے اہلسنت دیوبند کے مدرسہ کے شیخ الفقہ حضرت مولانا محمد امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ ان حضرات علمائے اہلسنت دیوبند سے مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں کتب فنون پڑھی ہیں۔

ooo

مولانا جان محمد اور حصول علم میں رواداری کا پیغام

39۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا جان محمد ساکن محمود پور تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر نے دورۂ حدیث شریف مسلک دیوبند کا مدرسہ عبدالرب دہلی سے پڑھ کر فراغت حاصل کی جس کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلیٰ میرٹھی جو کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔

ooo

مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ اور تکفیر سے احتراز

40۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے کتب فنون کے استاذ محترم جناب مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ کا ذکر:

پلکھنہ ضلع علی گڑھ کے ساکن مولانا محمد اسد اللہ کے بیٹے محمد لطف اللہ 1244ھ میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد نے ''چراغم'' مادہ تاریخ کہا حضرت شاہ جمال علی گڑھی سے نسلی سلسلہ وابستہ ہے ابتدائی درسیات مقامی معلموں سے پڑھیں۔ کانپوری مدرسہ فیض عالم میں مولانا عنایت احمد رحمہ اللہ سے تکمیل علوم کی۔ 1278ھ میں استاذ نے ان کو مدرسہ کا مدرس دوم مقرر کیا خود حج کی نسبت سے جاتے ہوئے جدہ کے قریب بحر رحمت ہوئے۔ مفتی صاحب رحمہ اللہ نے سات برس تک مدرسہ فیض عام میں درس دیا۔ (تذکرہ علماء اہلسنت کانپور، ص: 220 از محمود احمد قاری کانپوری)

نوٹ:۔ مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی نے کتب فنون مولانا عنایت احمد کاکوروی سے پڑھیں اور کتب احادیث کا درس حضرت مولانا قاری عبدالرحمن پانی پتی دیوبندی سے لیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

''مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی ابن اسد اللہ ابن فیض اللہ ابن لعل محمد۔ 1244؁ھ میں پلکھنہ ضلع کوٹلی (جسے علی گڑھ کہتے ہیں) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی درسیات کی تعلیم مقامی اساتذہ سے حاصل کی پھر مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہ کر کتب درسیہ پڑھیں اور بہت سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کرلی۔ میں نے اپنے معتمد شاید مولانا حبیب الرحمن سے سنا ہے کہ حدیث کی سند انہوں نے قاری عبدالرحمن پانی پتی رحمہ اللہ سے حاصل کی پھر ایک طویل مدت تک مدرسہ فیض عام کانپور میں تدریس کرتے رہے پھر اپنے وطن کوٹل آکر تدریس کرتے رہے۔

(مشاہیر علماء دیوبند جلد 1، ص: 418 بار اول 1976؁ء تالیف قاری فیض الرحمن ایم اے۔ مطبوعہ لاہور۔)

مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ نے حدیث شریف کی سند حضرت مولانا قاری عبدالرحمن رحمہ اللہ پانی پتی و دیوبندی سے حاصل کی اور انہوں نے علوم دینیہ حضرت مولانا مملوک علی نانوتوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور حدیث کی سند حضرت مولانا شاہ محمد اسحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ مدرسہ فیض عام کانپور میں سات برس تک پڑھاتے رہے اور مدرسہ فیض عام کانپور ہمیشہ علمائے اہلسنت دیوبند کا مرکز رہا ہے اور اب بھی ہے۔

مولانا مفتی لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ نے علمائے اہلسنت دیوبند کی تکفیر سے اپنے قلم کو آلودہ نہیں فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

''مولانا (لطف اللہ علی گڑھی) صاحب کا مشرب بہت وسیع تھا کبھی کسی کی تکفیر سے

قلم آلود نہیں فرمایا نہ کبھی مسائل اختلافی کے مباحث میں حصہ لیا۔‘‘

(استاذ العلماء ص 43، سوانح مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ سن اشاعت 1980ء مطبوعہ لاہور تالیف نواب محمد حبیب الرحمن شیروانی۔) (بحوالہ: فیضانِ دیوبند۔ ص: 480-479)

ooo

مولانا خلیل الدین آزاد صمدانیؒ کے اساتذہ اور باہمی محبت کا پیغام

41۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا خلیل الدین آزاد صمدانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1892ء میں بھوپال میں ہوئی جہاں آپ کے والد ماجد تحصیلدار تھے۔ ابھی زندگی کے دس پھول ہی توڑے تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے اور دور عسرت شروع ہوا بھوپال میں مولانا ذوالفقار احمد، مولانا محمد یوسف محدث رحمہم اللہ اور کانپور میں مولانا مشتاق احمد بن مولانا احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث و منطق پڑھی۔ مسجد فتح پور دہلی میں بھی حدیث وفقہ کی تعلیم پائی۔

(اکابر تحریک پاکستان ص: 90 حصہ اول، از محمد صادق قصوری مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! مولانا خلیل الدین آزاد صمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ مولانا مشتاق احمد کانپوری ابن مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ حاصل کئے اور مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا محمد عبید اللہ کانپوری پنجابی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ (مشاہیر علماء دیوبند جلد 1، ص: 48-47 از قاری فیوض الرحمن ایم اے بار اول 1976ء مطبوعہ لاہور)

ooo

مولانا عبدالحامد بدایونی......کسب علم میں رواداری کی اعلیٰ مثال

42۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ 14 جمادی الاخریٰ 1318ھ، 1898ء یوپی (بھارت) مردم خیز قصبے بدایوں میں

متولد ہوئے ابھی صرف بیس یوم ہی کے تھے کہ والد ماجد مولانا حکیم عبدالقیوم قادری بدایونی رحمہ اللہ ایک مذہبی جلسے میں شرکت کیلئے دہلی سے پٹنہ جاتے ہوئے ریل کے حادثہ میں شہید ہوگئے۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد قادری رحمہ اللہ کی عمر اس وقت بارہ تیرہ سال کے قریب تھی۔ والدہ ماجدہ نے بہت جانفشانی سے پرورش کی ہوش سنبھالنے پر حافظ محمد صفدر سے قرآن کریم پڑھا اور پھر مدرسہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں ممتاز علماء سے اکتساب فیض کیا جن میں شاہ مطیع الرسول، مولانا حب احمد قادری، مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری، مولانا احمد دین اور امام معقولات مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمہم اللہ کے نام شامل ہیں۔

(اکابر تحریک پاکستان جلد 1، ص:105 از محمد صادق قصوری۔)

قارئین محترم! مولانا عبدالحامد بدایونی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینیہ مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور مولانا مشتاق احمد کانپوری نے مولانا محمد عبیداللہ کانپوری پنجابی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔

(مشاہیر علماء دیوبند جلد 1، ص:47-48 از قاری فیوض الرحمن ایم اے۔ اشاعت اول 1976ء مطبوعہ لاہور۔)

ooo

حافظ کرم علی ملیح آبادی رحمہ اللہ اور کسب علم پیغام رواداری

43۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا حافظ کرم علی ولد حکیم محمد حامد علی بن محمد نثار علی ملیح آبادی رحمہم اللہ ضلع لکھنؤ انڈیا میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے بہنوئی مولانا محمد وصی علی صاحب رحمہ اللہ سابق ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے حاصل کرنے کے بعد قرآن کریم حفظ کیا۔ پھر کانپور کی مشہور علمی درسگاہ مدرسہ جامع العلوم سے تعلیم مکمل کی۔ زمانہ خلافت میں آپ کی تعلیم آخری مراحل میں تھی۔

(اکابر تحریک پاکستان جلد 1، ص 204 از محمد صادق قصوری۔)

مولانا حافظ کرم علی ملیح آبادی نے علماء اہلسنت دیوبند کی دینی درسگاہ جامع العلوم کانپور سے علوم دینیہ کیے۔

مولانا سید کیف بادشاہ رحمہ اللہ اور حصول علم میں پیغام رواداری

44۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا سید کیف بادشاہ المعروف پیر کوہاٹی رحمہ اللہ آپ 1915ء میں صوبہ سرحد کے شہر کوہاٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے 13 برس کی عمر میں ابتدائی تعلیم کوہاٹ کے معروف عالم دین شبقدر سے پڑھیں، ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔

(اکابر تحریک پاکستان جلد 1 ص:206 از محمد صادق قصوری۔)

ooo

حضرت پیر سید محمود شاہ گجراتی رحمہ اللہ اور حصول علم میں پیغام رواداری

45۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) حضرت مولانا پیر سید محمود شاہ گجراتی ابن پیر سید ولایت شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ 1933ء، 1924ء میں پیدا ہوئے بعد ازاں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ مولانا عبدالغفور ہزاری رحمہ اللہ نے آپ کو بڑی محنت و کاوش سے پڑھانا شروع کیا پھر بعد میں آپ نے مدرسہ حزب الاحناف میں داخلہ لیا اور سید ابوالبرکات اور مفتی مہرالدین رحمہما اللہ سے اکتساب علم کیا۔

(اکابر تحریک پاکستان جلد 1، ص:249 از محمد صادق قصوری۔)

قارئین کرام! مولانا پیر سید محمود شاہ گجراتی نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی سے علوم دینیہ حاصل کئے اور مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی ابومحمد سید دیارعلی شاہ صاحب الوری سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولاا ابومحمد سید دیدارعلی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے علوم دینیہ امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔

مولانا مہر الدین رحمہ اللہ کا سلسلہ تعلیم بھی مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ تک جاتا ہے۔

ooo

مولانا مفتی اعجاز ولی خان رضوی رحمہ اللہ اور حصولِ علم میں رواداری کا اعلان

46۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا مفتی اعجاز ولی رضوی ابن مولانا سردار ولی خان رحمہا اللہ نے مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ مصنف بہار شریعت کی خدمت میں مدرسہ سعیدیہ دادوں میں حاضر ہوئے اور تحصیل علوم کے بعد مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ سے سند حاصل کی۔

تذکرہ اکابر اہلسنت ص:63 از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی۔ سن اشاعت 1983ء میں ملاحظہ فرمائیں:

''مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی مصنف بہار شریعت نے مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولانا وصی احمد سورتی اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

ooo

مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری رحمہ اللہ اور اساتذہ میں رواداری کا پیغام

47۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری ابن چوہدری میراں بخش رحمہ اللہ 1322ھ، 1904ء میں موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے اور آٹھ سال تک مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ مصنف بہار شریعت کی خدمت میں رہ کر مدرسہ معینیہ اجمیر شریف سے سند فراغت حاصل کی جس کی تفصیل تذکرہ اکابر اہلسنت ص149 سن اشاعت 1983ء از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی میں ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین کرام! مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری فیصل آبادی نے مولانا محمد امجد علی اعظمی بریلوی مصنف بہار شریعت سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی اور مولانا محمد امجد علی اعظمی بریلوی رحمہ اللہ نے مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے علوم دینیہ حاصل پڑھے اور مولانا وصی احمد سورتی نے اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

ooo

مولانا سید امیر علوی اجمیری رحمہ اللہ کے اساتذہ اور رواداری کا پیغام

48۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا سید امیر علی اجمیری رحمہ اللہ ابن حافظ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ چھپڑ شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ پھر اجمیر شریف حاصل ہو کر مدرسہ معینیہ میں مولانا علامہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور اسی مدرسہ میں مدرس مقرر ہو گئے۔

تذکرہ اکابر اہلسنت ص 172 سن اشاعت 1983ء از مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی رحمہ اللہ۔

ooo

مولانا پیر محمد ابراہیم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

49۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا پیر محمد ابراہیم جان سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت پیر محمد اسماعیل جان روشن سرہندی ابن پیر محمد حسن جان سرہندی رحمہم اللہ نے علوم دینیہ کی مزید تعلیم کیلئے اجمیر شریف تشریف لے گئے اور مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا اور ساتھ ساتھ مولانا کے برادر اصغر مولانا حکیم نظام الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے علم طب میں بھی اکتساب فرمایا۔

(اکابر تحریک پاکستان ص 79-80 جلد دوم از محمد صادق قصوری)

ooo

www.ubqari.org www.ubqari.org

مولانا شائستہ گل رحمہ اللہ اور حصول علم میں رواداری کا پیغام

50۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا شائستہ گل ابن مولانا محمد علی ابن مولانا عمر دراز رحمہم اللہ نے سند حدیث مولانا عبدالعلیٰ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور قرأت مولانا قاری عبدالسلام بن قاری عبدالرحمن پانی پتی رحمہ اللہ سے پڑھی۔

(اکابر تحریک پاکستان ص140-139 جلد دوم از محمد صادق قصوری۔)

(بحوالہ: فیضانِ دیوبند۔ ص:498)

ooo

مولانا صابر حسین رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام

51۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا صابر حسین ابن مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما کی ولادت 20 جولائی 1923ء کو موضع اگوکی ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں پہنچے اور یہیں سے دستار فضیلت حاصل کر کے جامع مسجد زینت المساجد المعروف (مسجد روڈے والی) گوجرانوالہ میں خطیب مقرر ہوئے۔

(اکابر تحریک پاکستان ص143 جلد دوم از محمد صادق قصوری۔)

مولانا صابر حسین رحمہ اللہ خطیب مسجد روڈے والی گوجرانوالہ نے مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

ooo

مولانا عبدالشکور شیوہ رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

52۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا عبدالشکور ابن گل محمد خان رحمہما اللہ آپ کی پیدائش 15 نومبر 1906ء مطابق 27 رمضان 1324ھ بروز جمعرات شیوہ ضلع مردان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کی مسجد سے حاصل کرنے کے بعد موضع

طور میں قاضی سلطان محمود و دیگر علماء کرام سے استفادہ کیا۔ حفظ قرآن وفقہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دار العلوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور 1927ء میں سند فراغت حاصل کی۔ (اکابر تحریک پاکستان جلد دوم ص:179 از محمد صادق قصوری۔)

ooo

مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رحمہ اللہ کسب علم میں رواداری کی اعلیٰ مثال

53۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ 1911ء میں گنج مراد آباد انڈیا میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام مولانا عبد الاحد پیلی بھیتی رحمہ اللہ تھا مولانا قاری احمد رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم مدرستہ الحدیث پیلی بھیت میں مولانا عبدالحئ پیلی بھیتی رحمہ اللہ اور مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی رحمہ اللہ سے حاصل کی۔ 1927ء میں گولڑہ شریف کا سفر اختیار کیا اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادت بیعت حاصل کی۔ گولڑہ شریف میں قیام کے دوران سرزمین پنجاب کے نامور قاری غلام رسول رحمہ اللہ سے قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ رامپور کے مدرسہ عالیہ میں مولانا افضال الحق رحمہ اللہ سے صرف نحو مکمل کی۔ 1932ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں داخلہ لیا اور مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ سے حدیث کی سند حاصل کی۔ مدرسہ امینیہ میں قیام کے دوران آپ نے مختلف علوم وفنون میں مولانا احمد سعید دہلوی رحمہ اللہ، مولانا ضیاء الحق رحمہ اللہ اور مولانا عبد الغفور رحمہ اللہ سے بھی استفادہ کیا۔

(اکابر تحریک پاکستان جلد دوم 265 از محمد صادق قصوری)

قارئین محترم! مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رحمہ اللہ کے اساتذہ کا مختصر تعارف پڑھیے۔

(1): مولانا قاری احمد پیلی بھیتی نے مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی سے پڑھا ہے اور مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی رحمہ اللہ نے مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اور مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ نے اکابر دیوبند امام المحدثین حضرت مولانا احمد

علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے علوم دینیہ پڑھے۔

(2): مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رحمہ اللہ نے مولانا عبدالحئ پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور مولانا عبدالحئ پیلی بھیتی رحمہ اللہ نے مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے

(3): مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کے نامور قاری غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے قرأت پڑھی تو قاری غلام رسول رحمہ اللہ بھی علماء دیوبند کے شاگردوں میں سے ہیں۔

(4): مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رحمہ اللہ نے مدرسہ امینیہ دہلی میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ پڑھ کر سند فراغت حاصل ان کے علاوہ دیگر علماء دیوبند سے بھی مولانا قاری احمد پیلی بھیتی نے کتب فنون کا درس لے کر فیضان دیوبند خوب حاصل کیا۔

ooo

مولانا صوفی غلام حسین گوجروی رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

54۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا صوفی غلام حسین گوجروی صوفی محمد دین رحمۃ اللہ علیہ رمداسی کے لائق و نامور فرزند ہیں۔ رمداس میں 1924ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ علماء کے مجلس میں بیٹھتے تھے، بیٹے کو ایک عالم دین بنانا چاہتے تھے، صوفی حسین رحمہ اللہ نے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ 1937ء میں مولانا محمد بخش حلوائی لاہوری رحمہ اللہ کے مدرسہ میں داخل ہوئے، ابتدائی کتابیں مولانا مہرالدین رحمہ اللہ سے پڑھیں، فارسی ادب میں گہرا مطالعہ کیا عربی کی فنی کتابیں حزب الاحناف لاہور میں پڑھیں۔ مولانا نبی صاحب رحمہ اللہ سے خصوصی مطالعہ کیا اور ایک عالم دین بن کر نکلے۔ 1945ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد رمداس میں مدرسہ جاری کیا۔ جس

میں اپنے استاذ مولانا غلام نبی رحمہ اللہ کو صدر مدرس بنایا، تقسیم ملک کے بعد پاکستان آئے گوجرا کو اپنا مسکین بنا کر ایک دارالعلوم قائم کیا۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ 345 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے لاہور ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش لاہور۔)

قارئین کرام: مولانا صوفی غلام حسین گوجروی بریلوی رحمہ اللہ نے مولانا محمد بخش حلوائی کے مدرسہ میں ابتدائی مولانا مہر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ مولانا مہر الدین صاحب رحمہ اللہ نے مولانا سید ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور آگے سلسلہ معروف ہے

ooo

حافظ مولانا محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

55۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** حافظ مولانا محمد عالم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ والد کا نام حاجی مولانا شاہ محمد رحمہ اللہ ہے مقام پیدائش موضع رانجن تحصیل و ضلع جموں (مقبوضہ کشمیر) میں 1924ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک اپنے پھوپھا حافظ احمد دین رحمہ اللہ محلہ بجلی گھر سیالکوٹ سے حفظ کیا۔ 1938ء میں مولانا محمد بخش حلوائی رحمہ اللہ کے درس میں داخلہ لیا، ابتدائی کتابیں مولانا مہر الدین رحمہ اللہ سے پڑھیں اور دارالعلوم حزب الاحناف داخل ہوئے یہاں سے 1945ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔ (منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ 348 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ایم۔ اے مطبوعہ لاہور۔)

ooo

مولانا غلام علی اشرفی اکاڑوی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور پیغام رواداری

56۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا غلام علی اشرفی اکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ موضع بہانیاں نزد لالہ موسیٰ ضلع گجرات کے ایک عالم دوست دینی شعور رکھنے والے

گوجر گھرانے میں 1920ء میں پیدا ہوئے۔ عربی کی کتابوں کی تعلیم کیلئے آپ جالندھر کے دارالعلوم عربیہ کریمیہ حنفیہ میں داخل ہوئے اس دارالعلوم میں ان دنوں استاذ العلوم مولانا محمد عبدالجلیل صدر مدرس تھے۔ آپ صدر مدرس کی خصوصی توجہ کی بناء پر علمی منازل طے کرتے گئے۔ اس مدرسہ میں ان دنوں مولانا عبدالقادر کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ حافظ عبدالمجید گورداس پوری رحمہ اللہ بھی پڑھاتے تھے۔ 1939ء میں فارغ التحصیل ہوکر جامع مسجد ہوشیار پور میں خطیب مقرر ہوئے ان دنوں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کے ایک لائق شاگرد حکیم غلام یٰسین دہلوی رحمہ اللہ ہوشیار پور میں تشریف لائے۔ آپ نے اس جوہر قابل کو دیکھا تو فارسی ادب کی کتابوں کو از سر نو پڑھایا ساتھ ہی دارالعلوم جامعہ نعیمیہ میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ آپ 1940ء میں امامت خطابت کی ساری بلندیاں چھوڑ کر جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے تلامذہ کی صف میں جا بیٹھے اور علوم دینیہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے ان دنوں ان شہرہ آفاق سنی دارالعلوم میں مفتی احمد یار خاں نعیمی، مولانا محمد رفیق الدین اور مولانا محمد عمر نعیمی رحمہم اللہ کے تدریسی عملہ میں شامل تھے۔ چنانچہ آپ نے ان قابل قدر ہستیوں سے معقولات و منقولات حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ مرادآباد میں ہی حضرت کچھوچھوی رحمہ اللہ کی زیارت سے بہرور ہوئے۔

(منقول از تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ 350 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! مولانا غلام علی اشرف اکاڑوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حصول تعلیم کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں:

(ا) مولانا غلام علی اشرفی اکاڑوی بریلوی نے حکیم مولانا غلام یٰسین بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا تو مولانا حکیم غلام یٰسین بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمہ اللہ سے پڑھا تو مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمۃ

اللہ علیہ نے مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے پڑھا تو مولانا وصی احمد سورتی امام المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے پڑھا ہے۔

(۲) مولانا غلام اشرف علی اکاڑوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نعیمیہ مرادآباد میں مفتی احمد یار خان بدایونی گجراتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو مفتی احمد یار خان گجراتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ سے مدرسہ نعیمیہ مرادآباد میں پڑھا۔ پھر مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ کے حکم سے اسی مدرسہ میں مدرس مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے تو مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ یہ شاگرد ہیں مولانا محمد عبیداللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تو مولانا محمد عبیداللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ یہ شاگرد ہیں مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے۔

ooo

مولانا محمد سعید رواتی خلیفہ حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کا ذکر

57۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا محمد سعید بن مولانا محمد شفیع بن مولانا چراغ دین بن حافظ فضل دین رحمہم اللہ موضع روات تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں 1878ء، 1295ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی اس کے بعد موضع سرسیداں ضلع باغ آزاد کشمیر کے مولانا سید نیاز علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ونحو کی کتابیں پڑھیں پرڈنہ کچیلی کے ایک عالم سے جو متن متین کی تدریس کی وجہ سے معروف تھے اور طلباء میں مولانا متن متین کے عرف سے پکارے جاتے تھے علمی استفادہ کیا۔ (اسکے بعد) ضلع ہزارہ کے متعدد علماء کے سامنے زانوائے تلمذ طے کیا کچھ عرصہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا آخر میں دارالعلوم دیوبند گئے اور چھ سال میں علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ 1321ھ 1903ء میں شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث

پڑھا اور دستار فضیلت حاصل کی۔ مولانا محمد سعید تحصیل مری میں پہلے شخص تھے جنہیں فاضل دیوبند ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

(منقول از تذکرہ علمائے پنجاب جلد دم ص 676 مولف اختر راہی مطبوعہ لاہور)

ooo

مولانا محب النبی رحمہ اللہ کے اساتذہ اور پیغام رواداری

58۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا محب النبی بن مولانا احمد الدین بن امیر حمزہ رحمہم اللہ 1314ھ، 97-1896ء میں ضلع اٹک کے گاؤں بھوئی میں پیدا ہوئے ابتدائی مکتبی تعلیم والد ماجد مولانا احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو علاقے کے معروف عالم تھے، صرف ونحو کی بعض کتابیں مولانا نواب علی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، اعلیٰ تعلیم کیلئے دہلی گئے۔ مدرسہ عالیہ مسجد فتح پور میں زیر تعلیم رہے آخر میں مدرسہ معینیہ اجمیر میں مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیلئے حاضر ہوئے ان سے تصریح شرح چغمینی اور صدر کے اسباق پڑھے انہوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی ان سے شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (م 638ھ) کی فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کا درس لیا۔

(منقول از تذکرہ علمائے پنجاب جلد دوم ص:588 مولف اختر راہی مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! مولانا محب النبی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ درجے کی کتابیں آستانہ عالیہ اجمیر شریف کے مدرسہ معینیہ میں مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور مولانا مشتاق احمد یہ شاگرد ہیں مولانا محمد عبیداللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے اور مولانا محمد عبیداللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ یہ شاگرد ہیں مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے۔

ooo

www.ubqari.org www.ubqari.org

مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

59۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام گرامی عبدالحمید ابن محمد عالم تھا۔ ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور کے گاؤں چنبہ میں 1901ء میں پیدا ہوئے، عربی فارسی کی کتابیں کافیہ تک اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، ہدایہ، قاضی مبارک، حمداللہ، مطول وقت کے شہرہ آفاق مولانا احمد دین اوران کے صاحبزادے مولانا محب النبی رحمہ اللہ کیمل پور کے موضع بھوئی میں پڑھیں ۔ ریاضی مولانا ریار محمد بندیالوی رحمہ اللہ سے قصبہ بندیال سرگودھا میں پڑھیں۔ باقی علوم مولانا قطب الدین غورغشتی رحمہ اللہ سے حاصل کئے آپ علوم حدیث کی تحصیل کیلئے دہلی کے دارالعلوم فتح پور میں داخل ہوئے۔ وہاں تسلی نہ ہوئی تو بریلی شریف کے مدرسہ منظر اسلام میں پہنچے اور صحاح ستہ مولانا شاہ حامد رضا خاں ابن مولانا اعلیحضرت بریلوی رحمہا اللہ سے پڑھیں۔ آپ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد بریلی کے مدرسہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ (منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص 362 مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام!

(ا) مولانا عبدالغفور ہزاروی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب فنون مولانا احمد دین کے صاحبزادے مولانا محب النبی رحمہ اللہ سے پڑھی ہیں تو مولانا محب النبی رحمہ اللہ نے مدرسہ فتح پور دہلی سے تعلیم حاصل کی جن کے علماء دیوبند کے ساتھ گہرے روابط اور تعلقات تھے اس کے علاوہ مولانا محب النبی رحمہ اللہ نے مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد عبیداللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور مولانا محمد عبیداللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

(۲) مولانا عبدالغفور ہزاروی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محب النبی بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو مولانا محب النبی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

(۴) مولانا عبدالغفور ہزاروی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا قطب الدین غور غشتی رحمہ اللہ سے کتب فنون پڑھی ہیں تو مولانا قطب الدین غور غشتی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

(تذکرہ علماء پنجاب جلد دوم صفحہ 839 مؤلف اختر راہی مطبوعہ لاہور۔)

ooo

مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

60۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا محمد بشیر کوٹلی رحمہ اللہ لوہاراں کے علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں والد گرامی مشہور عالم دین مولانا محمد شریف اپنے وقت کے جید فاضل تھے آپ کی تربیت خصوصی طور پر علمی ماحول میں ہوئی ابتدائی علوم والد محترم سے حاصل کئے۔ 1935ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور علامہ ابوالبرکات رحمہ اللہ کے نامور شاگردوں میں شمار ہونے لگے۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور صفحہ 364 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے لاہور مطبوعہ لاہور۔)

قارئین محترم! مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں داخل ہو کر مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

علاوہ ازیں ایک روایت یوں ہے کہ مولانا ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ سے بھی پڑھا ہے۔

ooo

مولانا غلام دین رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

61۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا غلام دین گجرات کے ایک چھوٹے سے گاؤں چکوڑہ میں پیدا ہوئے، فارسی وعربی کو ذوق لے کر لاہور پہنچے دارالعلوم حزب الاحناف میں تعلیم حاصل کی، 1939ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

(منقول از تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور مطبوعہ لاہور۔)

قارئین محترم! مولانا غلام دین چکوڑہ ضلع گجرات نے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے۔

ooo

مولانا محمد افضل کوٹلوی رحمہ اللہ کا ذکر

62۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا محمد افضل کوٹلوی رحمہ اللہ آپ 1935ء میں کوٹلی لوہاراں مغربی سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ 1958ء میں لائلپور آئے تو حضرت محدث لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ مدرسہ رضویہ میں داخل ہوئے، دینی علوم پر عبور حاصل کیا، مدرسہ قادریہ کے قیام کے بعد سند فراغت حاصل کی۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور ص 381 مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے لاہور مطبوعہ لاہور۔)

قارئین محترم! مولانا محمد افضل کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ نے مولانا سردار احمد فیصل آبادی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا سردار احمد فیصل آبادی رحمہ اللہ نے مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی نے مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو مولانا وصی احمد سورتی نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے تعلیم حاصل کی۔

ooo

مولانا انوار الاسلام رحمہ اللہ کا ذکر

63۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا انوار الاسلام 1936ء میں شمس آباد ضلع کیمل پور میں پیدا ہوئے، والد مکرم مولانا نصیر احمد بن مولانا برہان الدین رحمۃ اللہ علیہما زمیندارہ کرتے تھے۔ مولانا انوار الاسلام رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی لیکن دس سال کی عمر میں اپنے بھائی حافظ محمد احسان الحق صاحب اور مولانا محمد حنیف صاحب کے ساتھ شرقپور میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں داخلہ لیا اور فارسی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ان دنوں وہاں مولانا شیخ الحدیث غلام رسول صاحب لائلپوری رحمہ اللہ پڑھایا کرتے تھے جب مولانا غلام صاحب شرقپور رحمہ اللہ سے ہارون آباد آ گئے اور وہاں سے بورے والا اور پھر وہاں سے لاہور کے مدرسہ حزب الاحناف میں آئے تو مولانا انوار الاسلام ان کی رفاقت میں رہے، یہاں مولانا نے تمام علوم منقولات اور معقولات کی تکمیل کی تو مولانا سردار احمد لائلپوری رحمہ اللہ کے مدرسہ منظر اسلام رضویہ لائلپور میں دورۂ حدیث پڑھا اور دستار فضیلت 1956ء میں حاصل کی۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص 399 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے لاہور مطبوعہ لاہور۔)

(ا) مولانا انوار الاسلام بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دورۂ حدیث مولانا سردار احمد علی بریلوی لائلپوری رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا سردار لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی سے پڑھا ہے۔

ooo

مولانا عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری

64۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا عبدالقیوم ہزاروی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ 29 شعبان 1352؁ ھ 1933؁ ء کو موضع میراہ علاقہ اپر تناول تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی مولانا حمید اللہ رحمہ اللہ تھے، ابتدائی کتب فارسی اپنے عم مکرم مولانا محبوب الرحمٰن رحمہ اللہ سے پڑھی۔ مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے، مدرسہ منظر اسلام ہارون آباد اور مدرسہ احیائے علوم بورے والا میں تعلیم پاتے رہے۔ 1955؁ ء میں دورۂ حدیث کیلئے حزب الاحناف لاہور آئے 1956؁ ء میں سند فراغت حاصل کیلئے آپ مدرسہ رضویہ لائلپور میں رہے۔ مولانا سردار احمد، مولانا ابوالبرکات، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول اور مولانا سید محمد انور شاہ رحمہم اللہ آپ کے نامور اساتذہ میں سے ہیں۔ سند حدیث مولانا سردار احمد صاحب اور مولانا ابوالبرکات رحمہم اللہ دونوں سے حاصل کی۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور۔ ص:400 مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے مطبوعہ لاہور۔

ooo

مولانا محمد منشاء تابش قصوری اور کسب علم میں پیغام رواداری

65۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا محمد منشا تابش قصوری سیالوی ابن میاں الہ دین رحمۃ اللہ علیہ 1944؁ ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد مدرسہ حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں داخل ہوئے۔ سند فضیلت حاصل کی مولانا نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ (منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص 409 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے مطبوعہ لاہور)

قارئین محترم!

(ا) مولانا محمد منشا تابش قصوری سیالوی رحمہ اللہ نے مولانا نور اللہ بصیر پوری بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے تو مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے علماء دیو بند کے مدرسہ صادقیہ عباسیہ منچ آباد ضلع بہاولنگر میں فقہ کی کتاب ہدایہ وغیرہ تک شیخ الفقہ حضرت مولانا محمد امیر صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا غلام مصطفی صاحب دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صالح محمد دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

(۲) مولانا محمد منشا تابش قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا فتح محمد بہاولنگری رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا فتح محمد بہاولنگری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا عبد العلی قاسمی دیو بندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مدرسہ مولانا عبد الرب دہلی میں دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

(۳) مولانا محمد منشا تابش قصوری سیالوی بریلوی رحمہ اللہ نے مولانا نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ مولانا ابو البرکات سید احمد قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں پڑھا ہے۔

ooo

مولانا عبد الحکیم شرف قادری رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

66۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا عبد الحکیم شرف قادری رحمہ اللہ 12 اگست 1944ء کو مرزا پور ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے تقسیم ملک کے بعد لاہور آ گئے، والد گرامی مولانا اللہ دتہ صاحب علماء کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ بیٹے کو دینی تعلیم کیلئے وقف کر دیا، چنانچہ مدرسہ رضویہ لائلپور میں داخل ہوئے اور ابتدائی دینی علوم مطالعہ کیے۔ اس وقت کے اساتذہ مولانا منصور شاہ، مفتی محمد امین، حافظ احسن الحق اور حاجی محمد حنیف رحمہم اللہ سے استفادہ کیا۔ 1957ء میں مدرسہ نظامیہ میں داخل ہوئے، صرف ونحو کی ابتدائی کتابوں سے لے کر ملا جلال تک مطالعہ کیا۔ مولانا مفتی عبد القیوم، مولانا غلام رسول شیخ الحدیث اور مولانا شمس الزمان رحمہما اللہ سے

پڑھتے رہے۔ 1961ء میں بندیال کے مدرسہ امدادیہ مظہریہ میں حسامی، قاضی مبارک، خیالی اور صحاح ستہ کا مطالعہ کیا۔ 1964ء میں سند فضیلت لی۔

(منقول از تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص 410 مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے مطبوعہ لاہور۔)

قارئین کرام! (ا) مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی رحمہ اللہ نے مفتی محمد امین رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مفتی محمد امین رحمہ اللہ نے مولانا سردار احمد رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا سردار احمد رحمہ اللہ نے مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا امجد علی اعظمی رضوی رحمہ اللہ نے مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

مولانا عبدالقیوم ہزاروی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے۔

ooo

مولانا حاجی محمد صادق گوجرانوالہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

67۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا حاجی ابو داؤد محمد صادق بریلوی رحمہ اللہ 1350ء میں کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ رضویہ لائلپور میں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ سے دورۂ حدیث پڑھا۔ (تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور ص 417-416۔ مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے مطبوعہ لاہور۔)

قارئین کرام! مولانا حاجی ابو داؤد محمد صادق رضوی بریلوی امام خطیب زینت المساجد المعروف روڈے والی مسجد گوجرانوالہ نے دورۂ حدیث اپنے پیر و مرشد مولانا سردار احمد بریلوی فیصل آبادی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا سردار احمد فیصل آبادی رحمہ

اللہ نے مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے پڑھا ہے تو مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث شریف حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

ooo

مولانا سید حسن الدین ہاشمی اور کسب علم میں پیغام رواداری

68۔**(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا سید حسن الدین ہاشمی رحمہ اللہ موضع بھوئی ضلع کیمل پور میں پیدا ہوئے، والد کا اسم گرامی مولانا سید فرید الدین رحمہ اللہ دورۂ حدیث شریف مدرسہ گولڑہ شریف میں مکمل کیا ان دنوں گولڑہ شریف میں مولانا محب النبی رحمہ اللہ شیخ الحدیث تھے، سندفراغت کے بعد آپ مدرسہ حزب الاحناف لاہور میں مدرس ہوئے۔ (تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور 425-424 کا مطالعہ فرمائیں، مولف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور۔)

قارئین کرام! مولانا سید حسن الدین ہاشمی رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے مدرسہ غوثیہ کے شیخ الحدیث مولانا محب النبی رحمہ اللہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی تو مولانا محب النبی رحمہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی نے مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی سے حصول تعلیم کے بعد آپ آخر میں مدرسہ معینیہ واقع آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کئے تو مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمہ اللہ نے مولانا محمد عبیداللہ کانپوری رحمہ اللہ سے علوم دینیہ حاصل کئے اور آپ نے مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کیے۔

حضرت مولانا محب النبی صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی سے بھی علوم دینیہ حاصل کئے تو

حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ نیز حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ آف گولڑہ شریف نے کتب فنون مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ سے پڑھی ہیں تو مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ نے مدرسہ فیض عام کانپور میں ہی مولانا لطف اللہ علی گڑھی صاحب کامل سات سال تک پڑھاتے رہے۔

غرض کہ مولانا سید حسن الدین ہاشمی بریلوی رحمہ اللہ نے مولانا محب النبی رحمہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ گولڑہ شریف میں پڑھا ہے تو مولانا محب النبی بریلوی رحمہ اللہ نے مدرسہ عالیہ فتح پور دہلی کے علماء سے پڑھا ہے جن کے علماء دیوبند سے گہرے روابط تھے اور وہ علماء دیوبند کے تکفیر کرنے والوں کو بہت برا سمجھتے تھے۔

مولانا محمد عبداللہ قصوری رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

69۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) مولانا محمد عبداللہ قصوری بریلوی رحمہ اللہ مدرسہ حزب الاحناف لاہور کے نامور شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ امرتسر کے گاؤں سرسنگھ میں 14 جنوری 1920ء میں پیدا ہوئے والد کا اسم گرامی گلاب دین ہے، حزب الاحناف میں داخل ہو کر علوم دینیہ پڑھنے لگے آپ ابتدائی فارسی کتابوں سے لے کر انتہائی کتابوں میں مولانا محمد مہر الدین رحمہ اللہ کے زیر تلمذ رہے دورۂ حدیث شریف مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ حزب الاحناف لاہور سے مکمل کیا۔ 1943ء میں دستار فضیلت اور سند فراغت لے کر اپنے گاؤں سرسنگھ گئے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت و جماعت لاہور کے صفحہ 427-426۔ مؤلف پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے مطبوعہ لاہور)

قارئین محترم! مولانا محمد عبداللہ قصوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد مہر الدین سے پڑھا

ہے تو مولانا محمد مہر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور آپ نے اپنے والد ماجد مولانا ابومحمد سید دیدار علی شاہ صاحب الوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے اور آپ نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔

ooo

شیخ الحدیث زکریا رحمہ اللہ کا علمی احترام

70۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کو لفظ ''المحدث'' سے یاد کیا گیا ہے۔ جناب محمد اکرم ایم اے مؤلف کتاب ''معدن کرم''، مشتمل بر احوال و آثار صفحہ 214-215 حضرت پیر سید محمد اسماعیل بخاری المعروف بہ کرمانوالہ ضلع اوکاڑہ نے استاذ العلماء فخر المحدثین حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کو لفظ ''المحدث'' سے یاد کیا گیا ثبوت کیلئے کتاب ''معدن کرم''، مشتمل بر احوال و آثار ملاحظہ فرمائیں:

نوٹ: ''راقم الحروف فقیر (محمد اکرام) مؤلف نے جب یہ واقعہ مولانا محمد حنیف صاحب کی زبانی سنا تو اس کو قلمبند کرنے میں تذبذب ہوا واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھا میں اس کتاب کی تالیف میں مصروف تھا ایک دن صبح کے وقت تلاوت کلام پاک سے فارغ ہو کر ماہ ذوالحجہ کی مناسبت سے کتاب ''فضائل حج'' مولف مولانا الحافظ المحدث محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے ورق گردانی کرنے لگا اچانک صفحہ نمبر 255 پر نظر رک گئی۔ حضرت مولانا نے عنوان نمبر 20 کے ماتحت لکھے واقعہ درج کیا ہے جو اس کتاب سے من وعن نقل کرتا ہوں۔ قارئین کرام اس واقعہ کو پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اور متقدمین کے احوال میں کس قدر مماثلت ہے۔

ooo

مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام

71۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ کے تایا جان خلیفہ اعلیحضرت بریلوی رحمہ اللہ مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی رحمہ اللہ کا ذکر:

مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی محلہ مشائخاں میرٹھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عبدالحکیم صدیقی نے احمد مختار اور دادی صاحبہ نے امام الدین نام تجویز کیا۔ پانچ برس کی عمر میں مکتب میں داخل ہوئے اور قرآن مجید ختم کیا۔ فارسی عربی مبادیات والد ماجد سے پڑھیں اور تکمیل مدرسہ اسلامی اندرکوٹ میرٹھ میں کی 1310ھ میں سولہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت ص32 از محمود احمد قادری کانپوری)

خلیفہ اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی رحمہ اللہ نے علماء اہلسنت دیوبند کے مدرسہ اسلامی اندرکوٹ میرٹھ سے درس نظامی کی کتب دورہ حدیث تک پڑھ کر فراغت حاصل کی۔

یہ مدرسہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آخری زمانہ قیام میرٹھ میں قائم کیا تھا۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص58 سن اشاعت مارچ اپریل 1980ء)

ooo

مولانا شاہ محمد حبیب اللہ میرٹھی رحمہ اللہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام

72۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رمضان المبارک 1304ھ محلہ خیر نگر میرٹھ میں ہوئی۔ والد گرامی کا اسم مبارک حضرت شاہ محمد عظیم اللہ رحمہ اللہ تھا جو اپنے وقت کے عالم باعمل اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ حضرت شاہ محمد حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ امداد الاسلام میرٹھ میں حاصل کی اور حفظ قرآن اپنے حقیقی

چچا حضرت حافظ اللہ سے کیا، فارسی تعلیم مدرسہ عالیہ رونق الاسلام کنبوہ دروازہ میرٹھ میں مولانا ریاض الدین افضل گڑھی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ 1315ھ میں میرٹھ کی مشہور علمی قدیمی درسگاہ مدرسہ قومی واقع مسجد خیر المساجد میں داخل ہوکر درس نظامی کا آغاز فرمایا، درس نظامی کے ساتھ ہی شہر کے مشہور طبیب حکیم نصیر الدین دہلوی رحمہ اللہ سے فن طب کی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں اس دور میں اکثر علماء کرام درس نظامی کے ساتھ ہی کتب طب کی تکمیل ضروری جانتے تھے تاکہ خدمت دین کیساتھ ساتھ خدمت خلق بھی کی جاسکے۔ 1327ھ میں تمام علوم وفنون میں سند فراغت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک سال تک کپڑے کی تجارت کرتے رہے لیکن بیرونی دوروں کی مشغولیت کی بناء پر اس مشغلہ کو ترک کرنا پڑا۔ آپ مدرسہ امداد الاسلام میں چند سال عربی و فارسی کی تدریسی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ (تذکرہ خلفاء اعلیحضرت ص 228-227)

خلیفہ اعلیحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم مسلک اہلسنت دیوبند کے مدرسہ امداد الاسلام میں حاصل کی اور پھر اسکے بعد مسلک دیوبند کا مدرسہ قومی میں داخل ہوکر دورہ حدیث تک تمام کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ پھر اس کے بعد مسلک دیوبند کے مدرسہ امداد الاسلام ہی میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔

ooo

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمہ اللہ اور کسب علم میں پیغام رواداری

73۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) خلیفہ اعلیحضرت بریلویؒ مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ متحدہ ہندوستان کے ضلع سیالکوٹ کے گاؤں کلاس والا 1879ء 1297ھ کو پیدا ہوئے، آپ کا سال ولادت

یا غفور ؁1297ھ سے برآمد ہوتا ہے والد کا نام عبدالعظیم تھا جد اعلیٰ کا نام شیخ قطب الدین قادری رحمہ اللہ تھا جو صحیح العقیدہ قادری بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم حضرت مولانا محمد حسین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ پسروری المتوفی ؁1338ھ سے سیالکوٹ ہی میں حاصل کی پھر لاہور تشریف لے گئے۔ یہاں بیگم شاہی مسجد میں حضرت مولانا غلام قادری بھیروی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ؁1237ھ ؁1909ء کے لگ بھگ ڈیڑھ سال کتابیں پڑھیں پھر علم کی پیاس بجھانے کیلئے دہلی تشریف لے گئے جہاں حضرت محدث اعظم وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ الخ

(تذکرہ خلفاء اعلیحضرت ص 141-140)

مولانا محمد ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی رحمہ اللہ کے اساتذہ کرام کا مختصر تعارف

مولانا محمد ضیاء الدین احمد قادری رحمہ اللہ نے عرصہ چار سال تک پڑھ کر مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ سے سند فراغت حاصل کی اور مولانا وصی احمد سورتی رحمہ اللہ نے حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

(ا) ؁1295ھ میں جب اکابر اہل اللہ کا مشہور مجمع حج کو روانہ ہوا تو مولانا محمد مظہر صاحب رحمہ اللہ اور مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ مدرس دوم تھے اور مولانا عنایت الٰہی صاحب بھی ہمرکاب تھے۔

مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ کا مظاہر علوم میں درس حدیث اور مدرسہ میں ان حضرات کی جگہ مولانا احمد علی صاحب محدث اور ان کے صاحبزادے مولانا حبیب الرحمن اور ایک بنگالی مولانا امین الحق صاحب رحمہ اللہ عارضی طور پر مدرس رکھے گئے جو واپسی حضرات پر علیحدہ ہو گئے۔ (تذکرۃ الجلیل ص 210 مطبوعہ کراچی)

(۲) حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ آخیر عمر میں مدرسہ مظاہر علوم

سہارنپور میں طلباء کو تفسیر و حدیث کا درس دیتے تھے۔ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی ترقی میں ان کا علمی اور مالی توجہات کا بڑا حصہ ہے مظاہر علوم سے انہوں نے کبھی معاوضہ نہیں لیا۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند ص 47 سن اشاعت مارچ اپریل 1980ء)

ooo

مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ

حضرت قبلہ (مفتی مظہر اللہ دہلوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) کے پوت داماد قاری رضوان اللہ صاحب رحمہ اللہ نے مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر علی گڑھ یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ (حوالہ مذکورہ)

حضرت مفتی مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور کسب علم میں رواداری کا پیغام

74۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم رہا اساتذہ ملے تو اپنے وقت کے جلیل القدر علماء مثلاً اجمیر شریف میں مولانا معین الدین جو مولانا برکات احمد ٹونکی کے تلمیذ رشید تھے۔

(بحوالہ: تذکرہ مسعود۔ ص:107)

بھوپال میں مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا جو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید تھے۔ حوالہ مذکورہ بالا۔

حضرت مولانا عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ متبحر عالم تھے آپ حضرت شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ نواب قطب الدین خاں صاحب مظاہر حق کے فرزند ارجمند اور تلمیذ رشید تھے۔ حوالہ مذکور۔

ooo

سجادہ نشین مرولہ شریف اور کسب علم میں رواداری

75۔ (**کسب علم میں رواداری کا پھول**) خواجہ سدید الدین چشتی نظامی رحمہ اللہ سجادہ نشین مرولہ شریف ضلع سرگودھا آپ کے دادا بزرگوار حضرت خواجہ محمد معظم الدین شمس

العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہ کے خلیفہ اجل تھے۔ آپ نے قصبہ پپلاں ضلع میانوالی کے دیوبندی اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، آپ عالم فاضل ہیں اور مسلک اعتدال کے حامی آپ کے استاد محترم ختم المحدثین حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس اور شیخ العالم حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے باکمال شاگرد تھے۔ (بحوالہ: حکایات مہر وفا، ص:40)

علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ''زیارت خیر الانام'' قاضی سجاد حسین رحمہ اللہ کی کتاب ص ۱۷ میں یوں درج ہے محدث کشمیری علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کتاب کا مقدمہ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی بریلوی صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے اور کتاب کی تائید و تعریف کی ہے۔

''تذکرہ تاجدار گولڑوی شریف'' مصنف محمد شہاب القادری رحمہ اللہ کے ص 117 پر ہے۔ راقم تین بجے سو گیا اذان تک علامہ انور شاہ نور اللہ مرقدہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔

ooo

مفتی احمد یار خان گجراتی رحمہ اللہ اور اکابر دیوبند کا علمی مقام

76۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مفتی احمد یار رحمہ اللہ بدایوں کے مدرسہ شمس العلوم کے بعد آپ کا تیسرا دور طالب علمی مینڈھو پور کے مدرسہ میں گزرا جس کے تعلیمی ماحول اور انتظام کے بارے میں لوگوں میں اچھی رائے پائی جاتی تھی یہ مدرسہ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ خود حکیم الامت (مفتی احمد یار رحمہ اللہ) فرمایا کرتے تھے کہ دیوبندی اساتذہ کے پاس ایک عرصہ پڑھنے کے بعد میں یہ سمجھنے لگ گیا تھا کہ علمی تحقیق کا کمال تو بس اسی گروہ میں پایا جاتا ہے۔

(بحوالہ: ترجمہ کنزالایمان تفسیر نورالعرفان، ص:923 ناشر نعیمی کتب خانہ گجرات)

ooo

ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور اور باہمی رواداری کا پیغام

77۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) جو اصحاب اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلانا چاہیں ان کو چاہیے کہ وہ انہیں مدرسہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں یا کسی اور دینی درس گاہ دہلی، سہارنپور، دیوبند وغیرہ میں بھیج کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

(جمال کرم ج 1 ص: 71 از پروفیسر حافظ احمد ناشر ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔ اشاعت اول 2003ء)

مولانا سلطان اعظم قادری اور علم دین میں رواداری کا پیغام

78۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا سلطان اعظم بن میاں غلام نبی موضع چھپڑ شریف ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ فارسی، صرف اور نحو کی ابتدائی کتابیں موضع بھرتہ میں پڑھیں بعد ازاں اہل سنت کے مقتدر فاضل مولانا غلام محمود قدس سرہ پپلاں ضلع میانوالی کی خدمت میں پانچ سال تک حاضر رہے اور تمام کتب کی تکمیل کی پھر مولانا غلام رسول رحمہ اللہ انہی ضلع گجرات کے پاس رہ کر تین سال میں تمام کتب کا سماع کیا۔ دورۂ حدیث دیوبند میں مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔

(منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص 159 سن اشاعت 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مولف مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور)

ooo

مولانا صوفی حاجی سید احمد سری کوٹی اور باہمی رواداری

79۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا صوفی حاجی سید احمد سری رحمہ اللہ کوٹی بریلوی بن سید صدر شاہ آف ہری پوری (ضلع ہزارہ) سے اٹھارہ میل مغرب کی جانب واقع موضع سری کوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتداء میں تجوید کے ساتھ قرآن کریم حافظ کیا بعد ازاں اپنے علاقہ کے جید فضلاء سے تحصیل علم کی اور دیوبند

جا کر درس حدیث لیا۔

(منقول از تذکرہ اکابر اہلسنت ص 169 سن اشاعت 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور، مؤلف مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لاہور)

ooo

آستانہ عالیہ نقشبندیہ بیربل میں رواداری کا تذکرہ

80۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) حضرت پیر صاحبزادہ مولانا محمد عمر رحمہ اللہ سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بیربل شریف ضلع شاہ پور کا ارشاد پڑھیے۔

''بلکہ مجھے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے علمائے کرام کی شاگردی اور تلمذ کا فخر حاصل ہے اور بہت سے بزرگان علم سے نیاز خاص رکھتا ہوں میرے اساتذہ میں سے مولانا عبداللہ ٹونکی مرحوم اور مولانا حافظ نذیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرحوم جیسے منطقی اور ادیب اور فخر العلماء جناب مولانا کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ جیسے محدث بھی ہیں۔

(منقول از انقلاب الحقیقت فی التصوف والطریقت ص 4 طبع اول مؤلف صاحبزادہ محمد عمر صاحب سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ بیربل شریف ضلع شاہ شریف۔

ooo

پیر کرمانوالے رحمہ اللہ اور پیغام رواداری

81۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) (حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرمانوالہ شریف نے) ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم ان دنوں تشنگان علم دین کیلئے ایک چشمہ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا بوقت رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا برخودار وہ علم حاصل کرکے آنا جس سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل وقال تک محدود ہو۔ چنانچہ ابتداء سے ہی آپ کے دل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہوگئی۔ یہ بات آپ کے دل

نشین ہوچکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عمل صالح کی راہیں ہموار ہوں۔ مدرسہ مظاہر العلوم میں ان دنوں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے، وہاں سے تکمیل علم کی سند حاصل کرکے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولانا عبدالرب میں داخل ہوکر شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے متبحر سے دورہ حدیث ختم کیا۔

(منقول از معدن کرم ص 160 مشتمل براحوال وآثار حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ صاحب بخاری المعروف کرمانوالے، مؤلف محمد اکرام ایم اے وعبدالعلیم قریشی بے اے، ایل ایل بی۔)

ooo

آستانہ عالیہ چورہ شریف کے سجادہ نشین کی علمائے دیوبند سے عقیدت

82۔ (کسب علم میں رواداری کا پھول) مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی امرتسری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا عبدالعلیٰ صاحب قاسمی دیوبندی رحمہ اللہ سے تعلیم حاصل کی مزید اپنی دینی تعلیم کے سلسلہ میں تمام علوم کی سند فراغت حضرت علامہ مولانا عبدالحیؒ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور طریقت میں آپ حضرات خواجہ ملا دین محمد صاحب تراہی نقشبندی مجددی آف چورہ شریف (ضلع کیمل پور) اٹک (سے تعلق رکھتے تھے آپ) کی علماء اہل سنت دیوبند کے ساتھ عقیدت ومحبت اور خدا خوفی کا اندازہ فرمائیں۔

”مولانا پیر غلام رسول صاحب قاسمی دیوبندی بریلوی مسلک کو پسند نہیں فرماتے تھے اگرچہ علماء دیوبند سے بعض مسائل میں آپ کو اختلاف تھا لیکن ان سے حسن ظن رکھتے تھے ایک مرتبہ امرتسر جب حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کا غلغلہ بلند ہوا اور بہت ہی شدت اختیار کرگیا۔ ایسی فضا میں حضرت مفتی صاحب قاسمی رحمۃ اللہ نے جرأت سے کام لے کر جلسہ عام لوگوں کے اس رویے کی شدید مذمت کی اور فرمایا کہ میں مولوی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا نہ شاگرد ہوں نہ استاد نہ مرید ہوں نہ پیر میرا

ان سے کوئی تعلق نہیں آخر وہ عالم ہیں اور ایک عالم کی اس طرح توہین وتکفیر ہرگز جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ مولانا قاسمی رحمہ اللہ کے ان ارشادات کا بہت اچھا اثر ہوا امرتسر کی فضاء میں امن وسکون پیدا ہوگیا''۔

(منقول از تذکرہ اسلاف ص 92 مطبوعہ لاہور، اشاعت دوم 1987ء مؤلف مولانا بہاءالحق قاسمی) (بحوالہ: فیضانِ دیوبند۔ص:319)

علاوہ ازیں: مولانا پیر مفتی غلام رسول صاحب قاسمی رحمہ اللہ خلیفہ چورہ شریف کا ندوۃ العلماء کے ساتھ بعض امور پر اختلاف ہوگیا تو حضرت مفتی صاحب نے چند ماہ کے بعد ندوہ سے بعض امور میں اختلاف رائے کی بناء پر علیحدگی کرلی تھی لیکن صرف علیحدگی پر قناعت فرمائی مخالفت کا طریق اختیار نہیں فرمایا جیسا کہ بعض علماء نے اختیار کیا تھا (تذکرہ اسلاف ص 92 اشاعت دوم 1987ء مولف مولانا بہاءالحق قاسمیؒ)

نوٹ:۔ تذکرہ اسلاف کے ص 85 پر حضرت پیر مفتی غلام رسول صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا ذکر ہے کہ آپ امرتسر واپس تشریف لے آئے اور یہاں حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ عرصہ تک پڑھتے رہے اس کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالعلیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا۔

(تذکرہ اسلاف ص:85)

ooo

آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے خلیفہ اور باہمی رواداری کا پیغام

83۔(کسب علم میں رواداری کا پھول) ''حضرت سید محمد ابراہیم صاحب رحمہ اللہ سیہول شریف، اعلیٰ تعلیم کیلئے دیوبند تشریف لے گئے وہاں مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی۔ دورحدیث شریف کی تکمیل کے بعد وطن موضع کھوکھر مراجعت فرما ہوئے اور کسی مرد خدا کی تلاش ہوئی۔ چنانچہ کئی بزرگان دین کی خدمت میں حاضر

ہونے کے بعد اعلیحضرت حضرت قبلہ میاں شیر محمد ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اعلیحضرت نے ایک ہی نظر کیمیا سے تمام شکوک دور کر کے کندن بنا دیا۔

(منقول از خزینہ کرم ص 544، سوانح حیات حضرت کرمانوالے کا مستند مجموعہ بار اول فروری 1978ء مطبع کیمرج پرنٹنگ پریس لاہور، تالیف چوہدری انور احمد مقبول بی۔ اے میر ووالی محلہ حیات گنج سانده کلاں لاہور)

ooo

مولانا مفتی بشیر حسین اور حصول تعلیم میں رواداری کا پیغام

84۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا مفتی بشیر حسین صاحب رحمہ اللہ بریلوی امام خطیب مسجد غوثیہ بالمقابل بڑا قبرستان گوجرانوالہ شہر میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ آپ نے شیخ العرب والعجم امام الحرمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث پڑھا اور دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔

ooo

مولانا محمد کرم الدین اور حصول علم میں رواداری کا پیغام

85۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا محمد اکرم الدین دبیر بریلوی بمقام بھیں ضلع جہلم موجودہ چکوال نے ابتدائی کتابیں وطن ہی میں پڑھیں مزید تعلیم لاہور اور امرتسر کے مدارس میں حاصل کی کچھ عرصہ مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ سے درس حدیث لیا۔ پھر امرتسر آ کر درس حدیث کی تکمیل کی۔

(تذکرہ اہلسنت ص 409 بار دوم 1983ء مطبوعہ لاہور، تذکرہ علمائے پنجاب ص 572 جلد دوم سن اشاعت 1980ء مطبوعہ لاہور۔ نیز تذکرہ فضلاء سہارنپور جلد دوم میں مولانا کرم الدین دبیر کا نام سرفہرست لکھا ہوا ہے۔

ooo

حضرت مولانا پیر غلام رسول جان مجددی رحمہ اللہ اور پیغام رواداری

86۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** ابتدائی تعلیم آپ نے ٹیاری شریف کی خانقاہ میں ہی بڑے بڑے علماء سے حاصل کی اور علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تکمیل آپ نے سورت کے مشہور مدرسہ ڈھابیل میں کی جہاں آپ نے مولانا شبیر رحمہ اللہ سے فراغت حاصل کی آپ کی دستار بندی دہلی کے مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ نے کرائی اس کے علاوہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے لاہور میں زمانہ قیام کے دوران بھی آپ نے ان سے بہت سی درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ مجھ سے بہت شفقت کرتے حتیٰ کہ اپنے بچوں کی طرح مجھے رکھتے تھے اور انہی کے ساتھ مجھے خاص اسباق پڑھایا کرتے تھے۔ (سندھ کے صوفیاء نقشبندیہ۔ ج2۔ ص:216)

2۔ حضرت مولوی نجم الدین دھریالوی بن مولانا احمدالدین دھریالوی سیالوی صاحب رحمہا اللہ نے مرحوم والد ماجد سے تعلیم کا آغاز کیا۔ بھرت ضلع سرگودھا میں بغرض تعلیم مقیم رہے بعدازاں دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کی۔

(انور سیال از حاجی مرید احمد چشتی ص: 21)

3۔ حضرت مولانا عبدالروف شاہ اورنگ آبادی سیالوی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کر کے میکی ڈھوک چلے گئے یہاں مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ مولوی حسین احمد مدنی رحمہ اللہ آپ کے استاد تھے۔ (انوار سیال۔ ص:29)

4۔ حضرت مولوی غلام محمد سروالی (برادری مولوی سید رسول سیالوی) مرحومین وہ فاضل دیوبند تھے۔ (انوار سیال ص:38)

5۔ حضرت قاضی ضیاء الدین چکوال سیالوی صاحب رحمہ اللہ۔ آپ نے علوم مروجہ کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی بعدازاں دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔ (انوار سیال ص:225)

6۔ مولانا افتخار احمد بگوی صاحب رحمہ اللہ۔ ان کی تعلیم جب آخری مراحل میں پہنچی تو ان کے چچا مولانا ظہور احمد بگوی صاحب رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیوبند خط لکھا جو من وعن یہاں نقل کیا جاتا ہے کہ معلوم ہوجائے کہ اس بقعہ ارض میں بسنے والوں کے دل میں دارالعلوم دیوبند کی کیا عظمت تھی۔

دارالعلوم دیوبند

از بھیرہ

13 شوال المکرم 58ھ

مخدومی حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

”آج آپ کی خدمت میں میرا برادرزادہ افتخار احمد حاضر ہورہا ہے دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں مروجہ درسی کتب کی تعلیم سے فارغ ہوکر حدیث شریف کے دورہ میں شمولیت کی غرض سے اس کو روانہ کیا جارہا ہے۔ حقیقت حال عرض کرنے کیلئے گزارش ہے کہ آج سے 40 سال پہلے پنجاب وسرحد میں کوئی علمی خاندان ایسا نہ تھا جو ہمارے خاندان (خاندان بگویہ) کے ساتھ نسبت تلمذ پر فخر نہ کرتا ہو۔ میرے جدامجد حضرت مولانا محی الدین بگوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث کی سند حاصل کی تھی اور شاہ محمد اسحاق دہلوی رحمہ اللہ سے علمی تربیت حاصل کی تھی اب اس خاندان کا ایک نونہال دیوبند کے علمی مرکز میں علمی پیاس بجھانے کیلئے حاضر ہورہا ہے گزشتہ سال مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے بھی دیوبند جانے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ ان کا مکتوب بھی شامل عریضہ ہذا ہے آج دیوبند مطلع علمی پر مثل آفتاب ضوفشاں ہے۔ براہ کرم عزیز کی ہر قسم کی نگرانی وتربیت فرمائیں۔ میں خود بھی ایک ماہ کے اندر حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں عزیز میاں کی ہر قسم کی علمی خامیاں ہوں ان کی طرف توجہ فرمائی جائے۔

عاجز ظہور احمد بگوی کان اللہ لہ
مہتمم دارالعلوم عزیزیہ امیر حزب الانصار مدیر جریدہ شمس
السلام بھیرہ پنجاب (تذکار بگویہ ج 2۔ ص:42)"

تفصیل کیلئے تذکار بگویہ مکمل، فوز المقال کا مطالعہ مفید رہے گا۔ جمال کرم اور تذکرہ اکابر اہلسنت اور تذکرہ علماء اہلسنت والجماعت لاہور اور دیگر کئی کتب اس پر شاہد ہیں۔

ooo

آستانہ پپلاں شریف کی علمائے دیوبند سے عقیدت

87۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** آستانہ عالیہ پپلاں شریف ضلع میانوالی کے سابق سجادہ نشین مولانا غلام محمود پپلانوی (بریلوی) رحمہ اللہ نے دورہ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند جا کر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن (دیوبندی) رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"مولانا غلام محمود پپلانوی رحمہ اللہ نے، درس حدیث مولانا محمود حسن رحمہ اللہ شیخ الحدیث دیوبند سے لیا ہے۔ 1902ء کو فارغ التحصیل ہو کر پپلاں ضلع میانوالی میں تدریس کا کام شروع کیا"۔ (تذکرہ اکابر اہلسنت ص 341 اشاعت دوم 1983ء مطبع معظم پرنٹرز لاہور تالیف مولانا عبدالحکیم شرف قادری بریلوی، لاہور)

مولانا غلام محمود پپلانوی بریلوی ضلع میانوالی کا دارالعلوم دیوبند میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کرنا کہ اسلاف کی باہمی محبت اور فراخ دلی کی اعلیٰ مثال ہے۔

مولانا غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ بریلوی کے اپنے استاد کے بارے میں تاثرات

آستانہ عالیہ پپلاں ضلع میانوالی کے سابق سجادہ نشین مولانا غلام محمود پپلانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام

اور مرتبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

’’امام العلوم واستاذ الرسوم النحریر الاعظم والبحر الطمطام سر سور الماہرین وقمقام الفاضلین السابع فی در دور المغلقات رئیس المحدثین وتاج المفسرین مولانا محمود حسن دیوبندی ادام اللہ الطافہ علی رؤسنا‘‘ (منقول از حاشیہ تحفہ سلیمانی ص 115، از مولانا غلام محمود پپلانوی بریلویؒ)
(بحوالہ: فیضانِ دیوبند۔ ص: 341)

مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب رحمہ اللہ کا دیوبند سے تعلق

88۔ **(کسب علم میں رواداری کا پھول)** مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید وخلیفہ تھے اور ان کے مسلک کے زبردست مبلغ تھے اور دیوبند کے شدید مخالف تھے۔ دار العلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی علمیت احسان وسلوک میں ممتاز حیثیت کا شہرہ سنا تو اپنے بیٹے ضمیر احمد کو پہلے دار العلوم دیوبند کی شاخ مدرسہ بدر الاسلام شاہ گنج میں داخل کیا پھر تکمیل کیلئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا جہاں آپ کو اپنڈکس کا شدید درد اٹھا جسے رشتہ داروں اور متعلقین نے دیوبند کی نحوست قرار دیا اور ان کی تیمارداری اور واپس لے جانے کی غرض سے دیوبند پہنچے اور صرف اپنے بیٹے ہی کے پاس قیام کو محصور کر دیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ مولانا ضمیر احمد صاحب روبصحت ہونے لگے تو ایک دن آپ نے ایک ساتھی سے کہا کہ والد صاحب کو مزار قاسمی پر لے جاؤ کیونکہ آپ اب تک کی زندگی میں ان ہی بزرگوں کو برا بھلا کہتے رہے تھے اس لئے بڑی ردوقدح اور اصرار کے بعد ان کے مزاروں پر حاضری کیلئے تیار ہوئے مزار میں پہنچنا تھا کہ عجیب وارفتگی کا حال ہوا۔ مراقب ہوئے اور دیر تک بیٹھے رہے، عصر اور

مغرب کے وقت آنسوؤں کا سیلاب امڈا چلا آرہا تھا، استغفار کے کلمات وردزبان تھے، توبہ توبہ کی رٹ تھی کہ ہائے ہم نے ان علماء حق اور بزرگان دین کو بہت برا بھلا کہا تھا مگر یہاں تو ان کی قبریں اس قدر منور ہیں اور اس قدر کشش والے یہ انسان ہیں۔

(بحوالہ: واقعات وکرامات اکابر علماء دیوبند۔ ص:264)

خلاصہ کلام

ان مسلمہ مشائخ عظام کے اسمائے گرامی جو علماء دیوبند سے کسب علم کر کے باہمی محبت اور رواداری کا پیغام دینے والے تھے:

1۔ حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار گجراتی رحمہ اللہ

2۔ مفتی مظہر اللہ رحمہ اللہ والد پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مولف حیات اعلیٰ حضرت کے بالواسطہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ تھے۔

3۔ مولانا دیدار علی شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مولانا قاسم اور مولانا احمد علی سہارنپوری رحمہما اللہ سے فیض حاصل کیا۔

4۔ خواجہ غلام سدید بالواسطہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔

5۔ حضرت مولانا محمود پپلانوی رحمہ اللہ بھی علمائے دیوبند سے کسب علم کر کے باہم وسعت ظرفی کا سبق دینے والے مشائخ میں سے ہیں۔

6۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ علمائے دیوبند سے کسب علم کر کے باہم محبت کا سبق دینے والے بزرگ ہیں۔

7۔ جناب فیض احمد اویسی بہاولپوری بالواسطہ شاگرد تھے۔

8۔ مولوی عبدالستار نیازی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند کے فراغت حاصل کر کے طبیعت میں اعتدال لانے کا سبق دیتے ہیں۔

9۔ مولانا مفتی مقبول الرحمان صاحب رحمہ اللہ خلیفہ مفتی مظہر اللہ دہلوی رحمہ اللہ مشائخ دیوبند کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے تحمل کی حلاوت حاصل کرنے کا اعلان فرماتے ہیں۔

10۔ حضرت پیر کرم شاہ بھیروی رحمہ اللہ بالواسطہ شاگرد تھے۔ دیوبند کے مولانا محمد قاسم بالاکوٹی دیوبند کے فاضل تھے۔

11۔ مولانا غلام محمود پپلانوی فاضل دیوبند۔

12۔ پیر سید محمد حسین شاہ صاحبزادہ پیر جماعت علی شاہ مدرسہ امینیہ سے دستار فضیلت حاصل کی۔

13۔ پیر جماعت علی نے دیوبند سے تعلیم حاصل کی۔

14۔ سجادہ نشین پیر قمر الدین سیالوی فاضل دیوبند۔

15۔ مولانا محمد اسلم شاگرد پیر سید جماعت علی شاہ دیوبند سے پڑھے۔

16۔ حضرت پیر احمد شاہ چورہ شریف نے دیوبند تعلیم پائی۔

17۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ اور حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ استاد بھائی تھے۔

18۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے والد معین الدین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

20۔ حضرت مولانا محمد نواز صاحب۔

21۔ مولانا کرم دین بھیں جہلمی بریلوی نے اپنے بیٹے قاضی مظہر حسین کو دیوبند بھیجا فاضل دیوبند تھے۔

☆......☆......☆

حضرت مولانا پیر نصیر الدین نصیر صاحبؒ اور پیغام رواداری

ہمارے بڑوں کا کام......تمام اسلامی فرقوں کو جوڑنا

مشائخ کا اور کیا کام ہے نذرانے بٹورنا، دست بوسی کرانا، پراپرٹی اور جائیداد بنانا، ہمارا کام اور ہمارے باپ دادا کا کام کیا تھا کہ جو بچھڑے ہوئے لوگ ہیں جو آپس میں ٹوٹ گئے ہیں ان کو جمع کرنا یہ ہمارا کام تھا ہمارے بزرگوں کا کام تھا آج اگر یہ آواز اٹھائی جائے کہ شیعہ کو دیوبندیوں کو، بریلویوں کو سپاہ صحابہ کو سپاہ محمد کو لشکر طیبہ کو اور تبلیغی جماعت کو جو کہ کلمہ گو ہیں ان کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو کہتے ہیں یہ آدمی کیوں یہ بولی بول رہا ہے......؟ ہم مخالفت میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں (مخالفت میں) جس طرح پیسے بٹور سکتے ہیں اکٹھا کرنے میں بٹور نہیں سکتے ہمیں بریلوی کون کہے گا اگر ہم سب کو کافر نہیں کہیں گے......! یہ اپنی (اپنی) روٹیاں سیدھی کرنے کیلئے اور صرف پیسے کمانے کیلئے ہے۔ اسی طرح دیوبندیوں کا بھی یہی حال ہے وہ اپنے اس پنجرے میں بند ہیں کہ وہ ان کو کافر کہتے ہیں یہ ان کو کافر کہتے ہیں تو یہ سلسلہ باہمی تکفیر کا کب تک چلے گا......؟

کیا کوئی آواز (فرقہ بندی کو روکنے والی) نہیں ہے دنیا (بھر) میں پاکستان، انڈیا اور برصغیر پاک و ہند میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے......؟ نہ علماء میں نہ مشائخ میں، سب خاموش ہیں!

یزید وقت کے آگے ہیں کھڑے سب خاموش
حسینؓ ہی جو چلائے تو کوئی بات چلے

اب حسین رضی اللہ عنہ یا ان کا کوئی غلام ہو تو کوئی بات چلائے تو بات چلتی ہے ورنہ اس یزید وقت کے سامنے تو سب خاموش ہیں! سب بے غیرت بنے ہوئے ہیں! بے غیرتی کی روٹیاں کھا رہے ہیں! کم از کم کیا ہے علماء کو نہیں چاہیے......؟ انہیں

پتا ہے کہ اگر ہم نے (جوڑ پیدا) کیا تو کہیں گے یار یہ بدعقیدہ ہوگیا ہے...... یہ دیوبندیوں کو بھائی بنانا چاہتا ہے......! یہ دیوبندیوں کو قریب لانا چاہتا ہے......! یہ اپنے مسلک کا غدار ہے......!

میں آپ کو بتاؤں کہ میرے جد امجد حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جب ایک دفعہ گولڑہ شریف آئے تو میرے جد امجد پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت احترام سے ان کو پیش آئے اور جب وہ واپس چلے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تانگے تک ان کو چھوڑنے کیلئے آئے یہ وہی پیر صاحب رحمہ اللہ ہیں جو وائسرائے ہند کے بلانے پر دلی نہیں گئے......! بڑے بڑے تاجدار اور رئیس اور بڑے بڑے نواب ان کے جوتوں میں بیٹھتے تھے......! مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ وہاں آئے تو پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہیں تانگے کے اڈے تک پہنچانے کیلئے آئے اور جب تک ان کا تانگہ چلا نہیں آپ کھڑے رہے۔ کیا ان کو پتہ نہیں تھا کہ وہ دیوبندی ہیں......! دیوبند کے فارغ ہیں......! اور پکے دیوبندی ہیں......! تو پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسا کرنے سے کیا وہابی ہوگئے؟ کیا گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کرنے والوں میں سے ہوگئے؟ یہ میرے سامنے مفتی ظہور اللہ ہاشمی صاحب بیٹھے ہیں یہ مولانا محب النبی صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے ہیں کل بھی وہاں مفتی عبدالشکور ہزاروی آئے تھے وزیر آباد سے تو میرے پاس بیٹھے رہے تو یہی (باہم رواداری کی) باتیں چلیں انہوں نے بھی مجھے بتایا کہ ہمارے استاد مولانا محب النبی صاحب رحمہ اللہ نے اور انکے شیخ اور استاد حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دیوبندی کو کافر نہیں کہا (اتنا بڑا علامہ، آج تو ہر آدمی علامہ بنا پھر رہا ہے لیکن مولانا محب النبی رحمہ اللہ بڑے عالم تھے میں نے ان کی زیارت کی ہے، میرے دادا کے پردادا کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی تھے) تو انہوں نے کیا کہا کہ دیوبندیوں کو کافر نہیں کہا

صرف کیسے دیوبندی اس دائرے سے خارج ہیں ہم سمجھتے ہیں انہیں یا سمجھنا چاہیے جو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ ہوں۔ مطلق مدرسہ میں پڑھنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا دیوبند ایک مدرسہ ہے، ہمارے کتنے مرید ہیں جو پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں آج بھی ایک عالم موجود ہیں فارغ وہ دیوبند کے ہیں۔ دیوبند سے فارغ ہونا کوئی بات نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ جو عقائد ہیں۔ ان میں آپ کے ساتھ گستاخی کا برتاؤ کرنا یا کوئی جملہ بولنا یہ اسلام سے خارج کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے کافر ہے۔ اب یہ فتویٰ لگا دینا کہ سارا دیوبند ہی ایسا ہے سارے دیوبندیوں کے حال آپ جانتے ہیں نیتیں جانتے ہیں......! آپ کو کیا پتہ ہے......؟ وہ تو مالک جانتا ہے کہ اس کے اندر کیا ہے آپ نیتوں کے غیب دان کس طرح ہیں......!

☆......☆......☆